برزخ

تالیف

شہید محراب آیت اللہ العظمیٰ سید عبدالحسین دستغیبؒ

مکتب اہل بیتؑ

سی۔ ۱۲ رضویہ سوسائٹی کراچی

16/4/2000

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب — برزخ

کمپیوٹرائزڈ — سیف انٹرپرائزز

تاریخ طباعت (طبع دوئم) ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ

مطبع — وزارت حسین اینڈ سنز پریس۔ کراچی

ہدیہ — =/ 45 روپے

.........O..........

فہرست

خیال مترجم

۱۔ حقوق العباد ادا نہ کرنے کے باعث عذاب برزخ ۱۳

۲۔ وہ گناہ جو عالم برزخ میں باعث عذاب ہیں ۱۵

۳۔ تین حقوق ۱۵

۴۔ توہین عالم اور عذاب سخت ۱۶

۵۔ وقت موت ہمسایوں سے معافی مانگنا ۱۷

۶۔ حضرت علیؑ اور یہودی ہمسفر ۱۷

۷۔ پُل صراط اور جہنم ۱۸

۸۔ صراط جہنم پر ایک پل ہے ۱۹

۹۔ تین ہزار سال پُل صراط پر ۱۹

۱۰۔ عقائد و اعمال کی روشنی اور پل صراط ۲۰

۱۱۔ بغیر نور کے طویل تاریک راہ کیسے طے ہوگی ۲۱

۱۲۔ پُل صراط شعور رکھتا ہے ۲۱

۱۳۔	سچا لیکن وحشت ناک خواب	۲۲
۱۴۔	کون تمام عمر صراط مستقیم پر ثابت قدم رہ سکتا ہے	۱۴
۱۵۔	بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز کی توضیح	۲۴
۱۶۔	ہر کوئی جہنم سے صدمہ اٹھائے گا	۲۵
۱۷۔	آخرت کی حقیقت تصور کے قابل نہیں	۲۵
۱۸۔	آتش جہنم مومن کی دعا پر آمین کہتی ہے	۲۶
۱۹۔	دوزخ کہتی ہے ابھی اور جگہ باقی ہے	۲۶
۲۰۔	عذاب جہنم کے مختلف درجات ہیں	۲۷
۲۱۔	آتش جہنم کا رنگ	۲۸
۲۲۔	زقوم حنظل نیم سے زیادہ تلخ ہے	۲۹
۲۳۔	کھولتا ہوا پانی جو چہرے کے گوشت کو بھی گلا دے	۲۹
۲۴۔	مومنین یقین کرتے ہیں	۳۰
۲۵۔	جہنمیوں کا لباس آگ ہوگا	۳۰
۲۶۔	حضرت علیؑ کی فریاد	۳۱
۲۷۔	عذاب جہنم کے کچھ نمونے	۳۱
۲۸۔	جہنم کے گرز دوزخیوں کے سر پر	۳۲
۲۹۔	اہل سلم جہنم میں نہیں جائیں گے	۳۲
۳۰۔	دلوں کی مانند سخت بدن	۳۳
۳۱۔	آخرت میں	۳۴

۳۲۔	جنّت و جہنم اگر اس وقت ہیں تو کہاں ہیں	۳۴
۳۳۔	بہشتی سیب سے حضرت زہرا کی خلقت	۳۵
۳۴۔	جہنم میں ہمیشگی کفار کی خصوصیت	۳۵
۳۵۔	بشیر و مبشر وہی نکیر و منکر ہیں	۳۶
۳۶۔	صورتیں سیرتوں کی مانند محشور ہوں گی	۳۷
۳۷۔	آخرت کا عذاب دنیوی عذاب کے علاوہ ہے	۳۹
۳۸۔	دوزخی کا خواب	۳۹
۳۹۔	مُردے زندوں سے التماس کرتے ہیں	۴۱
۴۰۔	کنیزوں کو آزاد کرتا ہوں تاکہ جہنم میں نہ جاؤں	۴۲
۴۱۔	عالم برزخ میں خوف ہی خوف ہے	۴۲
۴۲۔	اگر صراط سے گزر جاؤں	۴۳
۴۳۔	قبر یزید میں خدائی آگ	۴۴
۴۴۔	زمین کی تین وقتوں میں تین فریادیں	۴۵
۴۵۔	ملکوت قبر کے لئے نور وضرش	۴۶
۴۶۔	تین طائفے جن کی حسرتیں بہت ہوں گی	۴۷
۴۷۔	شکم مادر اور برزخ	۴۸
۴۸۔	روح کا قبض کرنا	۴۸
۴۹۔	تین چیزیں برزخ میں بہت کام آئیں گی	۵۲
۵۰۔	کنجوس برزخی کا فشار	۵۲

۵۱۔ دنیا میں حمال آخرت میں سلطان ۵۳
۵۲۔ شعلہ آگ جو قبر سے بھڑکا ۵۳
۵۳۔ غصہ پینا گویا آگ کو ٹھنڈا کرنا ہے ۵۴
۵۴۔ پوشیدہ صدقہ اور خوف عذاب سے گریہ ۵۵
۵۵۔ ہوس پرستی پل صراط سے دور گرا دے گی ۵۵
۵۶۔ گناہگار حقیقی غاصب ہے ۵۶
۵۷۔ جہنم علیؑ کے دشمنوں کے لئے ہے ۵۷
۵۸۔ علیؑ کا دوست جہنم میں نہیں رہے گا ۵۷
۵۹۔ جنت و جہنم کی چابی حضرت علیؑ کے ہاتھوں میں ہے ۵۷
۶۰۔ بزرگان قیامت کے برہنگی سے ڈرتے ہیں ۵۸
۶۱۔ منتشر ٹڈیاں ۶۰
۶۲۔ وہ جو مضطرب نہیں ہیں ۶۱
۶۳۔ عذاب قیامت سخت ترین ہے ۶۱
۶۴۔ طالبین حقوق اور قیامت ۶۲
۶۵۔ اعضاء بدن کی گواہی ۶۳
۶۶۔ مجرمین کے لئے آگ ۶۳
۶۷۔ راہ نجات کھو دیتے ہیں ۶۴
۶۸۔ آتش جہنم کو چکھو ۶۵
۶۹۔ روز قیامت منتشر اجزاء کو جمع کریں گے ۶۵

۸۹۔	برزخ	۸۱-۸۳
۹۰۔	عالم مثالی اور بدن مثالی	۸۳
۹۱۔	شدت تاثیر و تاثر	۸۶
۹۲۔	بعد کی خبروں سے متعلق روایت	۹۰
۹۳۔	بدن جسمانی میں روح کی تاثیر	۹۱
۹۴۔	برزخ کہاں ہے	۹۲
۹۵۔	ارواح باہم اُنسیت رکھتی ہیں	۹۳
۹۶۔	وادی السلام روحوں کا مرکز ہے	۹۳
۹۷۔	روح کا قبر سے زیادہ تعلق ہے	۹۷
۹۸۔	ایک اور شبہ اور اس کا جواب	۹۸
۹۹۔	قرآن میں برزخ کا ثواب و عقاب	۹۹
۱۰۰۔	روایات میں برزخ کا ثواب و عقاب	۱۰۴
۱۰۱۔	برزخ میں حوض کوثر	۱۰۸
۱۰۲۔	برھوت جہنم برزخی کا مظہر ہے	۱۱۰
۱۰۳۔	عقل، معاد و خیر و شر کو درک کرتی ہے	۱۱۳
۱۰۴۔	عقل عملی کا کم یا زیادہ ہونا	۱۱۳
۱۰۵۔	اپنی آخرت کے لئے کیا بنایا ہے	۱۱۴
۱۰۶۔	بہشت برزخ اور قیامت کی بہشت	۱۱۵
۱۰۷۔	برزخ کے بارے میں شبہ	۱۱۵

۱۰۸- خواب، برزخ کا ایک چھوٹا نمونہ ۱۱۷

۱۰۹- چند مثالیں ۱۲۰

۱۱۰- موت رشتوں کو ختم کر دیتی ہے ۱۲۳

۱۱۱- عالم برزخ میں صرف عمل آپ کے ساتھ ہوگا ۱۲۵

۱۱۲- واصبر لحکم ربک فانک باعیننا ۱۲۵

۱۱۳- آپ کی روح عالم برزخ میں رزق مانگتی ہے ۱۲۷

۱۱۴- بہشت برزخ میں آجاؤ، اے دین کے حامی ۱۲۷

۱۱۵- برزخ میں انسانی کیفیت حقائق کو کشف کرتی ہے ۱۲۹

۱۱۶- برزخ میں نور نہیں چمکے گا مگر جمال محمدؐ ۱۳۰

۱۱۷- مرقد و برزخ کے بارے میں ایک نکتہ ۱۳۱

۱۱۸- برزخ کی نسبت قیامت خواب سے بیداری ہے ۱۳۲

۱۱۹- مہمانوں کا قاتل مکان ۱۳۳

۱۲۰- برزخ کے بارے میں امام موسیٰ کاظمؑ کا ایک معجزہ ۱۳۶

۱۲۱- عالم برزخ کے بارے میں سوالات ۱۳۷

۱۲۲- اچھے کردار برزخ میں اچھی صورت میں ۱۳۹

۱۲۳- جنازے کے اوپر کتا ۱۴۰

۱۲۴- برزخ میں انسان کا کردار ۱۴۱

۱۲۵- خدا کے ناموں میں سے سلام بھی ہے ۱۴۳

۱۲۶- قبر و برزخ کی کشادگی ۱۴۴

۷۰-	مرنے کے بعد زمین میں زندگی	۶۶
۷۱-	اہل جہنم کو شروع سے پیدا ہی کیوں کیا	۶۷
۷۲-	اصل مقصد رحمت و فضل کو وسعت دینا ہے	۶۸
۷۳-	عمر سعد اور ندائے شیطان	۶۹
۷۴-	موت قدرت خداوندی کا نمونہ	۷۰
۷۵-	امام حسینؑ کا خط بنی ہاشم کے نام	۷۱
۷۶-	برزخ میں عزادار امام حسینؑ کی فریادرسی	۷۱
۷۷-	روز محشر امام حسینؑ کے زیر سایہ	۷۲
۷۸-	خلقت کے بعد روح پھونکنا	۷۳
۷۹-	برزخ میں زناکار پر عذاب	۷۳
۸۰-	روز محشر زناکار شخص سے گندی بدبو آئے گی	۷۵
۸۱-	تمہارے لئے برزخ سے ڈرتا ہوں	۷۵
۸۲-	کل بجائے آنسو کے خون روئیں گے	۷۶
۸۳-	سفر برزخ کو پہلے ہی طے کر لیتے ہیں	۷۶
۸۴-	بارگاہ امام حسینؑ میں عطیہ الہیٰ	۷۷
۸۵-	حزقیل کس چیز سے عبرت لیتے ہیں	۷۸
۸۶-	انتہا بالآخر دو مٹھی خاک ہی ہے	۷۹
۸۷-	قبروں کی زیارت خود اپنے لئے ہے	۸۰
۸۸-	جناب زہراؑ شہدائے اُحد کی قبروں پر	۸۰

۱۲۷۔ اگر تاریکی برزخ میں بھی گرفتار ہوئے تو فریاد کرینگے ۱۳۴
۱۲۸۔ عزت حسین، برزخ وقیامت میں آشکار ہوگی ۱۳۵
۱۲۹۔ برزخ وسیقر عالم حیات ۱۳۷
۱۳۰۔ عالم برزخ میں مومن کے ورود کا جشن ۱۳۷
۱۳۱۔ عذاب برزخ گناہ کے برابر ۱۳۸
۱۳۲۔ حق الناس ادا نہ کرنے پر برزخ میں ایک سال کی تکالیف ۱۳۹

......O......

خیال مترجم

زیر نظر کتاب "برزخ" فقیہ بزرگ معلم اخلاق شہید محراب حضرت آیتہ اللہ سید عبدالحسین دستغیب کی کتب متعددہ میں سے ایک ہے جسے رضویہ سوسائٹی کا مایہ ناز دینی، مذہبی و تبلیغی ادارہ "مکتب اھل البیت" کے پرجوش اور دیندار نوجوانوں نے خالصتاً تبلیغ و ترویج علوم آل محمدؐ اور مقصد آل محمدؐ یعنی اصلاح معاشرہ کی نیت سے شائع کیا ہے۔

اصل کتاب فارسی زبان میں تھی جسے اردو کے قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ اردو دان طبقہ بھی آیتہ اللہ شہید کے اس گرانقدر علمی و اخلاقی ذخیرے سے فیضیاب ہوسکے کسی کتاب کا ترجمہ کرنا یوں بھی امر محال ہے اور پھر وہ کتاب اگر مزاج تصنیف و تالیف سے ہٹ کر گفتگو و تقاریر کا مجموعہ ہو تو یہ اور بھی کٹھن مرحلہ ہوتا ہے۔

آپ کے زیر مطالعہ کتاب "برزخ" بھی مرحوم دستغیب کی مختلف مواقعوں پر کی گئی تقاریر کا مجموعہ ہے۔ کیونکہ تصنیف و تقریر میں بہر حال فرق ہوتا ہے چنانچہ یہ سوچتے ہوئے کہ اصل عبارت سے اعراض بھی نہ ہو اور اردو کی شستگی بھی باقی رہے بعض مقامات پر اصل متن سے قدرے اختلاف اور نہایت معمولی کمی یا بیشی کی جسارت کی گئی ہے امید ہے جسے ارباب دانش یقیناً نظر انداز فرمائیں گے۔ ابتداء میں کوئی شک نہیں یہ کتاب اپنی اہمیت و افادیت کے اعتبار سے بہت قیمتی ہے۔ اس میں نوجوان نسل کے اذہان میں ابھرنے والے عقیدتی و فقہی سوالات کے جوابات بھی ہیں۔ امید ہے مومنین اس کتاب کو نہ صرف یہ کہ خود خرید فرمائیں گے بلکہ دوسرے مومنین کو اس کی ترغیب بھی دلائیں گے۔

والسلام

سید رضا حیدر رضوی

۱۱ / رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ

مکتب اہل البیتؑ کے اغراض و مقاصد اور دس سالہ کارکردگی

۱۔ مولانا حجۃ الاسلام صادق حسن دام مجدہ اور دوسرے علمار کا درس اخلاق۔
۲۔ طلبار اور نوجوانوں کے لئے لائبریری کا قیام۔
۳۔ عام لوگوں کے مفاد کے پیش نظر آڈیو ویڈیو کیسٹس تیار کرنا۔
۴۔ بچوں کے لئے قبل از مغرب تعلیم قرآن اور تجوید کا اہتمام کرنا۔
۵۔ بچوں کے لئے نماز کی عملی مشق کا اجرار۔
۶۔ بعد از نماز مغربین بچوں اور بڑوں کے لئے دینیات اور مسائل عملیہ کی تعلیم دینا۔
۷۔ خواتین کے لئے درس اخلاق میں شرکت کا خاطر خواہ انتظام کرنا۔
۸۔ دروس کی ریکارڈنگ۔ فلینگ اور ڈوپلی کیٹر سے کیسٹوں کی فراہمی
۹۔ ادارہ مبارکہ مکتب اھل بیتؑ (وقف عام) ہے اس لئے بلا تخصیص ہر ایک شخص مستفیض ہو سکتا ہے۔
۱۰۔ عربی اور فارسی کتب کا اردو زبان میں ترجمہ اور نشر و اشاعت کا سلسلہ جاری رکھنا۔

سید شاہد اصغر

صدر مکتب اہل بیتؑ

سی ۱۲۔ رضویہ سوسائٹی

کراچی ۷۴۶۰۰

پاکستان

حقوق العباد ادا نہ کرنے کے باعث عذاب برزخ

کتاب مصباح الحرمین میں لکھتے ہیں کہ صالحین میں سے ایک بزرگ بنام شیخ عبدالطاہر خراسانی اپنی عمر کے آخری دنوں میں مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور یہ عہد کرلیا کہ جب تک زندہ رہیں گے وہیں مجاوری کرینگے ۔ انہی دنوں میں ایک شخص کے پاس ایک تھیلی میں ہیرے جواہرات اور نقد پیسے امانت کے لئے رکھے ہوئے تھے اور وہ کسی امانت دار شخص کی تلاش میں پھر رہا تھا تاکہ اپنی امانت اس کے پاس رکھا سکے ۔۔ چنانچہ لوگوں نے اس شخص کو شیخ عبدالطاہر خراسانی سے متعارف کراتے ہوئے بتایا کہ مکہ معظمہ میں یہ بزرگ ہنایت قابل اعتماد اور معتبر شخصیت ہیں ۔ بنابریں اس شخص نے اپنی امانت شیخ کے پاس رکھوادی کچھ عرصے بعد شیخ کا انتقال ہوگیا ۔ شیخ کے مرنے کے بعد جب صاحب امانت اپنی امانت واپس لینے آیا تو لوگوں نے بتایا کہ شیخ کا انتقال ہوچکا ہے ، وہ شخص شیخ کے ورثا کے پاس آیا تو ورثا نے کہا کہ ہمیں کوئی اطلاع ہنیں ہے چنانچہ وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا کہ اب کیا کرے بیچارہ مفلس ہوگیا تھا اور کوئی چارہ کار بھی نہ تھا ۔ البتہ اس نے سنا ہوا تھا کہ اہل ایمان کی ارواح شریفہ وادی السّلام آتی ہیں وہ آزاد ہیں اور ایک دوسرے سے مانوس بھی چنانچہ صاحب امانت دعاء کرنے لگا خداوندا کوئی ایسی سبیل پیدا ہوجائے کہ میں اس

میّت کو دیکھ سکوں اور اپنے مال کے بارے میں اس سے معلومات کرلوں۔ لیکن کچھ مدت بعد جب اسے وادی السلام سے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے بعض اہل علم سے سوال کیا کہ آخر کیا بات ہے میں اس قدر دعائیں کر رہا ہوں پھر بھی شیخ کی زیارت نہیں ہو رہی۔ لوگوں نے اس شخص سے کہا شاید وہ مقام جو اشقیاؑ کے لئے مخصوص ہے وہاں ہوں یعنی ممکن ہے وہ وادی برہوت جو کہ ملک یمن میں ہے وہاں ہوں۔ وادی برہوت ایک خطرناک وادی ہے. جہاں نہایت وحشتناک کنویں اور گڑھے وغیرہ ہیں اس بات کو بارہا نقل کیا گیا ہے کہ وہاں سے انتہائی وحشت ناک آوازیں کانوں میں سنائی دیتی ہیں مختصر یہ کہ جس طرح وادی السّلام جو کہ جوار حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام مظہر رحمت و مقام ارواح شریفہ ہے اسی طرح وادی برہوت اشقیاؑ کے ظہور کرنے اور ارواح خبیثہ کے رہنے کی جگہ ہے[۱]۔

بہرکیف وہ شخص وادی برہوت کی جانب چل پڑا اور وہاں نماز و روزہ دعاء و تسبیحات میں مصروف رہنے لگا یہاں تک کہ ایک دن شیخ عبدالطاہر کو دیکھا تو کہنے لگا کیا آپ شیخ عبدالطاہر ہیں شیخ نے کہا جی ہاں لیکن کیا تم وہ نہیں ہو جو مکہ میں مجاور تھے؟ شیخ نے فوراً ہی سوال کر دیا۔ اس شخص نے جواب دیا کیوں نہیں! اور پھر شیخ سے دریافت کیا کہ میری امانت کہاں ہے اور آپ کا یہ کیا حال ہے؟ شیخ نے کہا تمہاری امانت گھر کے فلاں حصے میں فلاں کونے میں زمین کے

---

[۱] کتاب معاد شہید دستغیب

نیچے چھپادی ہے تم آئے نہیں کہ تمہیں واپس کردوں یہاں تک کہ میری موت واقع ہوگئی۔ اب جاؤ میرے ورثا کو اس کا پتہ بتا کر ان سے حاصل کرلو۔

وہ گناہ جو عالم برزخ میں باعث عذاب ہے

لیکن شیخ عبدالطاہر تمہارا یہ سوال کہ میں بدبخت یہاں کیسے گرفتار بلا ہوں، تو اس بدبختی کی وجہ تین گناہ ہیں۔ ایک تو وہ حقوق جو مرغ کے پیر میں باندھے ہوئے اس پتھر کی مانند ہیں جو اسے پرواز کرنے نہیں دیتے انسان کربلا معلیٰ گیا ہو۔ مشہد مقدس گیا ہو مکہ معظمہ کی مجاوری کی ہو لیکن یہ حقوق العباد اس طرح بیچارہ کر دیتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی وہ جوار اہلبیت علیہم السّلام میں جگہ نہیں پاسکتا نہ وادی السّلام نہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ بدن خواہ کہیں بھی ہو یہ اسکے ملکوت اعلیٰ کی طرف جانے نہیں دیتے شیخ کے قول کے مطابق تین حقوق قارئین محترم کی خدمت میں نقل کر رہا ہوں۔

تین حقوق

شیخ نے کہا سب سے پہلا گناہ جو مجھے بتایا گیا وہ یہ تھا کہ تم نے خراسان میں قطع رحم (عزیزو اقارب سے تعلقات) کو قطع کر دیا اور مکہ جا بسے۔ قطع رحم کرنا حرام ہے تم نے قوم و قبیلے کی رعایت نہیں کی کتنے ہی لوگ ہیں جو اپنی اولاد و والدین کے ضروری اخراجات نہیں دیتے اور انہیں اس بات سے کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ وہ کسی پریشانی و مشکل میں گرفتار ہیں یا نہیں وہ خود کسی دوسرے

شہر میں رہنے لگتے ہیں اور ان کی کوئی خبر گیری نہیں کرتے۔

اور دوسرا گناہ یہ تھا کہ میں نے ایک دینار غیر مستحق کو دے دیا تھا۔ اس کتاب میں جو عبارت لکھی گئی وہ اس طرح ہے کہ شاید ایک دینار انہیں دیا گیا تھا کہ کسی مستحق کو دے دیں۔ اس میں تسامح پیدا ہو گیا اور مستحق کو نہیں دیا گیا بالآخر کسی غیر مستحق کو دے دیا اور مستحق کو محروم کرنا گناہ ہے۔

توہینِ عالم اور عذاب سخت

تیسرا گناہ یہ تھا کہ ایک عالم دین ہمارے گھر کے پاس رہتے تھے ہم نے ان کی توہین کی تھی۔ عالم کا ہم پر حق ہے ہمارا دین ان سے وابستہ ہے عالم معاشرے پر اپنا حق حیات رکھتا ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جس نے کسی عالم کی توہین کی گویا اس نے میری توہین کی اگر کوئی متوجہ نہ ہو اور کسی عالم کی بے حرمتی و بے ادبی کرے تو گویا اس نے حق عالم کا انکار کیا اور وہ اس کا جوابدہ ہوگا۔

اے خدا اگر تو ہم سے عدل کا معاملہ کرے تو ہم کیا کر سکتے ہیں[1]

اے خدا ہمارا خوف تیرے عدل کی وجہ سے ہے

اے خدا ہمارے ساتھ فضل و کرم سے معاملہ فرما کہ ہم میں تیرے عدل کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں۔[2]

---

[1] ومن عدلک مہربی

[2] جلت ان یخاف منک الا العدل وان یرجی منک الا الاحسان والفضل

وقت موت ہمسایوں سے معافی مانگنا

مستحب ہے جب کوئی شخص یہ محسوس کرے کہ اس کا آخری وقت قریب ہے تو اپنے ہمسایوں، دوستوں اور ہمسفروں سے معافی طلب کرے۔ یہ نہ کہے کہ میں نے اس طرح احسان کیا۔ بسا اوقات حق ہمسائیگی کے خلاف کیا ہوتا ہے یعنی کبھی آوازیں بلند کیں یا ہمسایہ کو اذیت پہنچائی اور اب یاد نہ رہا ساتھ بیٹھنے والوں کے حقوق فراموش نہ کرو اور حق ہمسفر کی اہمیت اس روایت سے سمجھو

حضرت علیؑ اور یہودی ہمسفر

روایت ہے مولا علیؑ سفر سے کوفہ کی جانب آ رہے تھے کہ اثنائے راہ میں ایک شخص آپ کے ہمراہ ہوگیا دوران راہ امیر المومنین علیہ السلام نے اس کا نام و پتہ اور مذہب وغیرہ دریافت فرمایا وہ شخص کہنے لگا کہ میں کوفہ کے نزدیک فلاں محلے کا رہنے والا ہوں اور مذہباً یہودی ہوں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بھی کوفہ میں رہتا ہوں اور مسلمان ہوں دونوں ساتھ ساتھ آ رہے تھے یہودی نے باتیں شروع کر دیں چلتے چلتے دونوں ایک دوراہے پر پہنچے جہاں سے ایک راستہ کوفہ کی جانب اور دوسرا راستہ یہودی کے محلے کی طرف جارہا تھا امیر المومنین علیہ السلام دوراہے پر پہنچ کر بجائے کوفہ جانے کے یہودی کے راستے پر اس کے ساتھ چلتے رہے اچانک یہودی متوجہ ہوا اور کہنے لگا مگر آپ کوفہ نہیں جارہے؟ امامؑ نے فرمایا کیوں نہیں ا یہودی کہنے لگا کوفے کا راستہ

تو دوسری طرف ہے کیا آپ نے توجہ نہیں کی؟ آپ نے ارشاد فرمایا کیوں نہیں میں تو اسی جگہ متوجہ ہوگیا تھا لیکن کیونکہ تمہارا ہمسفر تھا اس لئے چاہا کہ حق ہمسفری ادا کردوں اور چند قدم آگے تک تمہیں رخصت کروں یہودی نے متعجب ہوکر سوال کیا، کیا یہ آپ کا ذاتی عقیدہ ہے یا آپ کا دینی وظیفہ؟ اس طرح کے انسانی حقوق کی ادائیگی کیا آپ کے دین سے مربوط ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ میرے دین و مسلک کا حکم ہے۔ یہودی فکر میں ڈوب گیا یہ کیسا دین ہے کہ اس حد تک حقوق انسانی کا خیال رکھتا ہے یہودی دوسرے روز کوفہ آیا کوفے کی ایک قریبی مسجد میں دیکھا کہ کل والے عربی مسافر کو لوگوں کی ایک بڑی تعداد اپنے حلقے میں لئے ہوئے ہے اور ہر کوئی احترام و تعظیم بجا لا رہا ہے یہودی نے کسی سے سوال کیا یہ صاحب کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ خلیفۃ المسلمین و امیر المومنینؑ ہیں یہودی سوچنے لگا یہ صاحب مسلمانوں کے سردار ہیں جو کل میرے ساتھ اس قدر تواضع و انکساری کے ساتھ پیش آرہے تھے یکایک وہ یہودی امیرالمومنین علیہ السّلام کے قدموں پر گر پڑا اور مسلمان ہوگیا نیز امیرالمومنین علیہ السّلام کے خاص شیعوں میں سے ہوگیا۔

پُل صراط اور جہنم

اگر انسان حقوق کی ادائیگی سے بطور احسن عہدہ برآنہ ہو اور مرجائے تو روز قیامت اور پل صراط پر سخت عذاب میں گرفتار ہوگا تشریح کے لئے کچھ نکات باب مقدمہ میں سے صراط کے بارے میں بیان کئے جاتے ہیں۔ صراط لغت

میں راستہ کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں جو کچھ شرع مقدس میں آیا اور مسلمانوں کو اس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے نیز وہ ضروریات دینی میں شمار ہوتا ہے[1] یہ وہ پُل ہے جو جہنم کے اوپر بنایا گیا ہے۔

صراط جہنم پر ایک پُل ہے

خاتم الانبیأ حضرت محمد مصطفیٰؐ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا جب قیامت برپا ہوگی تو جہنم کو میدان حشر میں کھینچیں گے[2] اس کی ہزار مہار ہونگی ہر مہار ایک لاکھ قوی و تن و مند ملائکہ کے ہاتھوں میں ہوگی جس وقت اسے کھینچ رہے ہوں گے جہنم سے ایک نعرہ بلند ہوگا جو اطراف کی مخلوقات کو اپنے اندر کھینچ لے گا۔ سب لوگ "وانفسا ورب نفسی" یعنی خدا ہماری فریاد کو پہنچ کہتے ہوں گے۔ سوائے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ آپ فرماتے ہوں گے "رب اُمتی" یعنی خدایا میری امت کی فریاد کو پہنچ۔ پیغمبر اکرمؐ مہربان باپ کی مانند اپنی امت کی خلاصی و نجات کی فکر میں ہونگے چنانچہ روایت میں ہے جب جہنم کو لائیں گے تو ایک پل اس کے اوپر سے گزاریں گے تاکہ لوگ اس کے اوپر سے گزر کر داخل بہشت ہوں۔

تین ھزار سال پُل صراط پر

ہاں! بہشت کا راستہ صراط ہے، لیکن عجیب و غریب راستہ ہے رسول خداؐ

ح ۱ سورہ مومنون آیت ۷۴

ح ۲ سورہ فجر آیت ۲۳

سے روایت ہے کہ صراط کی لمبائی تین ہزار سال کی مسافت کی ہے جس میں ہزار سال کی بلندی پھر ہزار سال کی پستی اور ہزار سال سنگلاخ چٹانوں، بچھوؤں اور جانوروں کے درمیان سے۔ صراط سے گزرنا کوئی آسان کام نہیں ہر ایک اپنے عقائد و اعمال صالحہ کے نور کی مقدار کے مطابق پل صراط پر سے گزرے گا۔

عقائد و اعمال کی روشنی اور پُل صراط

پُلِ صراط پر کوئی خاص روشنی نہیں بلکہ تاریکی ہے۔ سورج و چاند کا وہاں کام نہیں وہاں کوئی نور نہیں ہے سوائے نور جمال حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز قیامت نور محمدؐ و آل محمدؐ یعنی صرف ان کی ولایت کا نور انسان کے کام آئے گا تلاوت قرآن و ذکر خدا کا نور اخلاص نیت کا نور یہ سب ہر طرف سے نور افشانی کرتے ہونگے جو سامنے اور دائیں بائیں دونوں طرفین کو منور کردیں گے[1]۔ آخر کس قدر نور اس دنیا میں حاصل کیا ہوگا ایک شخص کا نور اس قدر ہوگا جتنی دور ایک آنکھ حد نظر تک دیکھتی ہے دوسرا ایک فرسخ اور تیسرا اتنا کہ اپنے پاؤں کے سامنے تک دیکھ سکے۔ روایت ہے کہ کسی کا نور اتنا کم ہوگا کہ فقط اپنے انگوٹھے کو روشنی دے پائیگا اور گرتا پڑتا ہوگا۔

---

[1] سورۂ حدید آیت ۱۲

بغیر نور کے طویل تاریک راہ کیسے طے ہوگی؟

نورِ وضو و غسل عبادت ہے تمام اعضاء و جوارح سے نور چمکے گا۔ بشرطیکہ نور افشانی پر تاریکیٔ گناہ نہ چھاگئی ہو یہ طویل راستہ تین ہزار سال کی راہ ہے نور اعمال کے بغیر اسے کس طرح طے کر سکتے ھیں جس قدر نور اپنے ساتھ لے جائیں کم ہے وہ نور جو اپنے ساتھ قبر میں لیجائیں۔

پُل صراط شعور رکھتا ہے

عالم آخرت کی تمام موجودات حس اور شعور رکھتی ہیں یہ مادی دنیا سے بالکل مختلف ہے یہاں تک کہ زمین بھی قیامت کا شعور رکھتی ہے۔ پل صراط بھی حس و شعور فہم و ادراک رکھتا ہے۔ جو کوئی پل صراط پر قدم رکھے گا اگر وہ مومن ہوا تو اس کے پاؤں کے تلوے صاف وشفاف خنک اور چوڑے ہونگے اور اس کے گذرنے سے پل صراط خوش ہوگا۔ اور اگر کافر یا گناہگار اس پر سے گذرے گا تو پل صراط لرزنے لگے گا۔ اور قرآن مجید کی نص ہے کہ عالم آخرت سب کا سب زندہ ہے[۱] یعنی تمام عالم آخرت کو زندگی نے اپنے دامن میں لے لیا ہے۔ چنانچہ پل صراط افراد کو پہچانتا ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کوئی فرمانبردار بندہ اس کے اوپر سے گذر رہا ہے تو وہ اس کے لئے ہموار و برابر ہو جاتا ہے اور جب سمجھتا ہے بندہ نافرمان گذر رہا ہے تو اس کے پیروں کے نیچے سے لرزنے لگتا ہے

ح۱ سورۂ عنکبوت آیت ۶۴

اور اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز اور رات سے زیادہ تاریک ہو جاتا ہے۔ صراط کے کئی عقبے ہیں جس میں سے یہاں تین عقبے (گھاٹیوں) کا ذکر کیا جاتا ہے جو زیر بحث عبادات سے مناسبت رکھتی ہیں۔

سچا لیکن وحشت ناک خواب

کتاب مستدرک الوسائل میں حاجی نوری علیہ الرحمہ ایک شیخ بزرگ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا ہمارے محلے میں ایک مسجد تھی جس کا متولی بنام محمد بن ابی اذینہ تھا اور یہ شیخ خود بھی اس مسجد کے منتظم و بانی اور مدرس بھی تھے اور ہر روز وقت معینہ پر مسجد آیا کرتے تھے اور درس وغیرہ بھی دیتے تھے ایک دن بہت انتظار کیا لیکن جناب شیخ تشریف نہ لائے کچھ افراد کو ان کی تلاش میں بھیجا گیا وہ ان کی حالت دریافت کر کے آئے تو بتایا کہ جناب شیخ بیمار ہو گئے ہیں مسجد میں منتظر تمام افراد اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی عیادت کو چل دیئے۔ گھر گئے تو دیکھا جناب شیخ ایک تخت پر لیٹے ہوئے ہیں اور ایک بڑا تولیہ سر سے پیر تک اوڑھے نالہ و فریاد کر رہے ہیں میں جل گیا میں جل گیا۔ ان کی خیریت دریافت کی تو کہنے لگے سوائے ران کے سر سے پیر تک سارا بدن جل رہا ہے پوچھا یہ کیسے؟ تو کہنے لگے گذشتہ شب سو رہا تھا کہ عالم خواب میں دیکھا قیامت برپا ہو گئی ہے جہنم کو لے کر آئے ہیں اور ایک پل (صراط) اس کے اوپر رکھا گیا ہے تاکہ لوگ اس پر سے گذریں میں بھی ان گذرنے والوں میں

سے ایک تھا شروع شروع میں تو میں ٹھیک چلا لیکن جیسے جیسے آگے جاتا تھا میرے لئے مشکل ہوتا جارہا تھا۔ پاؤں کے نیچے کی جگہ باریک تر ہوتی جارہی تھی میں لڑکھڑانے لگا راستہ آہستہ آہستہ مزید باریک ہونے لگا میرے پیروں کے نیچے آگ ہی آگ تھی جو پگھلے ہوئے مکھن کی طرح موجیں ماررہی تھی میرا ایک پاؤں گرا چاہتا تھا میں نے خود کو دوسرے پاؤں پر سنبھالا بالآخر سنبھل گیا لیکن شرارہ آتش مجھے نیچے کی جانب گھسیٹے جارہا تھا کوئی چیز نظر نہیں آرہی تھی ادھر ادھر ہاتھ ماررہا تھا لیکن نہ کوئی چارہ کار تھا نہ ہی کوئی فریادرسی کرنے والا تھا ناگہاں میرے دل میں خیال آیا کیا حضرت علیؑ علیہ السلام فریادرس نہیں ہیں؟

بس علی کی محبت نے کام دکھایا اور میں نے زور سے کہا یا علی (ع)

جیسے ہی یہ جملہ دل وزبان پر لایا حضرت علی علیہ السلام کے نور کو اپنے سرہانے محسوس کیا سر اوپر جو اٹھایا تو دیکھا پل صراط کے نزدیک حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے ہیں اور مجھے فرمارہے ہیں اپنا ہاتھ مجھے پکڑاؤ میں نے اپنا ہاتھ دراز کیا حضرت علیؑ علیہ السلام اپنا دست مبارک لائے تو آگ ایکدم کنارے ہوگئی گویا آپؑ کے دست لطف نے مجھے شدت آگ سے نجات عطا کی اور اوپر لے آیا پھر آپؑ نے اپنا دستِ پُر برکت میرے زانو پر پھیرا اس کے بعد میں اس وحشتناک خواب سے بیدار ہوگیا میرا تمام بدن جل چکا تھا سوائے اس جگہ کے جہاں امیرالمومنین نے اپنا دستِ شفاؑ پھیرا تھا۔ شیخ نے تولیہ اپنے بدن سے ہٹایا تو زانو کے کچھ حصوں کے علاوہ تمام بدن پر آبلے پڑے ہوئے تھے۔ تین ماہ تک شیخ نے علاج کیا تب کہیں شفایاب ہوئے اس کے بعد جب کہیں کسی مجلس

میں ان سے پوچھا جاتا تو پورا واقعہ بیان کرتے ہوئے خوف سے انہیں بخار ہو جاتا تھا۔

کون تمام عمر صراط مستقیم پر ثابت قدم رہ سکتا ہے

بحارالانوار کی تیسری جلد میں ایک روایت ہے کہ اولین و آخرین میں سے کوئی بھی بغیر سختی و مشقت کے پل صراط سے نہیں گذر سکتا بجز خاتم الانبیاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہلبیت اطہار کے۔ آنحضرتؐ نے خود ارشاد فرمایا ہے اے علیؑ کوئی بھی پل صراط سے بغیر زحمت کے نہیں گذر سکتا مگر میں اور تم اور تمہاری اولاد یہ چودہ پاکیزہ انوار علیہم السلام ہیں جو بغیر کسی زحمت کے پل صراط عبور کر جائینگے لیکن بقیہ مخلوقات بغیر گرے پل صراط سے رد نہ ہوسکے گی۔ کون ہے جو اول عمر سے آخر عمر تک صراط مستقیم یعنی سچائی کے راستے پر قائم ہے، وہ کون ہے جس کا تمام دن گذر گیا ہو اور اس سے کوئی لغزش سرزد نہ ہوئی ہو۔ کون ہے جو راہ بندگی سے ایک لحظہ کے لئے منحرف نہ ہوا ہو؟

بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز کی توضیح

کتنے ہی دن ایسے ہوتے ہیں کہ صبح سے لیکر رات تک نافرمانی میں بسر ہوتے ہیں۔ بندگیٔ خدا کے راستے پر نہیں ہوتے۔ بلکہ تمام راہ ہوا و ہوس میں طے ہوتی ہے اپنی منزل سے ہزاروں میل اتنا دور ہو جاتے ہیں کہ خود متوجہ بھی نہیں ہو پاتے۔ سچ ہے شرعیات کے راستے کی تشخیص کرنا بال سے زیادہ

باریک اور اس پر عمل کرنا تلوار سے زیادہ تیز ہے۔

ہر کوئی جہنم سے صدمہ اٹھائیگا

بالآخر تمام افراد جہنم سے گزریں گے اور ہر ایک اس سے مبتلائے زحمت ہوگا۔ پل صراط عبور کرتے وقت ہر شخص کو خوف جہنم، شعلہ آتش، تپش قلب اور گریہ وبکا گھیرے ہوئے ہوگا اور دوزخ سے ایک شعلہ آتش بلند ہوگا جو سب کو اپنے احاطے میں لے لیگا اور پیغمبروں کو بھی لرزا دے گا ہمارے سر پر کیا آفت آئیگی نہیں معلوم سب اپنے سروں کو زانوں میں چھپالینگے[ح۱]۔ سب لوگ رب نفسی" اے خدا ہماری فریاد کو آ" کہتے ہوں گے بہر حال نجات صرف پرہیزگاروں کے لئے ہے[ح۲] بہ عبارت دیگر اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ وہ پل صراط سے فرار اختیار کرسکتا ہے تو یہ محال ہے کیونکہ پل صراط بہشت کا راستہ ہے اور اس کے نیچے دوزخ ہے۔

آخرت کی حقیقت تصوّر کے قابل نہیں

عالم آخرت کی کیفیت کبھی بھی اہل دنیا کی عقل و فکر میں نہیں آسکتی یہ محالات میں سے ہے جب تک انسان اس دنیا میں ہے وہ جنت و دوزخ کی حقیقت کو درک نہیں کرسکتا لفظوں کا اشتراک اس بات کا سبب تو بن جاتا

ح ۱ سورۂ جاثیہ آیت ۲۵

ح ۲ سورۂ مریم آیت ۷۲

ہے کہ کوئی معنی تصور کر لئے جائیں لیکن حقیقت مطلب اس سے کہیں بالاتر ہوتی ہے مثلاً جیسے کہیں آتش دوزخ تو اسی اشتراک کے اثر سے ہم فوراً وہ آگ سمجھ جاتے جو کوئلے سے جلتی ہے یا مثلاً کہیں کہ دوزخ کے سانپ و بچھو تو فوراً یہی دنیوی سانپ و بچھو ذہن میں آتے ہیں چونکہ حس تو اسی محسوس کو تصور کرتی ہے۔

آتش جہنم مومن کی دعا پر آمین کہتی ہے

دنیوی آگ حس و شعور نہیں رکھتی لیکن آتش جہنم سماعت و بصارت حتیٰ کہ تکلم بھی کرتی ہے یہاں تک روایت ہے جب کوئی بندہ کہتا ہے اعتقنی من النار (اے خدا مجھے آتش جہنم سے آزاد فرما) تو جہنم کہتا ہے آمین جو کوئی شر دوزخ سے خدا کی پناہ طلب کرے اور دعا مانگے تو جہنم اس کے لئے آمین کہتا ہے۔ اسی طرح حور العین کے بارے میں بھی ہے کہ جب بندہ مومن دعا کرتا ہے زوجنی من الحور العین خداوند حور سے میری تزویج فرما تو خود حور آمین کہتی ہے۔

دوزخ کہتی ہے ابھی اور جگہ باقی ہے

آتش دوزخ دور ہی سے جب کسی گناہگار کو دیکھتی ہے تو مچلنے لگتی ہے غصہ کرتی ہے اور آواز لگاتی ہے[1] یعنی آتش دوزخ کلام کرتی ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے جب دوزخ سے کہا جائیگا کہ کیا بھر گئی، تو وہ جواب دیگی کہ کیا مزید اور

ح[1] سورۂ فرقان آیت ۱۲

ہے[1] یعنی کیا ابھی تک مجرمین ہیں۔ بعض مفسرین نے یہاں خزانہ جہنم کو تقدیر میں لیا ہے اور دوزخ سے خطاب کو مامورین دوزخ مراد لیا ہے جو کہ ظاہر آیت کے برخلاف ہے اور جس کی تاویل کی گئی ہے حالانکہ دیگر آیات کے مطالعہ سے بھی دوزخ کے ادراک وشعور کا پتہ چلتا ہے جیسے کہ پہلے گذر چکا ہے کہ اگر کوئی نادان یہ خیال کرے کہ جہنم کی آگ صرف کفار و دشمنان اہلبیت کے لئے ہے کسی اور کا اس سے واسطہ نہیں گویا مومنین سے کوئی تعلق نہیں بنا بریں لاؤ بالی تو یہ جاننا چاہئیے کہ کون شخص ہے جو اس دنیا سے باایمان رخصت ہوتا ہے۔ نہیں ڈرتے کہ آپ کا ایمان شیطان نے غارت کردیا! اور اگر بالفرض ایمان کے ساتھ مرے نہیں تو کیا یہ نہیں جانتے کہ جہنم کے سات طبقے ہیں یہ بات تو مسلمات میں سے ہے اور نص قرآن مجید ہے[2]۔ پہلا طبقہ جس کا عذاب تمام طبقوں سے آسان تر ہے یہ ان گناہگاروں کی جگہ ہے جو برزخ میں بھی پاک نہ ہوئے تھے اور جنہیں قیامت پر موقوف کردیا گیا تھا۔

عذاب جہنم کے مختلف درجات ہیں

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے میری امت کے بعض افراد پنڈلیوں تک آگ میں ہونگے بعض رانوں تک بعض کمر تک کچھ لوگوں کی

---

[1] سورۂ ق آیت ۳۰

[2] سورۂ حجر آیت ۴۴

گردنوں تک آگ ہوگی اور بعض مکمل طور پر آگ میں ڈوبے ہوئے ہونگے اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ جہنم میں سب سے کم عذاب پانے والا وہ شخص ہوگا جس کے پیروں میں آگ کا جوتا ہوگا جو اسے پہنایا جائے گا اور اس کی حدت سے اس شخص کا مغز کھول رہا ہوگا ۔ ہم لوگ تو بہت دور ہیں ہمارے اندر ایمان کے آثار کہاں ہیں؟ ہماری امید و خوف کہاں ہے؟

آتش جہنم کا رنگ

باوجودیکہ رسول خداؐ کو بخشش و مغفرت کا صریح وعدہ دیا جاچکا ہے[1] اور آپؐ خود مظہر رحمت و مغفرت ہیں پھر بھی آپ کا کیا حال ہے؟ جہنم کا کس قدر خوف ہے؟ جناب ابو بصیرؒ کہتے ہیں میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی مولا میرے دل میں قساوت پیدا ہوگئی ہے امامؑ نے فرمایا ایک دن جبرئیلؑ امین حضرت خاتم الانبیا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے وہ ہمیشہ ہشاش بشاش اور متبسم رہتے تھے لیکن اس دن بہت وحشت زدہ و محزون تھے ۔ غم و اندوہ کے آثار چہرے سے نمایاں تھے رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا یہ آج تمہیں کیسا غم ہے؟ جبرئیل امین نے عرض کی یا رسول اللہؐ منافخ جہنم آج ختم ہوگیا آپ نے فرمایا منافخ کیا ہے؟ جبرئیل امین نے کہا حکم خدا سے جہنم کو ایک ہزار سال روشن کیا گیا یہاں تک کے وہ سفید ہوگئی پھر ہزار سال اسے روشن رکھا گیا یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی اور اب اس سے فارغ

---

[1] بحار الانوار جلد سوم

ہوئے ہیں میں آگ کی ہولناکی سے وحشت زدہ ہوں چنانچہ پیغمبر اکرمؐ گریہ فرمانے لگے تو ایک فرشتہ نازل ہوا اور عرض کرنے لگا اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ آپ کو ہر اس گناہ سے محفوظ رکھے گا جو آتش جہنم کا باعث ہے۔

زقوم حنظل (نیم) سے زیادہ تلخ ہے

قرآن کریم میں کئی مقامات پر خداوند عالم نے فرمایا ہے زقوم جو کہ دوزخ میں گناہگاروں کی خوراک ہے[1] وہ ایک ایسا درخت ہے جس کا پھل حنظل (نیم) سے زیادہ تلخ ہے اس کی تلخی کا صرف ایک ذرہ اس دنیا میں ڈالا گیا ہے جو مردار لاش سے زیادہ بدبودار ہے اس کی بیرونی شکل انتہائی وحشت ناک اور ڈراونی ہے یہ جب حلق سے نیچے اترتی ہے تو جوش کھاتی ہے لیکن اتنا درد گرسنگی پیدا کرتی ہے کہ اہل جہنم اسے کھانے لگتے ہیں یہ کیسی بھوک ہوتی ہے کہ انسان زقوم بھی کھانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ دوزخ کی دوسری غذاؤں میں غسلین ضریع بھی ہے[2]۔

کھولتا ہوا پانی جو چہرے کے گوشت کو بھی گلادے

مناسب ہے جہنم میں پی جانے والی چیزوں کی طرف بھی اشارہ کردوں کہ ان میں سے ایک صدید ہے کہا جاتا ہے کہ وہ زناکار عورتوں کے جسم کا میل ہے

ح[1] سورۂ دخان آیت ۴۳

ح[2] کتاب معاد باب ۵

جو بے انتہا گرم و کھولتا ہوا اور سخت بدبو دار و متعفن ہے وہ ایک سیلاب کی مانند متحرک ہے۔ اہل جہنم پر اس قدر تشنگی طاری ہوگی کہ مجبوراً اسی پانی سے اپنی پیاس بجھائیں گے اور پھر چلائیں گے ہمیں پانی پلاؤ دوزخ کے پانیوں میں سے ایک حمیم ہے جو اس قدر گرم ہے کہ جب پانی کا جام لایا جائیگا تاکہ پیئیں تو ابھی پانی منہ میں ڈالا بھی نہیں جائے گا کہ اس کی شدت گرمی سے چہرے کا تمام گوشت گل گل کر گرنے لگے گا۔[1]

مومنین یقین کرتے ہیں

جب کفار سنتے ہیں تو کہتے ہیں یہ سب افسانہ ہے[2] رستم و اسفندیار کی داستانوں کی طرح، لیکن ایسا نہیں ہے قرآن حق ہے، بہشت و دوزخ حق ہے[3] مومنین جب سنتے ہیں تو یقین کرتے ہیں جب آیات قرآنی ان کے سامنے تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں مزید اضافہ ہوتا ہے[4] واقعتاً تمام سچی خبروں میں مسلّم تر خبر وہ ہے جو خداوند عالم نے دی ہے۔

جہنمیوں کا لباس آگ کا ہوگا

سرابیلھم من قطران[5] قرآن کریم میں کئی مقامات پر بتایا گیا ہے کہ اہل جہنم آگ کا لباس پہنے ہوئے ہونگے[6] جیسے جیل کے قیدیوں کو مخصوص لباس

---

[1] سورۂ کہف آیت ۲۹
[2] سورۂ انعام آیت ۲۵
[3] سورۂ حاقہ آیت ۱
[4] سورۂ انفال آیت ۲
[5] سورۂ ابراہیم آیت ۵۰
[6] سورۂ شعراء آیت ۸۹

پہنایا جاتا ہے اہل جہنم کو بھی مخصوص جہنمیوں والا لباس پہنایا جائیگا جو آگ سے بنا ہوا ہوگا۔ لوازمات دوزخ اور اس کا عذاب بھی سننے کے قابل ہے قرآن کریم میں ہے کہ جہنمی کو ستر ہاتھ لمبی زنجیر پہنائی جائے گی پھر اسے آگ میں گھسیٹیں گے۔[1]

حضرت علیؑ کی فریاد

یہ علی علیہ السلام ہیں جو نصف شب میں عبادت کرتے کرتے غش کھاجاتے ہیں اور خداوند عالم سے ایسے عذاب سے امان چاہتے ہیں اور اپنی مناجات میں فرماتے ہیں۔

الھی اسئلک الامان یوم لا ینفع مال
ولا بنون الامین اتی اللہ بقلب سلیم

یعنی اے خدا۔ تجھ سے روز قیامت امان طلب کرتا ہوں وہ دن جبکہ مال وآل کوئی بھی فائدہ نہیں پہنچاسکتا مگر ان لوگوں کو جنہیں اللہ نے قلب سلیم عطا فرمایا ہے۔[2]

عذاب جہنم کے کچھ نمونے

عذاب جہنم کی زنجیروں میں سے کسی ایک کڑی کو بھی اگر اس دنیا میں لے

---

[1] سورۂ حج آیت ۱۹

[2] سورۂ حاقہ آیت ۳۲

آیا جائے تو وہ تمام دنیا کو جلا کر رکھدے عذاب کے شعبوں میں سے ایک شعبہ خزنئے جہنم ہے جس کے مامورین ہنایت تند خو ۔ بداخلاق ہیبتناک اور وحشتناک ہیں جب دوزخی لوگ چاہتے ہیں کہ جہنم کی آگ سے باہر نکل آئیں تو وہ آگ ہی کے ذریعے واپس پلٹادیئے جاتے ہیں[1] روایت ہے کہ دوزخی ستر سال نیچے جائینگے اور پھر ہاتھ پاؤں ماریں گے کہ اوپر آجائیں اور جب بالکل اوپر پہنچنے والے ہی ہونگے مامورین دوزخ اپنے گرزوں سے (جنہیں مقمعہ کہتے ہیں اور اس کی جمع مقامع ہے[2]) دوزخیوں کے سر پر مارینگے اور واپس نیچے لوٹا دینگے۔

جہنم کے گرز دوزخیوں کے سر پر

قرآن کی خبر ہے کوئی ضعیف خبر ہنیں بلکہ صریح قران ہے وہ سر جو تمام عمر خدا کے لئے نہ جھکا ہو اور سرکش رہا ہو حقیقت میں وہ ان گرزھائے جہنم کا مستحق ہے جو اس کے سر پر مارے جائیں حدیث نبوی ہے کہ حضرت جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی اگر ان گرزوں میں سے کوئی ایک گرز اس دنیا کے غاروں پر ماریں تو زمین کے سات طبقے نابود کر دینگے۔

اہل سلم جہنم میں نہیں جائیں گے

سرکش افراد اسی قسم کی سزاؤں کے مستحق ہیں جہنم سرکشوں کی جگہ ہے

---

[1] سورۂ حج آیت ۲۲

[2] سورۂ حج آیت ۲۱

ورنہ اگر کوئی اہل سلم ہے یعنی خدا کے لئے تسلیم ہو گیا ہے تو اسے جہنم سے کیا کام؛ لیکن وہ لوگ جو نافرمان و سرکش ہیں اور بہ تعبیر قرآن مجید عُتُلّ یعنی ستمگر ہیں[1] قیامت کے دن ان کے بدن ان کے نفس کی مانند سخت اور موٹے ہو جائیں گے جہنمیوں کا بدن ان کے دل کی مانند سخت ہو گا۔ کیونکہ دنیا میں ان کے دل پتھر سے زیادہ سخت تھے[2] لہذا قیامت میں ان کے بدن ان کے دل کی طرح ہونگے پس کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ اس ضعیف و کمزور بدن پر اتنا شدید و سخت عذاب کیسے ہو گا۔

دلوں کی مانند سخت بدن

کتاب کفایۃ الموحدین میں ذکر کیا گیا ہے کہ اہل عذاب کا بدن ستر کھالوں کا ہو جائیگا اور ہر کھال کی موٹائی چالیس ہاتھ کے برابر ہو جائیگی وہ نفس سرکش جو اس دنیا میں قرآنی آیات سے بھی متاثر نہ ہو سکا اس کا بدن بھی روز قیامت ایسا ہی سخت ہو جائیگا۔ ایک اور روایت ہے کہ اہل جہنم کے دانت اُحد کے پہاڑ کی مانند ہو جائیں گے وہی سخت نفس و دل جسم میں ظاہر ہو گا وہ دل جو قرآن سے متاثر نہ ہوا حالانکہ پانی بھی پتھر کو متاثر کر دیتا ہے اور اس میں سوراخ بنا دیتا ہے موت کا ذکر کیا جاتا ہے قیامت کا ذکر کیا جاتا ہے لیکن پھر بھی سختی نفسی و سنگدلی پرواہ نہیں کرتی اور اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ امام حسین علیہ

---

[1] سورۂ قلم آیت ۱۳

[2] سورۂ بقرہ آیت ۷۴

السلام مجبوراً کہہ دیتے ہیں کہ اچھا تم ہی اس شیر خوار کو لے لو اور خود پانی پلا دو لیکن یزید ملعون کے انعام کی لالچ میں فوج یزید کوئی رحم نہیں کھاتی۔

آخرت میں

آخرت میں معنی چہروں پر غالب آجائیں گے یعنی جو کچھ دل میں ہو گا بدن بھی وہی ہو جائیگا۔ گویا جو کچھ باطن میں ہو گا وہ آشکار ہو جائیگا[1] وہ قلب جو رقیق و نازک ہیں ان عذاب کے سہنے کی تاب نہ لاسکیں گے بدن بھی پھول کی پتی کے مانند لطیف ہو جائیگا اہلِ جنت بھی ایسے ہی ہیں وہ بھی نہیں سن سکتے شیر خوار بچے کا نازک گلا تیر سہ شعبہ کا ہدف بن جاتا ہے۔

جنت و جہنم اگر اس وقت ہیں تو کہاں ہیں

سوال کیا گیا ہے کیا جنت، جہنم اس وقت ہیں اور اگر ہیں تو کہاں ہیں؟ یہ سوال روایت میں بھی آیا ہے اور امامؑ نے اس کا جواب دیا کہ ھاں جنت و جہنم اس وقت بھی موجود ہیں لیکن یہ کہ جنت کہاں ہے تو روایت کے مطابق وہ ساتویں آسمان کے اوپر ہے اور اس سوال کا جواب کہ جہنم کہاں ہے؟ کہا جاتا ہے کہ زمین کے نیچے ہے بعض روایات میں یوں آیا ہے والبحر المسجور یعنی آگ کے دریا کی قسم کھائی گئی ہے یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ آگ جو زمین کے اندر ہے زمین باہر نکال پھینکتی ہے بہشت و دوزخ اس وقت موجود

---

[1] سورۂ طارق آیت ۹

ہونے کے بارے میں احادیث بہت ہیں ان میں سے ایک خبر معراج ہے۔

بہشتی سیب سے حضرت زہراؑ کی خلقت

یہ بات بارہا سنی گئی ہوگی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج جب میں بہشت میں داخل ہوا تو جبرئیل نے ایک بہشتی سیب میرے ہاتھوں میں لاکر دیا اور میں نے اسے کھایا تو وہی مادہ جناب زہرا سلام اللہ علیہا کے انعقاد نطفہ کا باعث بنا۔

جہنم میں ہمیشگی کفار کی خصوصیت ہے

البتہ اہلِ ایمان کو یہ خوشخبری دیتا ہوں جو کوئی ایک ذرہ برابر بھی ایمان اپنے ساتھ لے جائے گا بالآخر جہنم سے باہر آجائے گا۔ دروازہ جہنم برداشت نہیں کرتا کہ کوئی ایسا شخص اس کے ساتھ ہو جس کے پاس ذرہ برابر بھی ایمان ہو۔ خلود یعنی دوزخ میں ہمیشہ رہنا اہل عناد کا حصہ ہے جو کفار و مشرکین ہیں۔[1] اگر کوئی مومن اپنے گناہوں سے توبہ نہ کرے اور مرجائے تو وہ برزخ اور عقبات قیامت سے پاک نہ ہوگا اور جہنم ہی میں رہے گا یہاں تک کہ پاک ہوجائیگا لیکن کب تک جہنم میں رہے گا؟ تو یہ بات اس کے گناہوں سے وابستہ ہے جو وہ اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ مختصر یہ کہ اپنے آپ کو جیسا یہاں بنایا ہے ویسا ہی خود کو وہاں دیکھے گا۔ خود کو بھیڑیا چوپایہ یا لومڑی بنایا ہے تو وہاں بھی ایسے

---

[1] کلمات دعائے کمیل

ہی ہوگے اگر فرشتے بنے ہو تو وہاں بھی فرشتے ہوگے جب تک فرشتہ صفت نہ بنو گے تمہارا مقام ملکوتیت اعلیٰ اور بہشت بریں نہ ہوسکے گا۔ جب تک فرشتوں کے ساتھ سنخیت پیدا نہ کرینگے ملائکہ فوج در فوج ملنے کے لئے نہیں آئیں گے[1] قبر کی پہلی رات اور اس کے بعد دیگر عوالم میں انسان کا وہی حشر ہوگا جیسی اس نے سنخیت پیدا کی ہوگی۔

بشیر و مبشر وہی نکیر و منکر ہیں

آپ نے سنا ہوگا قبر کی پہلی رات دو فرشتے سوال و جواب کے لئے آتے ہیں اور وہ منکر و نکیر کے نام سے مشہور ہیں۔ نکیر و منکر کا مادہ نکر ہے جس کے معنی ہیں ضرر پہنچانے والا ناراض کرنیوالا نکیر و منکر کس لئے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ اس شخص کے لئے جو آدمی نہ بن سکا اور مرگیا۔ لیکن اگر کوئی آدمی بن گیا تو پھر اس کے لئے نکیر و منکر نہیں ہیں بلکہ اس کے لئے بشیر و مبشر ہیں یعنی خوشخبری دینے والے ماہ رجب کی دعا میں ہے۔

وار عینی مبشر اٗو بشیر اٗو لا تر عینی منکر اٗو نکیر اٗ۔

خدایا شب اول قبر مجھے نکیر و منکر سے نہ ملا بلکہ بشیر و مبشر سے ملا۔ پس دو فرشتوں سے زیادہ نہیں ہیں اس مومن آدمی کے لئے جس نے یہاں خود اپنی اصلاح کرلی بشیر و مبشر ہیں اور غیر مومن کے لئے نکیر و منکر ہیں یہ آپ کے اپنے ہاتھ میں ہے کوئی دوسرا وہاں ساز و سامان کرنیوالا نہ ہوگا اس ضمن میں

---

[1] سورۂ رعد آیت ۲۳

حضرت علیؑ سے منسوب چند جالب اشعار ملاحظہ ہوں

لادار للمرء بعد الموت یسکنہا

الا التی کان قبل الموت بانیہا

فان بناھا بخیر طاب مسکنہا

وان بناھا بشر خاب حاویہا

مرنے کے بعد ہر کسی کا سروسامان وہی ہے جو اس نے یہاں بنایا ہے اپنے لئے کیسا مکان تعمیر کیا ہے دوبائی دوبالشت کا یا جہاں تک نگاہ کام کرے اگر وسعت وخودی پیدا کرلی ہے تو پھر کسی قسم کی تنگی و سختی آپ کے لئے نہیں وسعت انسانی موت کے بعد اس دنیا میں اس کے وسعت قلبی کی تابع ہے۔

صورتیں سیرتوں کی مانند محشور ہونگی

تفسیر قمی میں آیہ مبارکہ یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا[1] کی تفسیر کے ضمن میں روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا یہ آیات کفار سے متعلق ہیں یا مسلمانوں سے تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا مسلمانوں سے متعلق ہیں جو دس قطاروں میں وارد محشر ہونگے جن میں سے بعض بصورت بندر بعض بصورت سور کچھ گروہ سرنگوں اور ایک طبقہ اندھا محشور ہوگا کچھ افراد اپنی زبانوں کو کاٹ رہے ہونگے اور ان سے میل ٹپک رہا ہوگا اور بعض افراد اس حالت میں محشور ہونگے کہ ان کا چہرہ چودہویں کے چاند کی

[1] سورۂ نباء آیت ۱۸

مانند نورانی ہوگا۔ وہ فرشتوں کی طرح ہونگے جو مجمع کے اوپر پرواز کرتے ہونگے مختصر یہ ہر کوئی اپنی سیرت کے مطابق محشور ہوگا اگر فرشتوں جیسی عادات پیدا کرلیں تو کل بروز قیامت ملائکہ سے زیادہ حسن وجمال کا مالک ہوگا اور اگر درندہ بن گیا اپنے اندر غصہ و شہوت کی پرورش کی تو اسی مشہور روایت کا مصداق قرار پائیگا جس میں یہ فرمایا ہے لوگ میدان حشر میں اسی صورت میں آئیں گے کہ بن مانس و بھیڑیاں ان سے زیادہ خوبصورت نظر آئیں گے[1] اور وہ خود اپنی شکل سے اس قدر وحشت کھائیں گے کہ اس بات کی آرزو کرنے لگیں گے کہ جلد از جلد انہیں جہنم کے گڑھے میں ڈال دیا جائے تاکہ اور لوگ انہیں اس حالت میں نہ دیکھ پائیں۔ اللہ اکبر کتنی تکلیف محسوس کرتے ہوں گے کہ دوزخ نسبتاً ان کے لئے آرام دہ جگہ ہوگی۔ جی ہاں! جو کوئی صفت درندگی رکھتا ہو وہ ایسے ہی ہوگا۔ کتا دانتوں سے کاٹتا ہے لیکن انسان زبان و قلم سے نوچتا ہے اور نشتر چبھوتا ہے اسے اپنی زبان و تحریر سے کوئی خوف نہیں کسی کی آبرو ریزی کرتا ہے کسی کا دل دکھاتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ روز قیامت ہر کسی کی شکل اس کی باطنی طبیعت کی مانند ہوگی۔ اگر باطنی طور پر انسان ہیں تو بہترین شکل و صورت میں ہونگے اور اگر باطنی طور پر حیوان ہیں تو بدترین شکل میں محشور ہونگے۔

---

[1] یحشر الناس علی صورۃ حسن عندھا القردۃ والخنازیر

آخرت کا عذاب دنیوی عذاب کے علاوہ ہے

معاد کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے عالم آخرت کا عذاب عالم دنیا کے عذاب کی مانند نہیں ہے۔ مثلاً کسی کو لائینگے زندان میں ڈال دینگے۔ ناخنوں کو کھینچیں گے۔ یہ ایک اور کیفیت ہے۔ اس کا دنیاوی عقوبت سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا تجسیم اعمال کی بحث یہاں نہیں چھیڑوں گا اسی طرح وہ آگ ہے جو کہ خود انسان اپنی زبان سے اٹھائیگا۔[1]

مختصر یہ کہ جس قدر چاھیں جہنم اور اس کے عذاب کو ذہن میں متصور کرلیں۔ پھر بھی اصل حقیقت کو درک نہیں کہ سکیں گے بس اتنا جان لیں کہ یہاں کی مانند نہیں اور اس کی کیفیت و خصوصیات ضروریات مذھب میں سے نہیں ہے کہ اس کا جاننا اور اس پر اعتقاد رکھنا لازم ہو۔

دوزخی کا خواب

" آیہ و من آیاتہ منامکم باللیل و النہار " کے ذیل میں اصول کافی میں ہے کہ احلام۔ رویا یعنی لوگوں کا خواب دیکھنا ابتداء خلقت سے نہیں تھا۔ اللہ تعالی نے ایک پیغمبر کو ان کی امت پر مبعوث کیا تو وہ ان سے برزخ قبر میں سوال و جواب اور عذاب و ثواب کے متعلق جب کہتے تو ان کی امت قبول نہ کرتی اور کہتی تھی کہ مردے سے سوال و جواب کیسا؟ مرنے کے بعد مٹی میں مل

---

[1] سورۃ البقرہ آیہ ۲۴

جائیں گے چنانچہ خداوند عالم نے ان کی تمام امت کو خواب دیکھنا عطا کیا۔ پھر اس کے بعد وہ لوگ ایک مخصوص خواب دیکھنے لگے ایسے مختلف خواب کہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے۔ اور جب ایک دوسرے سے ملاقات ہوتی تو کہتے کہ کل رات میں نے خواب میں بہت سی چیزیں دیکھیں۔ لیکن جب میں بیدار ہوا تو کوئی چیز نہ تھی۔ دوسرا کہنے لگا میں نے اس سے بھی کہیں زیادہ دیکھا لیکن جب بیدار ہوا تو کچھ نہ تھا بالآخر انہوں نے اپنے نبی سے ذکر کیا۔ ان کے نبی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم کو سمجھائے کہ آدمی مرنے کے بعد بھی ممکن ہے خواب میں ہو لیکن یہ بدن مٹی میں اور طویل نیند میں ہوگا۔ یا خدا نہ کرے نالہ و فریاد کرتا ہو۔

معانی الاخبار میں ہے کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ بعثت سے قبل اپنے چچا کی بکریاں چرا رہا تھا۔ ایسے میں کبھی کبھی دیکھتا ہوں بکریاں بغیر کسی حادثہ یا واقعہ کے ایک دم گھبرا کر بھاگتی پھر رک جاتیں۔ میں نے جبرئیلؑ سے اس کا سبب پوچھا تو جبرئیلؑ کہنے لگے جب کسی میت کی عالم برزخ میں صدائے فریاد بلند ہوتی ہے تو جنوں اور انسانوں کے سوا سب سنتے ہیں یہ بکریاں انہی مُردوں کی آواز سے وحشت زدہ ہوتی ہیں۔ یہ خداوند عالم کی حکمت بالغہ ہے کہ اس نے مُردوں کی آواز کو زندہ لوگوں سے پوشیدہ رکھا ہے۔ تاکہ ان کا عیش و آرام تہہ و بالا نہ ہو جائے۔

مُردے زندوں سے التماس کرتے ہیں

اگر انسان اپنے عزیز کی صدائے نالہ کو سنے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ حکمت الٰہی میں سے ہے کہ کوئی مُردوں کی کیفیت سے باخبر نہ ہو۔ اب خدا جانتا ہے۔ کہ آپ سے مُردے کیا نالہ کیا آہ و بکا اور کیا التماس کرتے ہیں۔ آج رات کے لئے جب کہ شب قدر ہے۔ دعاؤں کی التماس کرتے ہیں ایسی التماس دعا نہیں جو ہم لوگ ایک دوسرے سے کرتے ہیں یہ تو سب تکلفات ہیں میت کی التماس دعا، در حقیقت ایک قسم کی گدائی ہوتی ہے۔

روایت میں ہے۔ کہ رسول خدا نے گریہ کیا اور پھر فرمایا اموات پر رحم کرو۔ خصوصاً ماہ رمضان میں اور کہتے تھے کہ ہم ماہ رمضان رکھتے ہیں۔ شب قدر رکھتے ہیں ہم نے اس کی قدر نہ جانی۔ ہمارے ہاتھ سے چلی گئی۔ تم بھی میرے ساتھ آجاؤ لیکن جب تک آپ ماہ رمضان رکھتے ہیں ہمارے لئے بھی کچھ فکر کریں گویا اس طرح التماس کرتے ہیں کہ رسولِ خداؐ کو بھی رونا آجاتا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان وحشتناک خواب دیکھتا ہے اور رونے لگتا ہے۔ لیکن برابر میں بیٹھنے والا نہیں سنتا یا کبھی خوشی سے اس قدر ہنستا ہے اگر جاگ رہا ہوتا ہے تو بہت دور تک اس کے سننے کی آواز جاتی ہے لیکن وہ جو پہلو میں بیٹھا ہوتا ہے نہیں سمجھتا اپنے باپ کی قبر کے سرہانے جاتے ہیں تو کوئی آواز سنائی نہیں دیتی لیکن خدا جانتا ہے۔ کہ وہ بے چارہ اس وقت کیسی فریاد کر رہا ہے۔ یا انشاءاللہ؟؟

احلام، خواب دیکھنے کی ایک حکمت یہ ہے کہ آدمی حیات بعد از موت کو سمجھ لے اور مرنے کے بعد کی کیفیت کو خواب میں دیکھ لے۔

کنیزوں کو آزاد کرتا ہوں تاکہ جہنم میں نہ جاؤں

لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی ایک جلیل القدر خاتون نماز پڑھنے کے لئے مسجد نبوی میں پیغمبر اکرمؐ کے پیچھے آئی تو آنحضرتؐ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے۔

وہ مومنہ پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں آئی اور بہت گریہ کرنے لگی اور کہنے لگی یارسول اللہ اس آیت نے مجھے سخت ڈرا دیا ہے۔ اور غمگین کر دیا ہے۔ میں کیا عمل کروں۔ کہ جہنم کے دروازے مجھ پر بند ہو جائیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ آتش جہنم سے بچانے کے لئے ایک سپر ہے[1] یارسول اللہؐ مال دنیا میں سے میں نے سات کنیزیں خریدی تھیں اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ (یعنی اس نے اپنی ساری دولت دیکر یہ سات کنیزیں خریدی تھیں) میں جہنم کے ہر دروازے کو بند کرنے کے لئے ایک کنیز کو آزاد کرتی ہوں یارسول اللہ آپ مجھے اطمینان دلا دیجئے کہ آتش جہنم مجھے نہیں جلائے گی۔

عالم برزخ میں خوف ہی خوف ہے

کتاب من لایحضرہ الفقیہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ایک صحابی

---

[1] الصدقة جنة من النار

خاص سے نقل ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے امامؑ سے ایک حدیث سنی ہے۔ جب تک میں زندہ ہوں مجھے یہ حدیث ڈراتی رہے گی اس نے میرا سکون و آرام چھین لیا ہے۔ دنیا کی سخت سے سخت مصیبتیں مجھ پر پڑیں اور کوئی اثر نہ کیا۔ جیسی آگ میرے دل میں لگی ہے۔ اب کوئی آگ میرے دل پر اثر نہیں کرتی ایک دن میں امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں تھا آپؑ نے فرمایا۔ جب جنازہ کو دفن کرنا چاہو تو یکبارگی اسے قبر میں نہ ڈالنا اگر جنازہ مرد کا ہے۔ تو پیروں کی طرف سے اسے قبر میں اتارنا چاہیئے۔ اگر جنازہ کسی عورت کا ہو تو اس کے پہلو سے رکھنا۔ تین مرتبہ اسے بلند کرنا۔ پھر کچھ نزدیک ترلانا۔ اور تیسری مرتبہ میں اسے قبر میں اتارنا۔ فان اللقبر اھوال قبر کے لئے خوف و وحشت ہے۔ عالم برزخ میں ہولناکی ہے، ہمارے دلوں نے کس قدر قساوت پیدا کرلی ہے۔ راوی کہتا ہے میں آخر عمر تک چلتا رہوں لیکن ہم کسی قسم کا تاثر نہیں لیتے اگر کوئی ان معانی کو قصہ خیال کرے تو وہ نہایت شقی القلب شخص ہوگا۔ مثل حجاج بن یوسف کے۔

اگر صراط سے گزر جاؤں

جب ایک منافق حضرت سلمان کے حضور (وہ سلمان جو اوّل مسلمین تھے جب مدائن کے گورنر تھے) اس وقت ایک منافق ان کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے۔ اے سلمان یہ تمھاری سفید داڑھی اچھی ہے یا کُتّے کی دم؟ سلمان ہے

کوئی بچہ نہیں آپ نے منافق کی بات سنے بغیر کسی جوش و جذبے کے نہایت ملائمت و نرمی سے فرمایا۔ کہ اگر صراط سے گذر جاؤں تو میری داڑھی بہتر ہے۔ اگر گر جاؤں تو کُتّے کی دم اچھی ہے۔ کیونکہ آخرت آپ کے نزدیک عظیم ہے اس لئے مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح یہ باتیں اور مزاحمتیں مومن کی روح و قلب پر اثر نہیں کرتیں۔ کیونکہ آپ بزرگ و بزرگ شناس تھے حیات مادی انکے نزدیک بہت چھوٹی تھی جب تک بڑے نہ ہونگے بڑوں تک نہیں پہنچ سکو گے۔ اور اگر بہ فرض محال کسی بزرگ تک پہنچ بھی گئے تو خود ہی بھاگ جائیں گے اور مقام بزرگ سے استفادہ نہ کر سکیں گے۔ ادرکات و مصارف ایسی روحانی سے بہرہ مند نہ ہو سکیں گے۔ اور اس کا راستہ بھی صبر ہے[لے]۔

قبر یزید میں خدائی آگ

چند صدیوں قبل کے مورخین لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں ایک خرابہ تھا مشہور تھا کہ اس جگہ یزید ملعون کی قبر ہے۔ اور یہ تجربہ ہے کہ جو کوئی اس راستے سے گذرتا تھا اور اس کی کوئی حاجت ہوتی تھی تو وہ کوئی پتھر یا ٹھیکرا وہاں پھینکتا تو اس کی حاجت پوری ہو جاتی اسی وجہ سے وہ جگہ غلاظت خانہ بن گئی ہمارے زمانے میں اس جگہ کہ اب قبر بھی نہیں ہے۔ جب بنی عباس شام آتے تھے تو بنی امیّہ کی جو قبر بھی ہوتی اسے کھود کر اسکے جنازے کو جلا ڈالتے تھے یزید کی قبر میں اس کے قد کے برابر قدرتی طور پر جلا ہوا راکھ کا صرف ایک نشان

لے کتاب ایمان ص ۲۷۱

تھا اہلسنت کے موثق مورخین نے بھی یہ بات لکھی ہے ۔ لہذا اسے بھر دیا گیا وہ چند سو سال قبل تک ایک غلاظت خانہ تھا ۔ اس وقت وہ غلاظت خانہ بھی نہیں ہے[1] ۔

زمین کی تین وقتوں میں تین فریادیں

یہی زمین جس کے اوپر راستہ چلتے ہیں ظاہراً کوئی شعور یا نطق نہیں رکھتی ۔ لیکن یہ باطنی طور پر مومن و کافر کو پہچانتی ہے ۔ کیا آپ نے سنا نہیں ہے کہ زمین تین طبقے کے لوگوں سے تین اوقات میں فریاد کرتی ہے ایک جب کسی مظلوم کا خون ناحق زمین پر گرتا ہے دوسرے جب زنا کی نجاست زمیں پر گرتی ہے تیسرے جب کوئی طلوع فجر سے لیکر طلوع آفتاب تک سوتا رہے اور اٹھ کر دو رکعت نماز صبح بھی نہ بجالائے[2] ۔

روایت میں ہے کہ جب کسی مومن کا جنازہ قبر میں رکھ کر ورثا چلے جاتے ہیں تو خود قبر کہتی ہے اے بندہ مومن تو میرے اوپر راستہ چلتا تھا تو میں فخر کرتی تھی کہ تم میرے اوپر اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے ہو ۔ اور مجھے خوش کرتے ہو میں اپنے آپ سے کہتی تھی کہ کب تم میرے اندر آؤ گے کہ میں تلافی کروں اس وقت تلافی کرنے کا موقع ہے ، ملکوت قبر کی نگاہیں جہاں تک کام کرتی ہیں وسعت پیدا کرتی جاتی ہیں ۔ اس کے برعکس کوئی تارک الصلوۃ ہو تو ملکوت قبر کہتے ہیں جب میرے اوپر راستہ چلتا تھا تو میں نالہ و فریاد کرتا تھا اب تلافی کا

---

[1] سورۂ انعام آیت ۴۵

[2] ماخوذ از کتاب ایمان

موقع ہے بنابریں ملکوت قبر کو اس قدر فشار دیتے ہیں جس طرح کسی دیوار میں کیل ٹھونکی جائے۔ بقدر تنگی و سختی قبر ہے اور یہ بدبخت انسان بھی فشار میں ہے۔

ملکوت قبر کے لئے نور و ضرش

کبھی خیال نہ کیجئے گا کہ چیزیں بے شعور ہوتی ہیں۔ در و دیوار، جہان شعور و ادراک اور نطق رکھتے ہیں لیکن بادشاہوں میں یہ چیزیں نہیں ہیں؟ حتیٰ کہ وہ لوگ جو بادشاہت میں زندگی بسر کر رہے ہیں وہ یہ جان لیں جو لوگ برزخ میں گئے ہیں وہاں موجود اشیا کا شور و غل اور زمین کی باتیں وہ سمجھتے ہیں ایک وقت آئیگا جب آپ خود زمین کی باتیں سنیں گے وہ وقت جب آپ کی قبر آپ سے کہے گی نم نومة العروس یعنی اگر کوئی مومن ہے تو کہے گی سو جاؤ دولہا کی طرح اور مومنہ ہے تو کہے گی سو جاؤ دلہنوں کی طرح ان راتوں (غالباً ماہ رمضان کی) میں امام زین العابدین علیہ السلام یونہی تو نہیں فرماتے تھے ابکی لظلمہ قبری اپنی قبر کی تاریکی پر روتا ہوں لم افرشہ بالعمل الصالح اپنی قبر کے لئے نیک اعمال کا فرش نہ بچھوایا نہ نور ایمانی اور نہ ہی نور تقوائی بھیجا میری قبر کے لئے فرشتہ قبر ہی کو چاہیئے کہ فرش چاہتا ہوں آپ کی قبر کے فرشتہ سے کہوں حجلہ کو بند کر دے ظاہری حصے کو نہیں وہ تو ویران ہو ہی جائیگا مٹی ہو یا کرمان کا قالین اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا سوائے عمل صالح کہ آپ نے جو کام بھی خدا کے لئے قربۃً الی اللہ عام دیا تو گویا حجلہ قبر کو بند کر دیا۔

تین طائفے جن کی حسرتیں بہت ہونگی

یہ روایت جو کہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں اس میں فرمایا گیا ہے کہ تین طائفے ایسے ہیں کہ روز قیامت ان کی حسرتیں تمام لوگوں سے زیادہ ہونگی پہلا طائفہ ان علما و ذاکرین کا ہے جن کے علم و وعظ پر دوسروں نے تو عمل کیا لیکن وہ خود اس دنیا سے بے عمل گئے ۔۔۔ کل جب روز قیامت وہ دیکھیں گے ان کے علم و تقریر کی بدولت دوسرے جنتی ہو گئے اور خود جہنم میں لے جا رہے ہیں اس وقت کس قدر شرم کا مقام ہوگا؟ ایسے میں یہ لوگ آرزو کرینگے کہ جلد از جلد انہیں جہنم میں لے جائیں تاکہ لوگ انہیں نہ دیکھ سکیں۔

دوسرا طائفہ ان مالداروں کا ہے جو اپنی دولت سے خود کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے ان کا مال یونہی رکھا رہ گیا اور وہ گئے ان کے ورثا نے اس مال کو خیرات، نیکی کے کاموں میں صرف کر دیا گویا زحمتیں مرنے والے نے اٹھائیں استفادہ کسی اور نے کیا تو کل روز قیامت ایسے شخص کے لئے سوائے حسرت کے کچھ نہ ہوگا۔

تیسرا طائفہ ان آقاؤں کا ہے جو بے عملی کے سبب مبتلائے عذاب ہوں گے اور ان کے غلام ثواب کما رہے ہوں گے[1] عذاب جہنم سے قطع نظر یہ روحانی عذاب ہیں جو جہنم سے بھی بدتر ہیں۔ تمام عمر تو کہتا رہا میں آقا ہوں بیوی، نوکر کنیز سب میرے پاس ہیں لیکن روز محشر جب ایسی بیوی اور خدمتگاروں کی طرف دیکھے گا تو کہے گا حقیقی آقا و شہزادی تو یہ ہیں اور میں بدبخت پست و

---

[1] لئالی الاخبار

ذلیل انسا ہوں ؎۱

شکم مادر اور برزخ

عبرت کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ جب ہم شکم مادر میں تھے اور اس وقت ہم سے کہا جاتا اس ماحول سے باہر ایک وسیع و عریض فضا ہے جس کا اس تنگ ماحول سے کوئی موازنہ بھی نہیں کیا جاسکتا اور اس کے اندر مختلف انواع و اقسام کی ایسی کھانے پینے کی چیزیں ملتی ہیں جس کا اس غذا سے جو ناف کے ذریعے آپ کو مل رہی ہیں کوئی قیاس ہی نہیں کر سکتے۔ کیا ہم ان باتوں کو روک سکتے ہیں؟ آب جان لیجئے اور متوجہ ہو جائیے عالم برزخ میں آپ کی کیفیت دنیا کی مانند ہے بہ نسبت شکم مادر کے جب بطن مادر سے متولد ہوتے ہیں اور باہر آتے ہیں تو ایک ایسی نئی دنیا میں داخل ہوتے ہیں جسے نہ آپ کی آنکھوں نے دیکھا ہوتا ہے نہ کانوں نے سنا ہوتا ہے حتیٰ کہ آپ نے اس کا دل میں تصور بھی نہیں کیا ہوتا نور نور ہیں ہے لزت لزت میں ہے چار سو جمال دنیوی کا مشاہدہ کرتے ہیں ؎۲۔

روح کا قبض کرنا

قبض اللہ قبض رافہ۔ قبض با محبت

خداوند عالم جب روح قبض کرتا ہے تو یہ روح دو طریقوں سے قبض کی جاتی ہے

؎۱ سرای دیگر صفحہ ۱۱۳

؎۲ سرای دیگر صفحہ ۳۴۲

بعض افراد کی تو مہر و محبت راحت و رحمت کے ساتھ روح قبض کی جاتی ہے
اور کچھ لوگوں کی غیض و غضب سے ہر دو کے مراتب ہیں کچھ اس مقام پر پہنچ
جاتے ہیں کہ حضرت عزرائیل اور آپ کے اصحاب آتشیں ہتھیاروں سے کفار
کی روح قبض کرنے آتے ہیں اور شفقت و محبت سے روح قبض کرنے کے بھی
مراتب ہیں جو اس حد تک ہیں کہ فرشتے بہشتی پھولوں کے گلدستے لئے ہوئے
ہوتے ہیں جس سے جنّت کی خوشبو مہک آرہی ہوتی ہے کتنی بڑی خوش قسمتی
ہے کہ ملک الموت بہایت خوبصورت شکل میں آئیں ۔ ملک الموت ہر ایک
کے بیئے ایسی شکل میں آتے ہیں کہ ان کی شکل خود اس محتضر کے حسن و جمال
کے مطابق ہوتی ہے جتنا اس کا حسن و جمال ہوگا اتنا ہی اس کا جلوہ ہوگا اس سے
بڑھکر کہوں حضرت علی علیہ السّلام بھی ہیں کس قدر آپ نے حسن و جمال
و جلال حاصل کرلیا ۔ اعلٰی صفات پیدا کیں دنیا میں دوسروں کو نفع پہچانے
والے انسان بنے کس قدر اپنی عمر میں صابر و شاکر رہے دانائی و تسیم عمال ہے
حضرت علیؑ کے جمال کی طرح ۔ امیرالمومنین کو دیکھتے ہی؟

خدا نہ کرے شقاوت و قساوت بدبختی و ضلالت ملک الموت کی صورت میں قہر
و غضب حضرت علیؑ کو دیکھنا پڑے ۔ خدا نہ کرے ہم اپنی قبر میں یہ منظر
دیکھیں یہ خیال بھی نہ کیجیئے گا منکر و نکیر وہ دو فرشتے ہیں جو یکساں صورت میں
آئیں گے ہنیں ایسا ہرگز ہنیں ملک الموت ہر کسی کے سرہانے میت کی کیفیت
کے مطابق آتے ہیں وہی دو فرشتے معین میت کی وضع کے مطابق دعاؤں میں

پڑھتے ہیں اے خدا میں بشیر و مبشر کو دیکھ رہا ہوں ہم تمام عمر آیا انسان رہے یا درندہ ۔ جب بعض لوگوں کے پاس ہنایت سختی سے اور ہیبت ناک شکل میں آتے ہیں ۔ ان کے بال زمین سے رگڑ کھاتے ہونگے ان کے منہ سے اژدہے کی مانند آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے ان کی آنکھوں سے خون چھلک رہا ہوگا ۔ آخر یہ میت کس قدر شریر آوارہ اور موذی تھی بھیڑیا صفت و چیتے کی سیرت والی جیسی بھی ہوگی اپنی وضع کے مطابق ہی ہوگی تعجب انگیز ہے! عالم برزخ، ملکوت سب حقیقت ہے یہی ہمارے اعمال و کردار ہیں جو مجسم ہو کر ظاہر ہوں گے ۔ مومنین کے لئے بشیر و مبشر ہیں جو اس کو بشارت دیتے ہیں[۱] پروردگار عالم کی بے پایاں رحمتوں اور ثواب کی[۲] ۔

سوال: ۔ ایک شخص جواب سے ہزار سال قبل مرا ہے اور دوسرا شخص جو آج مرا ہے کیا دونوں کے لئے یکساں عالم برزخ ہوگا؟ اور قلب مثالی کی وضاحت فرمائیے ۔

جواب: ۔ عالم برزخ میں قیامت کبریٰ تک روحوں کے توقف کی مدت مختلف ہے لیکن برزخ سے قیامت تک روحیں معطل نہیں رہیں گی بلکہ اگر دنیا سے گناہوں سے پاک گئی ہونگی تو نعمات برزخیہ سے بہرہ مند ہونگی بصورت دیگر عذاب برزخی میں مبتلا ہونگی اگر مستضعفین میں سے ہوں گی یعنی حق و باطل میں تمیز کی صلاحیت نہ رکھتی ہونگی یا یہ کہ ان پر صحیح معنوں میں

---

[۱] سورۂ محمد آیت ۲۷

[۲] بندگی راز آفرینش صفحہ ۶۸۳

[۲] وارعینی مبشرا و بشیر آدعائے ماہ رجب

حجت تمام نہیں ہوئی ہوگی جیسے کہ بعض کافر ممالک میں رہنے والے افراد جو کہ دیگر مذاہب سے اختلاف کا علم نہیں رکھتے ہیں لیکن وہ کسی دوسرے شہر جاکر دین حق کے بارے میں تحقیق و جستجو نہیں کر سکتے اسی طرح چھوٹے بچے اور دیوانے وغیرہ پس ایسے تمام لوگوں سے برزخ میں کوئی سوال و جواب یا ثواب عذاب نہ ہوگا۔ اور ان کا حکم قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ پر موقوف ہوگا تاکہ وہ اپنے عدل یا فضل سے ان کا فیصلہ کرے۔

قلب مثالی یعنی وہ جسم جس سے بعد از موت روح وابستہ ہو جاتی ہے وہ بھی دنیوی جسم کی مانند ایک جسم ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا نورسیہ لقلت ھو ھو بعینہ یعنی اگر برزخ میں اسے دیکھ لو تو کہو گے کہ یہ وہی شخص ہے یعنی بحیثیت شکل و صورت بالکل دنیاوی جسم کی طرح ہوگا لیکن یہ حسیت مادہ نہایت لطیف و باصفا ہوگا۔

علامہ مجلسی بحار الانوار میں فرماتے ہیں کہ لطافت میں جن و ملائکہ کی شبیہ ہوگا نیز فرماتے ہیں روایات میں جو سعہ قبر، حرکت روح اور روح کا ہوا میں پرواز کرنا اور اپنے گھر والوں کو دیکھنا وارد ہوا ہے وہ اسی بدن سے متعلق ہے بعض مورخین سے برزخی جسم کو از حیث لطافت آئینے میں منعکس ہونے والی شبیہ کی طرح قرار دیا ہے مگر یہ کہ آئینہ میں نظر آنیوالی شبیہ قائم بہ غیر اور ناقد ادراک ہے لیکن برزخی جسم قائم بہ روح اور حس و ادراک کا حاصل ہوتا ہے۔

تین چیزیں برزخ میں بہت کام آئینگی

ایک دن جب کہ رسول خداؐ بہت خوش تھے فرمانے لگے سیدالشہداؑ حضرت حمزہؓ و حضرت جعفر طیارؓ شہید کو دیکھا کہ بہشتی انگوروں کا ایک طبقہ ان کے پاس رکھا ہے تھوڑا سا کھایا تھا کہ بقیہ خرمائے بہشتی بن گیا۔ ایسا خرما جس کے اندر گٹھلی ہی نہ تھی نہ کسی قسم کی سختی تھی اور اس میں سے مشک کی خوشبو آرہی تھی جس کی مہک کئی فرسخ تک محسوس ہورہی تھی آنحضرت فرمانے لگے میں نے ان سے پوچھا کہ یہاں آپ کے لئے کون سی ایسی چیز ہے جو تمام چیزوں سے بہتر ہے حضرت حمزہؓ نے فرمایا تین ایسی چیزیں ہیں جو برزخ میں بہت فرحت انگیز ہیں اول دعا علی بن ابی طالبؑ دوئم محمد و آل محمد پر درود سوئم سقایت امن پیاسے کو پانی پلانا اگر تمہارے پاس کوئی آجائے تو اس کی تشنگی کو دور کرنا یہ برزخ میں تمہارے بہت کام آئیگی آج تم کسی دل کو ٹھنڈا کروگے تو کل قبر میں تمہارا دل بھی ٹھنڈا و پرسکون ہوگا۔

کنجوس برزخی کا فشار

ضروری ہے اپنے اعمال بد پر توجہ کریں کتنے ایسے مواقع تھے۔ جہاں پر ہم کو خیرات کرنا چاہیئے تھی لیکن نہیں کی کس قدر آگ ہم نے اپنی قبر کے لئے بھیجی ہے۔ دوسروں کو نہ دیکھیں خود اپنے آپ پر نظر کریں۔ جس کسی نے اپنے لئے جس قدر بخیلی کی ہے اس نے اتنا ہی اپنی قبر کو تنگ تر کیا جب مرینگے تو کوئی

وسعت وکشادگی نہ ہوگی بلکہ یہ تعبیر روایت جس طرح جب کوئی کیل دیوار میں ٹھونکتے ہیں تو جو سختی وفشار پیدا ہوتا ہے وہی کیفیت کنجوس انسان کی ہوگی۔

دنیامیں حمال آخرت میں سلطان

ایک وقع یاد آگیا عرض کرتا چلوں بزرگوں سے نقل کرتے ہیں کہ ایک رات عالم خواب میں برزخی جنت کا ایک باغ دیکھا جس میں عالیشان محلات وسیع وعریض شاہراہیں اور سربفلک درخت جن میں انواع واقسام کے میوہ جات لگے تھے وہ دیکھے نیز ایکبلند مقام پر ایک ہنایت باعظمت شخصیت کو تشریف فرمادیکھا اسی وقت متوجہ ہوا کہ یہ منظر دنیا سے مربوط ہنیں ہے میں حیرت زدہ رہ گیا خدایا یہ کون ھستی ہے؟ خدا سے دعا کی کہ مجھے سمجھادے ناگاہ ان بزرگ نے خود ہی آواز دی ان الحمال یعنی میں دنیا میں باربردار تھا (وہ لوگ جو پیٹھ پر بوریاں لادکر ادہر ادہر لاتے لے جاتے ہیں اور جو لوگوں کے نزدیک سب سے حقیر ترین وپست ترین کام ہے۔

شعلہ آگ جو قبر سے بھڑکا

دارالسّلام عراقی میں ہے کہ شاہ قاچار کے ایک درباری (نام اس لئے ہنیں لے رہا ہوں کہ کہیں ان کی توہین نہ ہو) کا جنازہ تہران سے قم لائے قبر کے لئے حرم مطہر میں ایک حجرہ حاصل کیا جہاں ان کو دفن کردیا گیا دفن کے بعد ایک قاری قرآن کو معین کیا کہ وہ قبر پر میت کے لئے تلاوت قرآن کرتا رہے قاری

صاحب نے تلاوت شروع کی ناگاہ قاری نے دیکھا کہ قبر سے آگ کا ایک شعلہ
بھڑکا قاری ایک دم باہر بھاگا بعد میں جو دیکھا تو حجرہ میں بچھا ہوا قالین اور جو کچھ
چیزیں حجرہ میں رکھی تھیں سب جل گئیں تھیں یہ واقعہ کچھ اس طرح رونما ہوا کہ
سب لوگ سمجھ گئے یہ دنیوی ظاہری آگ نہیں تھی بلکہ قبر سے باھر آئی تھی گویا
قبر کی آگ اتنی شدید تھی کہ قبر سے باہر بھی اثر کر گئی ۔ اپ آگ کے بیج بو کر
پھول کاٹنا چاہتے ہیں ا پھولوں کے ہزار گلدستے بھی آپ کی قبر پر رکھ دئے جائیں
مگر آپ کی باطنی غلاظتوں کا کیا ہوگا ۔ البتہ اپنے دل کو خوش کر لیں ۔ اور لطف
الٰہی کے امیدوار رہیں نہ یہ کہ غرور میں مبتلا ہو جائیں ۔ ہمیشہ خوف و امید کے
درمیان رہیں ممکن ہے خداوند عالم نظر لطف و کرم فرمادے ۔

غصّہ پینا گویا آگ کو ٹھنڈا کرنا

غصّے کو پی جانا آتش قبر پر پانی ڈال دینے کی مانند ہے عالم غیض و غضب میں
محتاط رہیں اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھیں اپنے سکون و آرام کی حفاظت کریں ۔
غصہ آئے تو اٹھکر پانی پی لیں اور اپنے غصے کی کیفیت کو تبدیل کر لیں سنی ان
سنی کر دیں ۔ مبادا اگر قطع رحم کیا ہے تو صلح رحم کے ذریعے اپنی قبر پر پانی ڈالس
مختصر یہ کہ ہر گناہ پُل صراط سے گزرنے کا موجب بنے گا ۔ راہِ بہشت صلح و صفا
ہے راہ جہنم نزاع و جلال و غصہ ہے آپ بہتر جانتے ہیں کہ کس راستے پر چلیں
سخاوت و جود کرم بغیر کسی زحمت و اذیت کے بہشت کے راستے ہیں[1] ۔ بہشت

---

[1] سورۂ دہر آیت ۳

یہ ہے کہ اپنی زبان سے جتنا ممکن ہو اچھی بات کہیں امانت دار بنیں۔ ایک دوسرے کے عیوب کی پردہ پوشی کریں اس کے مقابلے میں راہ جہنم ہے اگر چاہتے ہیں کہ غیض الٰہی کو اپنے سے دور رکھیں تو اپنے غیض و غضب کو کنٹرول کریں روایت ہے ایک شخص آتش عذاب میں گرفتار تھا یکایک ایک آواز آئی اس شخص کی ہمارے پاس امانت ہے جبکہ اس نے ہماری خاطر اپنے غصے کو پی لیا تھا آج اس کی جزا دینے کا دن ہے۔

پوشیدہ صدقہ اور خوف عذاب سے گریہ

ان چیزوں میں سے جو آپ کی قبر کی آگ کو ٹھنڈا کرتی ہے ایک صدقۃ السّر ہے یعنی راہ خدا میں خاموشی کے ساتھ صدقہ دینا ہے جس کی ایک قسم یہ ہے کہ اگر ایک ہاتھ سے صدقہ دیں تو دوسرے ہاتھ کو پتہ نہ چلے۔ کسی سے اس کا ذکر نہ کریں۔ حتیٰ کہ اپنے آپ سے بھی نہ کہیں حدیث نفس بھی نہ کریں گویا اس کو بھول جائیے منجملہ ان چیزوں میں سے جو آتش جہنم کو ٹھنڈا کرتی ہے وہ آنسو کا وہ قطرہ ہے جو خوف خدا میں بہایا ہو۔ اپنے گناہوں کو یاد کیجئے ۔۔۔ ان گناہوں کے عذاب و سختی کو یاد کیجئے۔ اگر خائف ہو گئے ڈر گئے اور خوف الٰہی سے کچھ قطرات اشک بہالئے تو یہ اشک خرمن آتش کو خاموش کر دیں گے۔

ہوس پرستی پُل صراط سے دور گرادیگی

ہوس پرستی، خود پسندی پُل صراط سے گرنے کا موجب ہے کیا آپ نے کسی

ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اس کا خدا اس کی ہوائے نفسانی ہو[1] ہوس پرستی جہنم کے گڑھے میں لے جاتی ہے[2] جو کوئی ہے کہ میرا دل چاہتا ہے اور وہ اپنی دلی ہوس کے پیچھے بھاگتا ہے۔ حلال و حرام کی پرواہ ہنیں کرتا تو اس کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے گویا وہ آتش جہنم کو اپنا راستہ بنالیتا ہے اور بندگی و راہ راست کو اپنے ہاتھوں سے چھوڑ دیتا ہے۔ سورہ یسین میں بندگی خدا کو صراط مستقیم کہا گیا ہے بندوں کی طرح زندگی گذاریں ملازموں کی طرح ہنیں خود کو مطلق و مستقل آزاد نہ سمجھیں بلکہ مطلق ملکیت خدا سمجھیں۔

گناہگار حقیقی غاصب ہے

جس نے آپ کو زبان عطا کی ہے اسی نے اس کے استعمال کی حدود بھی معین فرمادی ہیں۔ حقیقی غاصب کون ہے؟ وہ شخص حقیقی غاصب ہے جو اس زبان سے جو ہمارے پاس امانت ہے اور خداوند عالم کی عطا کردہ ہے فحش کلامی کرے۔ جھوٹ و غیبت کرے تہمت لگائے بغیر علم کے بات کرے لوگوں کی اہانت کرے یہ سب غاصبانہ تصرفات ھیں۔ یہ آپ کے خدا کی ملکیت ہے آپ کا تصرف محدود ہے۔ ضروری ہے یہ مکمل مالک حقیقی کے کنٹرول میں رہے۔

---

[1] سورۂ جاثیہ آیت ۲۵

[2] سورۂ قارعہ آیت ۹

جہنم علیؑ کے دشمنوں کے لئے ہے

روایت ہے کہ اگر تمام لوگ حضرت علی علیہ السلام کی دوستی پر یکجا ہوجاتے (اور حضرت علیؑ کی دوستی ہی پر اس دنیا سے گذرتے) تو خداوند عالم آتش جہنم کو خلق نہ فرماتا۔ جہنم علیؑ کے دشمنوں کے لئے ہے پس دوستداران حضرت علیؑ توبہ کر کے مرینگے اور خود محبت حضرت علیؑ اس دنیا سے توبہ کر کے جانے کے مترادف ہے اور بالفرض محال اس دنیا سے گناہگار وآلودہ گئے بھی تو برزخ میں پاک ہوجائینگے۔

علیؑ کا دوست جہنم میں نہیں رہے گا

محقق قمی فرماتے ہیں خلود یعنی آتش جہنم میں ہمیشہ رہنا حضرت علیؑ کے دشمنوں کے لئے ہے اور شاید اس حدیث کے یہی معنیٰ ہوں کہ حضرت علیؑ کی دوستی کی وجہ سے کوئی بھی گناہ انسان کو ہمیشہ جہنم میں نہیں رہنے دیگا۔ ایسی تکلیف جو ہمیشہ آتش جہنم میں رہنے کا باعث بنے وہ نہ ہوگی چاہے تین لاکھ سال سے ہی وہ عذاب میں کیوں نہ ہو۔

جنّت وجہنم کی چابی حضرت علیؑ کے ہاتھوں میں ہے

اخطب خوارزمی اور ثعلبی نے ذکر کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کل بروز قیامت ایک وسیع منبر جس کے ایک سو زینے ہوں گے میرے لئے رکھا جائیگا

اس کے پہلے زینے پر میں بیٹھوں گا دوسرے زینے پر علیؑ بیٹھیں گے اور اس سے نیچے والے زینے پر دو فرشتے بیٹھے ہونگے پہلا کہے گا اے اہلیانِ محشر میں رضوان و خازن بہشت یعنی کلید بردار جنت ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے جنّت کی چابی حضرت محمدؐ کو پیش کر دوں ۔ پھر دوسرا فرشتہ کہے گا میں مالک و سرپرستِ دوزخ ہوں مجھے حکم ہوا ہے کہ جہنم کی چابی حضرت محمدؐ کے حوالے کردوں چنانچہ میں اس وقت دونوں چابیاں لے لونگا اور پھر علی بن ابی طالبؑ کو دے دوں گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "القیافی جہنم کل کفار عنید"[1] یعنی القیایا محمد و علی فی جہنم یعنی اے محمدؐ و علیؑ آپ دونوں ہر کافر و سرکش کو جہنم میں پھینک دیجئے۔[2]

بزرگان قیامت کی برہنگی سے ڈرتے ہیں

کتاب معالم الزلفیٰ میں ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے ارشاد فرمایا روز قیامت عورتیں برہنہ محشور ہونگی جب جناب زہراؑ نے سنا تو رونے لگیں اور فریاد کرنے لگیں وا فضیحتا جبرئیل امین پیغمبر کے پاس آئے اور کہنے لگے خداوند عالم جناب زہراؑ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہم زہراؑ کے ضامن ہیں روز قیامت انہیں دو حُلّہ بہشتی پہنائینگے والدہ امیرالمومنینؑ حضرت فاطمہ بنت اسد وہ خاتون جب وضع حمل کے لئے خانہ کعبہ کے اندر لے گئے اور تین شب و روز

---

[1] سورہ ق آیت ۲۴

[2] کتاب امامت صفحہ ۶۸ تا ۷۲

مہمان رہیں اور جو آنحضرتؐ کے لئے ماں کا درجہ رکھتی تھیں وہ بھی روز قیامت کی برہنگی سے آنحضرتؐ کے پاس رونے لگیں اور آنحضرتؐ سے پناہ طلب کی اور خواہش کی کہ انہیں اپنے کرتے میں کفن دیں۔

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا جب اس دنیا سے رحلت فرمانے لگیں تو جناب سیدہؑ طاہرہ جو اس وقت سات سال کی تھیں انہیں آنحضرت کی خدمت میں بھیجا اور فرمانے لگیں جاؤ اپنے بابا سے کہو اماں کہتی ہیں میری آپ سے ایک خواہش ہے مجھے اپنے کرتے میں کفن دیں تاکہ محشر میں برھنہ نہ آؤں یہ ہے بزرگان دین کا کل روز قیامت خدا سے خوف و ڈر کا نمونہ!

اس دن کے لئے جس دن کی سختی کے بارے میں خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے نکر مادہ انکار سے ہے۔ ایسی چیز جب انسان غیر مناسب اور بُری خیال کرے اور وہ اسے تکلیف و اذیت پہنچائے۔ اسے نکر کہتے ہیں۔ اسی مناسبت سے دو فرشتوں کو جو شب اول آتے ہیں کفار کے لئے انہیں منکر و نکیر کہتے ہیں لہذا مرحوم فیض اور دیگر علمائے کرام نے فرمایا ہے۔ کہ فرشتوں کا آنا میت کے اعمال سے وابسطہ ہے۔ اگر میت نیکوکار تھی۔ تو بشیر و مبشر و گرنہ نکیر منکیر بنکر آتے ہیں۔ یعنی وہی فرشتے مومن کے لئے نیک صورت اور خوشخبری دینے والے اور کافر و فاسق کے لئے ڈراؤنی صورت اور عذاب الہیٰ سے خوفزدہ کرنے والے بنکر آتے ہیں۔ ورنہ تو فرشتہ وہی فرشتہ ہے۔ مانند حضرت عزرائیل کے

ایک ہے لیکن نیک لوگوں کے لئے بہترین صورت وشکل میں اور برے لوگوں کے لئے بدترین صورت اور خوفناک ہیولی کی شکل میں آتے ہیں ۔ ہمارا موضوع نکر تھا۔ یہ آیت گناہگاروں سے متعلق ہے۔

منتشر ٹڈیاں

۔ فشعا ابصارھم یخرجون من الاوراث کانھم جرادٌ منتشر اور اس حال میں کہ ان کی آنکھیں خاشع ہیں ۔ خشوع امر قلبی ہے کہ جو دل سے ابھرتی ہے اور اس کا اثر اعضائے بدنی پر نمایاں ھوتا ہے ۔ اور سب سے زیادہ آنکھوں میں نمایاں ھوتا ہے ۔ آنکھوں کا دل سے رابطہ دیگر اعضا کی بہ نسبت سب سے زیادہ ہے ۔ خوشی وغم ، شرم وحیا ہر ایک کو آنکھوں سے پڑھا جاسکتا ہے ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے خشوع کو آنکھوں سے نسبت دی ہے ۔ حالانکہ خشوع دل سے مربوط ہے ۔ چونکہ آثار ذلت و بدبختی آنکھوں سے برستا ہے ۔ اسی کو کہا گیا ہے کہ ان کی آنکھیں خاشع ہیں ۔ یخرجون " من الاوراث " یعنی قبروں سے باھر نکل آئینگے ۔ اوراث جمع ورث ہے بہ معنی قبر ۔ اس حالت میں کہ ٹڈیوں کی مانند منتشر ہونگے ٹڈیوں کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ اڑتی ہیں تو بہنایت نا منظم اور ادھر ادھر ہوتی رہتی ہیں ۔ آپنے دیکھا ہوگا کہ باقاعدہ ایک دوسرے سے ٹکراتی ھیں ۔ درودیوار اور دیگر چیزوں سے ٹکر کھاتی رہتی ہیں ۔ اور بہت سی اس وجہ سے گرجاتی ہیں ۔ خداوند عالم نے انسان کی کیفیت کو جبکہ وہ قبر سے سر باھر نکالے گا ۔ ٹڈیوں سے تشبیہ دی ہے ۔ ارشاد ھوتا ہے ۔ جب

حیرت زدہ ھوتا ہے ۔ تو چیزوں کو یوں دیکھتا ہے ۔ گویا کبھی دیکھا ہی نہ ہو اور کسی جگہ کبھی نہ گیا ہو ۔ چاہتا ہے وہاں چلا جائے ۔ آولین و آخرین سب جمع ہونگے۔[1]

وہ جو مضطرب نہیں ہیں

جی! فقط ایک گروہ ایسا ہے جو مضطرب نہیں ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور عمل صالح انجام دیتے رہے اور خداوند متعال نے ان کے دلوں کو سکون و قرار عطا کیا ہے[2] ۔ اور یہ اسی سکون و قرار کے ساتھ دنیا سے رخصت ہونگے ۔ اگر کوئی اس دنیا میں از حیث عقیدہ و عمل متزلزل ہے تو یقین کر لیجئے کہ آخرت میں بھی وہ مضطرب ھوگا[3] ۔ یہاں اور وہاں کی طرح نہیں ۔ بلکہ اگر غیر مطمئن عقیدے کے ساتھ مرے ۔ تو محشر میں بھی غیر مضطرب محشور ہوگا۔

عذاب قیامت سخت ترین ہے

والساعۃ ادھی وامر۔

بطور تاکید فرماتے ہیں ۔ کہ قیامت ادھی ہے ۔ کوئی کام بھی جو کہ غم انگیزو

ح[1] حقائق از قرآن صفحہ ۵۹

ح[2] سورہ فتح آیت ۴

ح[3] سورہ اسرا آیت ۷۲

رنج آمیز ہو۔ اور اس سے فرار ممکن نہ ہو۔ اسے واحیہ کہتے ہیں اور ادھی افضل تفصیل ہے۔ یعنی ہر سختی و عذاب جو کہ extra ordinary معلوم ہوتا ہے اس سے نجات کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا اور دنیا میں اس بات کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ قیامت اس سے کہیں زیادہ سخت ہے اگر کوئی قیامت کے عذاب میں مبتلا ہو جائے تو پھر وہ دنیا کے عذاب و تکالیف کو بھول جائیگا جس طرح سانپ کا ڈسا ہوا، مچھر کے کاٹنے کی پرواہ بھی نہیں کرتا۔

طالبین حقوق اور قیامت

قیامت کی سختیوں کو بارہا قرآن مجید میں پڑھا ہوگا۔ روز قیامت وہ دن ہے جب ہر فرد کو بلند کیا جائیگا تاکہ سب لوگ اسے دیکھ لیں ایسے میں ایک منادی ندا دے گا۔ جو کوئی بھی اس شخص پر کوئی حق رکھتا ہے۔ وہ آجائے طالبین حقوق اس کی طرف دوڑ پڑیں گے۔ وہ لوگ جن کے بارے میں احتمال بھی نہیں ہوگا کہ ان کے حقوق ادا نہیں کئے ہیں۔ وہ بھی اطراف میں جمع ہو جائیں گے۔ کسی کی بے عزتی کی ہوگی کسی کی غیبت کی ہوگی کسی کا مال کھایا ہوگا۔ کیا کسی کے مقروض رہے ہونگے اور بھول گئے ہونگے۔ وہ سب آکر مطالبہ کریں گے۔ تو اب اس بے چارے کو چاہئیے کہ اپنی نیکیوں میں سے ادا کرے۔ روایت میں ہے کہ ایک درھم مال کے بدلے سات سو مقبول نمازیں دے اب اس سے بڑھ کر مصیبت و سختی کیا ہوگی۔

امر مرے ہے بمعنی تلخ کے۔ امر بمعنی تلخ تر ہے۔ ہر وہ چیز جس سے

ناخوشی محسوس ہو - اور دنیا میں اس کی جو بھی تلخی تصور کی جا سکتی ہے قیامت اس سے تلخ تر ہے اس قدر تلخ ہے کہ بھائی بھائی سے بیٹا ماں باپ سے، بیوی شوہر سے اور شوہر بیوی سے فرار کریگا[1] صرف اس خوف سے کہ اپنا حق نہ مانگنے لگیں۔

اعضا بدن کی گواہی

مواقف قیامت میں سے ایک اعضا بدن کا بولنا ہے ہر کسی کے اعضا و بدن اس کے اعمال کی گواہی دیں گے - نص قرانی ہے[2] بلکہ جس وقت انسان اپنے اعضا پر یہ اعتراض کریگا - کہ کیوں میرے خلاف گواہی دیتے ہو - تو اعضا کہیں گے کہ ہم اپنے اوپر کوئی اختیار نہیں رکھتے - خداوند عالم نے ہم کو صلاحیت نطق عطا کی ہے[3]۔

مجرمین کے لئے آگ

ان المجرمین فی ضلال و سعر۔ تحقیق مشرکین گمراہی والوں میں ہیں - ہر چند بحسب لغت مجرم گناہ گار ہے۔ لیکن پہلی آیت کے قرینے سے مشرک مراد ہیں یعنی مشرکین حق سے گمراہی میں ہیں فی ضلال من الحق - یعنی دنیا میں ان کے

---

[1] سورہ عبس آیت ۳۴

[2] سورہ نور آیت ۲۴

[3] سورہ حم سجدہ آیت ۲۰

تمام اعمال دوررویہ ہیں۔ وہ اپنے ہی گرد گھومتے رہتے ہیں۔ کوئی ایسا مثبت کام ان سے سرانجام نہیں پاتا۔ جو ان کی پیشرفت کا موجب ہو ان کی تمام فکر مال جمع کرنے اور شہرت وریاست کے حصول میں رہتی ہے۔ جس کا نتیجہ راہ خدا سے گم ہونا ہے۔ سعر بمعنی جنون ہے۔ اور ممکن ہے کہ ضلال سعر سے مراد دنیا میں ہو اور جنون کا اس سے ارادہ لیا گیا ہوا۔ یعنی مشرکین گمراہی میں ہیں اور دیوانے ہیں چنانچہ پیغمبر اکرمؐ سے روایت بحارالانوار میں نقل کی گئی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ رسولؐ خدا نے ایک دیوانے کو دیکھا تو اس کا حال دریافت کیا تو بتایا گیا کہ پاگل ہے تو آپؐ نے فرمایا بل ہو مصاب یعنی مصیبت زدہ ہے۔ انما المجنون من اثر الدنیا علی الاخرہ تحقیق مجنون وہ ہے۔ جس نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی۔[1]

راہ نجات کھو دیتے ہیں

ضلال وسقر کے ایک معنی یہ ہیں کہ دونوں آخرت سے متعلق ہوں روز قیامت مشرکین جنت کے راستے کو کھودیں گے اور پھر اسے تلاش نہ کر پائیں گے[2] یوم یسحبون فی النار علی وجوھم۔ جس دن مشرکین آگ میں ڈالے جائیں گے وہ دن ہوگا کہ مجرمین کو کشاں کشاں آگ کے سامنے لے جائیں گے اور انہیں منہ کے بل اس میں ڈال دیں گے چونکہ دنیا میں انہوں نے حق سے منہ

ص[1] حقائق از قرآن صفحہ ۱۹۸

ص[2] سورہ الحدید آیت ۱۳

پھیرا تھا اس لئے کل انہیں آگ میں جھونکیں گے اور ان سے کہیں گے۔ ذوقوا من سقر۔

آتش جہنم کو چکھو

سقر جہنم کا ایک نام ہے امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جہنم میں ایک میدان ہے جسے سقر کہتے ہیں[1] ایک اور روایت میں ہے کہ سقر جہنم کا ایک طبقہ ہے۔ سقر نے ایک روز خداوند عالم سے خواہش کی کہ سانس لے لے جب اسے اجازت ملی اس نے سانس لی اور جہنم میں آگ لگادی یہ قصے نہیں بلکہ حقائق ہیں جو ہمیں ہلادیتے ہیں ایسے خطرناک مواقف کے لئے فکر کرنی چاہئیے اور اس وقت تک امن و امان طلب کرنا چاہئیے جب تک ملائکہ رحمت کا بوقت موت مشاہدہ نہ کرلیں اور ندائے رحمت حق نہ سن لیں کہ ہمیں بہشت میں بلایا گیا ہے[2]۔ ہمیں چاہئیے کہ آرام سے نہ بیٹھیں حالت خوف میں رہیں خدانہ کرے دنیا سے بے ایمان جائیں۔ خدانہ کرے بلغیر توبہ کئے مرجائیں کیا کسی کو یقین ہے کہ اس کی موت بہترین حالت میں آئیگی[3]۔

روز قیامت منتشر اجزا کو جمع کرینگے

مقام تعجب ہے کہ اجزائے منتشر دوبارہ جمع کرینگے جس وقت چاول یا

---

[1] ان فی جہنہ وادیا یقال لہ سقر

[2] سورہ فجر آیت ۲۷ تا ۳۰

[3] حقائق از قرآن صفحہ ۲۰۰

گندم باپ کے حلق سے نیچے اترتا ہے تو منتشر ہو جاتا ہے۔ لیکن تمام ذرات اجزاً بدن دست قدرت سے دوبارہ باپ کی پشت میں جمع ہو جاتے ہیں اور منی کی نالی کے ذریعے رحم مادر میں داخل ہوتے ہیں۔ آپ نے ملاحظہ کیا کس طرح ذرات متفرقہ کو جمع کر دیا اور اس کے بعد بھی پراگندہ ذرات کو جمع کرینگے قرآن مجید میں ان معنیٰ کو مکرر یاد کیا گیا ہے۔ کہدو وہی زندہ کریگا جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا[1] وہی دست قدرت جس نے پہلی مرتبہ ذرات متفرقہ کو جمع کیا اور متفرق ہونے کے بعد دوبارہ انہیں جمع کریگا اس طرح آپ کی نگاہوں کے سامنے قیامت کا جلوہ دکھاتے ہیں۔ آیا پھر بھی تعجب کرتے ہو اور کہتے ہو مرنے کے بعد خاک ہو جائیں گے دوبارہ پھر کیسے زندہ ہو جائیں گے؟[2]

مرنے کے بعد زمین میں زندگی

اگر ابھی بھی متردد ہو تو اپنے پیروں کے نیچے زمین پر نگاہ کرو اور دیکھو موسم سرما میں کیسا موت کا سماں تھا پودے. جڑی بوٹیاں سب سوکھ گئے تھے لیکن ایک دفعہ جب موسم بہار طلوع ہوا تو گویا حیات نو کا اضافہ ہو گیا اور اس سے آثار زندگی برسنے لگے مختلف جڑی بوٹیاں اور رنگ برنگے میوے پیدا ہونے لگے یہ حیات بعد الموت ہے۔[3]

---

[1] سورہ یٰسین آیت ۷۹

[2] سورہ والصفت آیت ۱۶

[3] کتاب بندگی راز آفرینش جلد اول صفحہ ۱۴۱

اہل جہنم کو شروع سے پیدا ہی کیوں کیا؟

ایک بات یہ کہ جب خداوند عالم جانتا تھا کہ اہل جہنم راہ سعادت و نیکی کو قبول نہیں کرینگے تو انہیں کیوں پیدا کیا؟ جواباً بطور کلی تو یہی کہا جائیگا کہ اے انسان تیرا یہ کیوں؟ اور کیسے؟ کہنا ہی تیری حد سے زیادہ ہے حالانکہ کہنا تو یہ چاہیئے تھا کہ میں نہیں جانتا اور اصل خلقت کا راز نہیں سمجھ سکتا ہوں نہ یہ کہ معترض و منکر حکمت الٰھیہ ہو لیکن اس شبہ کا جواب فقط ایک سادہ مثال کے ذریعے عرض کرتا ہوں۔ کوئی بادشاہ قدرمتند و مہربان اپنے خزانہ کی ہر چیز ملک کے تمام عوام کے لئے مختلف الانواع لباس طرح طرح کے مال و جواھرات کو تیار کرکے اپنے خزانہ و محل اور مہمان خانہ کے دروازوں کو کھول دے اور یہ اعلان کرے کہ جو چاہے آجائے ضمناً وہ یہ بھی جانتا ہو کہ کسی گوشہ کنار میں ایسے افراد بھی ہیں جو ان آنے والوں کو کسی اور جگہ مصروف رکھنا چاہتے ہیں لہذا ان میں سے کچھ لوگ رک جاتے ہیں اور آواز لگاتے ہیں وہاں نہ جاؤ وہاں کچھ بھی نہیں ہے کچھ افراد تو ان بدبختوں کے کہنے میں آجاتے ہیں اور کچھ نہیں آتے اب جبکہ بادشاہ جانتا ہے کہ کچھ لوگ گدڑیہ نشین ہی رہیں گے تو کیا وہ اپنے خزانے کا دروازہ بند کردے اس کا کام تو دعوت دینا ہے نعمتوں کو پھیلانا ہے اب اگر کوئی نہیں آتا تو اس نے خود اپنا نقصان کیا ہے[1]۔

---

[1] بندگی راز آفرینش جلد اول صفحہ ۱۷۷

اصل مقصد رحمت و فضل کو وسعت دینا ہے

اے انسان خدا نے تمام لوگوں کو پذیرائی کے لئے دعوت دی تھی یا یہ کہ پہلے سے جانتا تھا کہ سب لوگ نہیں آئیں گے۔؟[1]

گر جملہ کائنات کافر گردند

بر دامن کبریا بیش نشیند گرد

اگر تمام کائنات کافر ہو جائے تو بھی اسکے دامن بزرگی پر گرد نہ بیٹھے گی (گویا کوئی فرق نہ آئیگا) یہاں ایک لطیفہ اور حقیقت ہے اور وہ یہ کہ اگر تمام انسان نہ آئیں مگر صرف ایک تو ظہور قدرت و رحمت اور کرامت و عظمت الٰہی کے لئے بھی کافی ہے۔ شان رب العزت اہتمام کرنا دعوت دینا ہے لوگ اپنے اختیار سے آئیں اور مستغنی ہو کر واپس جائیں یہ بات طاقت کے بل بوتے پر نہیں ہو سکتی۔ حالت اختیاری میں عمل شیطانی بھی درپیش آتا ہے ہوا و ہوس بھی بیچ میں آجاتی ہے اس مقام پر کچھ لوگ کہتے نظر آتے ہیں ارے چھوڑو ان باتوں کو دنیا کو اپنے راستے پر چلنے دو نقد کو مت چھوڑو کونسا مردہ زندہ ہوا ہے؟ یعنی عالم مادی و طبیعی اور دنیاوی خوشیوں کو ترک نہ کرو تمہیں آخرت و بہشت سے کیا کام تم حیوانوں کے ساتھ رہو تمہیں جوار محمدؐ و آل محمدؐ سے کیا کام یہ شیطان ہے اور اس کی آواز اب جبکہ یہ شیطانی باتیں ہیں اور لوگوں کی اکثریت اس کی باتوں پر کان دھرتی ہے تو کیا خداوند کریم اپنی رحمت و کرامت کے

[1] سورہ دھر آیت ۳

ابواب سب پر بند کردے ؟ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ جب خدا جانتا تھا کہ وہ نہیں آئیں گے تو انہیں پیدا ہی کیوں کیا یہ بچکانہ باتیں ہیں ۔ ہم خلقت عالم کے اسرار و رموز تک نہیں پہنچ سکتے کہ سمجھ جائیں ۔ مالک الملک نے اپنی خلقت میں کیا حکمت پوشیدہ کی ہوئی ہے اور اس میں کتنی مصلحتیں ہیں جنہیں وہ خود جانتا ہے ۔ یا پھر اس کے مقربان بارگاہ ۔

عمر سعد اور ندائے شیطانی

عمر سعد کا مسئلہ کیا تھا ؟ ملک رے کی صدائے نفسانی اور دعوت شیطانی جو یہ تھی اگر کربلا جاؤ گے اور حسینؑ سے جنگ کرو گے تو حکومت رے تمہیں ملے گی بہشت کی طرف دعوت محمدیؐ کسی ایک نے قبول نہ کی اور شیطان کی ایک دعوت وہ بھی کیسی آپ کے خیال میں اس نے ظلم کیا اور خدا کو دھوکہ دیا ، حسینؑ کو قتل کرو گے اور پھر اپنی آرزو پا لو گے ؟ اور ایسے میں قیامت آگئی تو توبہ کر لو گے ؟

ندائے رحمانی و شیطانی قیامت تک ہے اور رہیگی روز ازل سے قیامت تک ندائے شیطانی تھی ہے اور رہے گی ہر فرد کے لئے یہ ندائیں ہیں بلکہ روزانہ ہر شخص کے لئے یہ دو قسموں کی ندا باقی ہے[1] ۔

---

[1] بندگی راز آفرینش صفحہ ۱۷۹

موت قدرت خداوندی کا نمونہ

اس جملے کی مثل یا اس سے بھی بالاتر جملہ حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ موعظہ جنازوں کی طرح نہیں ہے[۱] کیا آپ دیکھنا چاہیں گے ۔ طاقت صرف خدا کی ملکیت ہے اور بس جان کنی کے عالم کا مشاہدہ کیجئے آپ ایک پہلوان تھے لیکن تمام قدرت کے باوجود ایک مکھی کو بھی نہیں اڑا سکتے باتیں کرتے تھے لیکن اس وقت اگر چاہیں کلمہ لاالہ الا اللہ پڑھیں تو نہیں پڑھ سکتے وصیت کرنا چاہیں تو بڑی زحمتوں سے[۲] اب کوئی طاقت و قدرت نہیں ہے ۔ جو کچھ طاقت تھی بھی تو وہ روز اول سے اس کی ملکیت نہ تھی ۔ انسان آرزو کرتا ہے کہ سلامتی کیساتھ اپنے گھر پہنچ جائے لیکن صحرا میں، گاڑی میں یا گلی ہی میں موت آجاتی ہے کوئی بھی تمنا کرے لیکن عملاً کچھ اور ہو جاتا ہے ۔ تم کون تھے ؟ پہلے ہی دن کوئی شے نہ تھے آج تمہاری غلط فہمی واضح ہو جائیگی کیوں نہ عبرت حاصل کریں کتنی گاڑیاں ہیں جو خود اپنے مالک کے لئے وبال جان اور خود اس کی قاتل بن جاتی ہیں کتنی ہی عمارتیں ایسی ہیں کہ انہیں بنانے میں انسان نے جان لگا دی اور آج اسی عمارت سے اس کا جنازہ باہر آ رہا ہے آپ اس دنیا کے لئے اپنے شوق و ذوق اور اپنی ہمت کو کم کیجئے بلکہ عالم باقی کے مشتاق رہیں کس طرح اللہ تعالیٰ خبردار کرتا ہے مگر یہ انسان حاضر نہیں کہ عبرت حاصل کرے[۳] ۔

ص۱ وکفیٰ واعظاً بموتیٰ عاینتموھا (نہج البلاغہ)

ص۲ لایطیعون توصیۃ ولاالی اھلھم یرجعون

ص۳ ما اکثر العبر و اقل الاعتبار

امام حسینؑ کا خط بنی ہاشم کے نام

گویا اصلاً دنیا تھی ہی نہیں (واقعاً کوئی شخص چالیس پچاس سال عمر گذارے اور محسوس ایسا ہو کہ ابھی آیا ہے) آخرت کو فنا نہیں یہ ہمیشہ سے تھی اور ہے لیکن یہ امام حسینؑ ہیں آپ کا دل ایک دوسری دنیا کی طرف متوجہ ہے کربلا میں داخل ہوتے وقت بھی ایسے ہی مضمون کا ایک خط لکھا[1] خدایا تجھے واسطہ امام حسینؑ کا ہمیں اپنی ملاقات کا شوق عطا فرما اور حب آخرت عنایت فرما۔ امام حسینؑ موت کے بے انتہا مشتاق ہیں اور چاہتے ہیں جلد از جلد اپنے نانا پیغمبر اکرمؐ اور بابا علیؑ مادر گرامی فاطمہ زہرا اور بھائی حسن مجتبیٰؑ سے ملحق ہو جائیں۔ حضرت یعقوب کس قدر حضرت یوسف سے ملاقات کے مشتاق تھے امام حسینؑ اپنے گذرے ہوئے اعزّہ کو دیکھنے کے مشتاق تھے اور بعد میں آپ نے آگاہ بھی کیا میں کربلائی ہوں

ہر کہ دارد ہوس کرب و بلا
بسم اللہ صل اللہ علیک یا ابا عبداللہ۔[2]

برزخ میں عزادار امام حسینؑ کی فریادرسی

تیسرا موقف برزخ ہے یعنی قبر سے قیامت تک جب روح بدن مثالی میں

---

[1] کامل الزیارات

[2] نفس المعموم صفحہ ۸۷

داخل ہوتی ہے اگر انسان نیکو کاروں میں سے ہو تو اس کے ظہور کا مقام جوار امیرالمومنینؑ میں وادی السّلام ہے اگر انسان بدکار ہے تو اس کے ظاہر ہونے کا مقام بیابان برھوت ہے اگر دنیا سے مکمل پاک و پاکیزہ گیا ہو تو برزخ میں آرام سے رہیگا روح و خوشبو اور لذتوں سے سرفراز ہوگا۔ اور اگر گناہوں میں ملوث ہے یا حق الناس کھایا ہو لوگوں پر ظلم کیا ہو تو اس کیل کی مانند جو دیوار میں ٹھونکی گئی ہوتی ہے سخت فشار میں مبتلا ہوگا۔ کیا کوئی ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ وہ حتماً اس دنیا سے پاک و پاکیزہ اٹھے گا۔ اور اس کے ذمے لوگوں کا کوئی حق باقی نہ رہا ہوگا عمر بھر کسی کی اہانت نہ کی ہو؟ کسی کی غیبت نہ کی ہو؟

امام جعفر صادقؑ ارشاد فرماتے ہیں وان الموجع قلبہ فینا لیفرح فیہ جس کسی کا دل ہماری مصیبت میں رنجیدہ ہو تو اس کی موت کے بعد اسے فرحت محسوس ہوگی جو تا قیامت جاری رہے گی یعنی عالم برزخ میں کسی قسم کا ہم و غم نہ ہوگا۔

روز محشر امام حسینؑ کے زیر سایہ

امام حسینؑ پر روز قیامت رونے کا بہت ہی اچھا اثر ظاہر ہوگا یہ بھی معلوم ہے کہ قیامت کس روز آئے گی آیات قرآنی سے اس روز کے بارے میں تھوڑا بہت تو جانتے ہیں خدا نے ایسے دن کو فزع اکبر سے تعبیر فرمایا ہے اس کی وحشت بے چینی ہر ایک کو گھیر لے گی اور ایسا کوئی ایک بھی نہ ہوگا جو اس دن مضطرب نہ ہو روز قیامت امن کے سلسلے میں امام جعفر صادق کی ایک

حدیث شریف نقل کی گئی ہے۔ من ترک السعی فی الحوائجہ فی یوم عاشورہ۔ جو شخص روز عاشورہ تعطیل کرے یعنی تلاش کسب و معاش میں نہ جائے۔ افسوس بنی اُمیّہ کے اندھے پن پر کہ وہ روز عاشور کو متبرّک جانتے تھے اگر کوئی شخص روز مرّہ کی اشیا کے حصول کے لئے کوئی بھی کام نہ کرے تو خداوند عالم اس کی دنیوی و اخروی حوائج کو برلائیگا جو کوئی روز عاشورہ محزون و مغموم ہوگا تو اس کے عوض کل روز قیامت جبکہ سب لوگوں کے لئے خوف و وحشت کا سماں ہوگا تو اس کے لئے خوشی و شادمانی کا دن ہوگا۔ دوسری سخت منزل منزل حساب ہے ذرا تصور کیجئے جب اللہ تعالیٰ حکم دیگا کہ اپنا نامہ اعمال خود پڑھو[1] اس وقت جس کسی نے کوئی معمولی عمل بھی انجام دیا ہوگا وہ اسے دیکھے گا اگر نیک عمل ہوگا تو اس کی جزا اور اگر عمل بد ہوگا تو اس کی سزا دی جائے گی[2]۔ منزل حساب ہر انسان کتنا معطل رہے گا؟ یہ خود اس پر منحصر ہے جس بے چارے کا حساب و کتاب طوالت اختیار کرے گا وہ خود پریشانی اور سختی عذاب میں مبتلا ہوگا۔ چونکہ وہ عذاب میں ہے اس لئے نہیں جانتا کہ اس کی ذمہ داری کیا ہے؟ آیا وہ جنّتی ہے یا جہنّمی البتہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو بنص روایت جبکہ مخلوق حساب اعمال کی منتظر ہوگی تو یہ لوگ زیر سایہ عرش ہونگے یہ لوگ عزاداران حضرت امام حسینؑ ہونگے یہ لوگ جوار امام حسینؑ میں ہونگے جس وقت اور لوگ حساب دینے کے بعد مبتلائے عذاب ہونگے یہ لوگ خدمت مولا میں یعنی

ص۱ سورہ اسرا آیت ۱۴

ص۲ سورہ زلزال آیت ۷، ۸

جنت حقیقی میں ہونگے۔

خلقت کے بعد روح پھونکنا

بنا بریں دوسری خلقت امر الہیٰ ہے عالم مثال و برزخ یا عوالم قیامت۔ فخرالدین راضی اپنی تفسیر میں نشہ اخریٰ کے بارے میں کہتے ہیں نشہ اخریٰ رحم مادر میں تکمیل جنین کے بعد بدن انسانی میں روح پھونکنے کو کہتے ہیں۔

اور اس کے بعد خدا تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے بنایا اور اس کے بعد نطفہ اور اس کے بعد علقہ اور اس کے بعد مضغہ بنایا اس کے بعد ہڈیاں پیدا ہوئیں اور پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا[ص۱] اور پھر جب عمارت بدن چار ماہ میں مکمل ہوگئی تو اس وقت ایک اور شے خلق کی جو روح انسانی تھی اس مقام پر کہتے ہیں کہ یہ معنی مناسب تر ہیں کہ انعقاد نطفہ کو رحم مادر میں تکمیل بدن تک نشاہ اولی سمجھیں اور تخلیق روح انسانی کو نشاۃ اخریٰ جانیں کیونکہ گذشتہ آیات بغیر روح کے تخلیق بدن سے متعلق تھیں[ص۲]۔

برزخ میں زناکار پر عذاب

ارشاد ہوتا ہے کوئی شخص مسلمان یہودی نصرانی یا مجوسی عورت سے خواہ وہ آزاد ہو یا کنیز اگر زنا کرے اور پھر توبہ بھی نہ کرے بلکہ اپنے گناہ پر اصرار

ص۱ سورہ مومنون آیت ۱۴

ص۲ کتاب تفسیر سورہ نجم صفحہ ۲۷۰

کرے اور اسی حالت میں دنیا سے گذر جائے تو خداوند کریم اس کی قبر میں عذاب کے تین سو دروازوں کو کھول دیگا اور ہر دروازے سے آگ کے سانپ بچھو وغیرہ باہر آئیں گے اور وہ قیامت تک جلتا رہے گا۔[۱]

روز محشر زناکار شخص سے گندی بدبو آئیگی

جیسے ہی یہ مردہ قبر سے باہر آئیگا۔ اس کی گندی بدبو سے لوگ پریشان ہو جائیں گے۔ اس بدبو سے وہ پہچان لیا جائے گا۔ یعنی لوگ سمجھ لیں گے۔ کہ یہ شخص زناکار ہے۔ یہاں تک کہ اسے حکم ہوگا کہ اسے آگ میں لے جائیں تحقیق اللہ تعالیٰ نے محرمات کو حرام فرمایا ہے اور کچھ حدود متعین فرمائی ہیں پس کوئی بھی خداوند عالم سے غیرت مند تر نہیں ہے یہ غیرت الٰھیۃ تھی جو فواحش کو حرام قرار دیا گیا ہے۔[۲]

تمہارے لئے برزخ سے ڈرتا ہوں

عمر بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ سے سنا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے تمام شیعہ جنّت میں ہیں خواہ کوئی بھی گناہ کیا ہو۔ امام نے فرمایا صحیح کہا ہے۔ خدا کی قسم وہ سب جنّت میں ہیں میں نے کہا آپ پر قربان جاؤں چاہے گناہ بھی بڑے اور زیادہ ہوں۔ آپؑ نے

---

[۱] گناہان کبیرہ جلد اول صفحہ ۲۰۲

[۲] وسائل الشیعہ

فرمایا لیکن روز قیامت پس تم سب جنّت میں ہوگے ۔ پیغمبر اکرمؐ یا ان کے وصی کی شفاعت کی وجہ سے لیکن! خدا کی قسم تمہارے لئے برزخ سے ڈرتا ہوں میں نے پوچھا برزخ کیا ہے ۔ فرمانے لگے برزخ قبر ہے موت سے لے کر روز قیامت تک ۔[1]

کل بجائے آنسو کے خون روئیں گے

ابن مسعود کے نام پیغمبر اکرمؐ کی وصیتوں میں ہے ۔ کہ آپ نے فرمایا! کہ گناہ کو معمولی اور چھوٹا نہ سمجھو اور گناہان کبیرہ سے اجتناب کرو ۔ چونکہ روز قیامت جب بندہ اپنے گناہوں کو دیکھے گا ۔ تو اس کی آنکھوں سے خون جاری ہوگا ۔ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے قیامت وہ دن ہے جب ہر شخص اپنے نیک و بد اعمال کو اپنے پاس حاضر پائیگا ۔ اور وہ اس موقع پر یہ آرزو کریگا کہ اس کے اور اس کے گناہوں کے درمیان طولانی فاصلہ ہو جائے[2] نیز حضرت رسول اکرمؐ سے روایت ہے کہ صرف ایک گناہ کی وجہ سے بندہ کو ایک سو سال حبس میں رکھا جائے گا ۔

سفر برزخ کو پہلے ہی طے کر لیتے ہیں

انسان کو اس منزل پر پہنچ جانا چاہیئے کہ خود کو دیکھ پائے یعنی یاد خدا اس

---

[1] اصول کافی (ان العبد لیحبس علی ذنب من ذنوبہ ماۃ عام

[2] بحار الانوار

کے وجود میں اس قدر جذب ہو جائے کہ اس کی شخصیت فنا ہو جائے اور اس کی خودی ختم ہو جائے اور جب وہ مرے تو گویا اس نے برزخ کی منزل کو پہلے ہی طے کر لیا ہو اور اس مقام پر پہنچ جائے جہاں اولیاء اللہ ہیں اور ان کے سربراہ اصحاب امام حسینؑ ہیں۔

شہدائے کربلا امام حسینؑ کی بارگاہ میں اس قدر مسرور ہیں کہ حوران جنت جب انہیں یہ پیغام دیتی ہیں کہ ہم آپ کے مشتاق ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم بارگاہ امام حسینؑ کو کیسے چھوڑیں۔

بارگاہ امام حسینؑ میں عطیہ الہیٰ

محضر امام حسینؑ میں اس قدر خوشحالی و شادمانی ہے کہ انسان کو حوروں کا خیال بھی نہ آئیگا۔ دنیائے محبت عجیب ہے یہ وہی عطیہ و بخشش الہیٰ ہے[1] جو کسی اور دل میں نہیں آسکتا۔ نہ صرف یہ کہ کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ کسی کان نے نہیں سنا بلکہ کسی دل میں خیال بھی نہیں آیا[2]

بالآخر مقام ذکر الہیٰ اس حد کو پہنچ جاتا ہے کہ انسان اپنی شخصیت کو بھی بھول جاتا ہے۔ ذکر اس قدر جاری و ساری رہتا ہے۔ کہ خودی خود کو نہیں دیکھ پاتی۔

ح[1] این مذاھبک البھیہ این مناقبک السنیہ

ح[2] اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر

حزقیل کس چیز سے عبرت لیتے ہیں

روایت ہے حضرت داؤد سے جب ترک اولیٰ سرزد ہوا - تو آپ پہاڑوں بیابانوں میں گریہ و نالہ کرتے ہوئے جارہے تھے کہ ایک پہاڑ کے پاس پہنچے - اس پہاڑ میں ایک غار تھا - جس میں ایک پیغمبرِ عابد بنام حزقیل رہتے تھے جناب حزقیل نے جب حیوانوں کی آواز سنی تو سمجھے کہ حضرت داؤد ہیں (کیونکہ جب آپ زبور کی تلاوت فرماتے تھے تو سب آپکے ساتھ نالہ و فریاد کرتے تھے) پس حضرت داؤد نے کہا - کہ اجازت دیتے ہیں - کہ اوپر آجاؤں کہنے لگے تم گناھگار ہو حضرت داؤد رونے لگے - جناب حزقیل پر وحی آئی کہ داؤد کو ان کے ترک اولیٰ پر سرزنش نہ کرو اور مجھ سے عافیت طلب کرو - کہ میں نے ہر ایک کو اس کے حال پر چھوڑ ہوا ہے البتہ وہ مرتکب خطا ہو جاتے ہیں - پس جناب حزقیل نے حضرت داؤد کا ہاتھ پکڑا - اور اپنے قریب لے گئے - حضرت داؤد کہنے لگے یقیناً تم نے کسی گناہ کا ارادہ کیا ہے جناب حزقیل نے کہا نہیں حضرت داؤد نے کہا یقیناً تمہارے اندر تکبر پیدا ہوگیا ہے جواب دیا نہیں - حضرت داؤد نے کہا - یقیناً دنیا کی طرف رغبت اور دنیوی شہوت یاد آئی ہے - کہنے لگے ہاں حضرت داؤد نے پوچھا - اس کا کس چیز سے علاج کروگے ؟ جناب حزقیل نے کہا اس غار کے اندر داخل ہوں گا - اور جو کچھ اس میں ہے اس سے عبرت حاصل کروں گا - حضرت داؤد ان کے ساتھ اس غار میں داخل ہوئے تو دیکھا لوہے کی ایک تختی ہے اور اس کے اوپر بوسیدہ ہڈیاں رکھی ہوئی ہیں - اور لوہے کی ایک

لوح اس تخت کے پاس رکھی ہوئی ہے حضرت داؤد نے لوح کو پڑھا لوح پر لکھا تھا۔ میں ارواھری بن بشلم نے ھزار سال بادشاہت کی اور ہزار شہر تعمیر کئے اور ہزار لڑکیوں کی بکارت ضائع کی۔ اور آخر کار میرا حشر یہ ہوا کہ مٹی میرا فرش پتھر میرا تکیہ، اور سانپ چونٹیاں میرے ہمسائے ہیں یعنی جو کوئی مجھے دیکھے وہ فریب دنیا میں بستلانہ ہوگا۔[1]

انتہا بالآخر دو مٹھی خاک ہی ہے

بادشاہ کا قصہ اور اس کا انجام دیکھتے ہوئے مومنین کو چاہیئے کہ خود اپنے آپ کو تلقین کریں۔ بالفرض ہوائے نفس اور شیطانی باتوں کو سن کر دنیا اور اس کی خوشیوں کے پیچھے بھاگے بھی تو آخر یہ کہاں تک؟ اگر کوئی شخص اپنی ذات کے لئے بہت زیادہ ہاتھ پیر مارے تو کیا اسے موت نہیں آئیگی؟ میں جس قدر جانفشانی کرلوں۔ پھر اسی بادشاہ کی طرح تو نہیں ہوسکتا۔ اگر اس کی انتہا دیکھیں تو وہ بھی بالآخر دو مٹھی خاک ہی ہے۔

میرا مقصد توجہ دلانا ہے۔ اگر انسان اپنے آپ کو آزاد چھوڑ دے۔ اور احساس و توجہ وغیرہ نہ کرے۔ تو پھر وہ بے لگام ہوجاتا ہے۔ انسان کو پہاڑ کی طرح مضبوط ہونا چاہئیے۔ نہ گندم کی بالی کی طرح کہ ہوا کے ایک جھونکے میں ادھر ہی ادھر ہوجائے۔ یعنی شیطانی وسوسوں میں نہ بستلا ہو۔ انسان کو چاہئیے

---

[1] عین الحیواۃ صفحہ ۱۶۲

کہ دنیا کی ظاہری زرق برق سے اپنی آنکھیں بند رکھے اور اس کے انجام پر نگاہ رکھے۔[1]

قبروں کی زیارت خود اپنے لئے ہے

بہر حال انسان کو خود اپنے وجود میں واعظ ہونا چاہئیے - شریعت مقدسہ میں قبروں کی زیارت کرنے کی تاکید کی گئی ہے بالخصوص والدین کی قبر کے لئے آخر کس لئے؟ اگر ہمیں سے ان کے لئے فاتحہ پڑھیں تو ان تک پہنچ جاتا ہے ان کی طرف سے جہاں بھی علاقہ دیں اس کا ثواب ان کو مل جاتا ہے لیکن حکم ہے اپنے باپ کی قبر پر جاؤ کہ مقام استجابت دعا ہے اس کا بہترین فائدہ خود تمہیں ہے کہ تم احساس کرتے ہو - کہ تمہارے باپ بھی نہ رہے - اور تم بھی نہ رہوگے جلد یا بعد ان سے آملوگے - دو دن کی دنیا کے دھوکے میں مت آؤ وسوسوں کو اپنے دل میں جگہ نہ دو مختصر یہ کہ متوجہ رہو۔

جناب زہرا شہدائے اُحد کی قبروں پر

صدیقہ کبریٰ حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا کے حالات زندگی میں ملتا ہے کہ پیغمبر اکرم کی رحلت کے بعد آپ پر جو مصائب پڑے - تو آپ بیمار ہوگئیں - لیکن اس کے باوجود ہر پیر اور جمعرات کو امیرالمومنین سے اجازت لے کر میدان احد میں اپنے چچا حضرت حمزہ اور دیگر شہدائے اُحد کی قبروں پر

---

[1] کتاب الستعاذہ صفحہ ۸۴

جاتی تھیں۔ خود پیغمبر اکرمؐ مرض موت میں بھی جبکہ بخار میں تھے راستہ نہیں چل سکتے تھے پھر بھی فرماتے تھے کہ مجھے بغل سے سہارا دو اور قبرستان بقیع لے چلو۔

برزخ

یعنی حیات انسانی موت سے کر قیامت تک" ومن ورائهم برزخ الی یوم یبعثون "" سورہ ۲۳ آیت ۱۰۰" ان کی موت کے بعد برزخ ہے۔ اس دن تک کہ جب پھر اٹھائے جائینگے۔ انسان کو یہ یقین کرلینا چاہیئے کہ موت کے بغیر چارہ نہیں موت انسانی وہی روح و بدن کے درمیان جدائی ہے۔ اور روح کا بدن سے کاملاً قطع ہو جاتا ہے۔ بدن سے روح کی جدائی کے بعد جسد انسانی مٹی میں گھل کر پھر خاک ہو جائے گا۔ روح بدن لطیف کے ساتھ وہی جدائی ہے جو اسی جسمی ڈھانچے کے مانند ہے۔ لیکن شدت لطافت کے باعث چشم ظاہری سے نظر نہیں آتی اور یہ بھی یقین رکھنا چاہیئے کہ موت کے بعد عقائد و اعمال کے بارے میں پرسش کی جائیگی ان کے جوابات تیار رہنے چاہئیں۔ اللہ اسکی کیفیات و تفصیلات کے بارے میں جاننا ضروری نہیں ہے۔ اس امر کا یقین بھی ضروری ہے۔ کہ برزخ میں بھی ثواب و عقاب ہے۔ یعنی انسان اپنے کردار اور عقائد و کردار کی روشنی میں صلہ پائے گا۔ حتیٰ کہ قیامت کبریٰ رونما ہوگی اور مکمل ثواب الہیٰ اور بہشت جاودانی یا پھر نعوذ باللہ ہمیشہ کے عذاب کا مستحق قرار پائیگا۔ بہت سے مومن جو نامناسب کردار کے مالک

ہونگے ان کا حساب اسی عذاب برزخ میں کر دیا جائیگا - اس طرح کہ روز قیامت انہیں کوئی مشکل درپیش نہ ہوگی. برزخ کے تفصیلی حالات کتاب معاد میں بیان کیئے گئے ہیں - وہاں رجوع کیا جائے مذکورہ امور پر یقین رکھنا اس بات کا لازمہ ہے کہ عقائد حقہ اس طرح مستحکم ہوں کہ دل میں بیٹھ جائیں - اور بوقت سوال انسان گنگ و حیران نہ رہ جائے نیز ہر عمل واجبات و مستحبات کی ادائیگی کے لئے ایک لحظہ بھی فارغ نہ بیٹھے چونکہ وقت کم ہے اور نتیجہ نزدیک ہے۔

کیونکہ انسان اور اسکے اعمال کے نتیجے کا فاصلہ سوائے موت کے اور کچھ نہیں اور وہ بھی ہر لحظہ انسان کو تہدید کرتا رہتا ہے۔

قیامت پر یقین یعنی جس دن اولین اور آخرین کے افراد محشور کئے جائیں گے اور ایک جگہ جمع ہونگے وہ دن جبکہ چاند و سورج کی روشنی ختم ہوجائے گی اور وہ دن جبکہ پہاڑ مسلسل زلزلوں کے باعث ٹوٹ کر نرم ذرات کی طرح ہوجائیں گے وہ دن جب کہ زمین آسمان تبدیل ہوجائیں گے - وہ دن جبکہ ایک طبقہ کے لوگ نہایت امنیت اور خوشحالی اور کشادہ روئی سے اپنے نامہ اعمال کو اپنے داھنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہوں گے دوسرا طبقہ انتہائی شدت و اضطراب اور رنجیدہ کیفیت میں اپنے نامہ اعمال کو بائیں ہاتھ میں لئے ہوگا۔ وہی دن ہے جسے خداوند عالم نے یوم عظیم فرمایا ہے اس طرح کہ بزرگان دین اس کی یاد سے خوف زدہ غمگین ہوکر گریہ و نالہ کرتے ہیں - واقعاً ہر بیدار دل اگر اس دن کے اوصاف قرآن میں پڑھے اور دقّت کرے تو اس کا آرام و قرار

اس سے چھن جائے اور دنیا سے اور اس کی لذّات سے دل اٹھ جاتا ہے اور اس دن کے خوف سے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتا ہے اس بات کا جاننا کہ قیامت کب برپا ہوگی لازمی نہیں ہے اسی طرح اس دن کی کیفیت و حالات کا جاننا ضروری ہے نہ فائدہ مند بلکہ اس کے بارے میں سوالات کرنا بے جا ہے کیونکہ یہ علم خداوند عالم سے مختص ہے البتہ بعض منازل کہ جن کی تصریح قرآن کریم میں کردی گئی ہے ان کا جاننا نہ صرف لازم بلکہ اس پر ایمان رکھنا واجب ہے اور منازل عبادت ہے میزان صراط۔ حساب۔ شفاعت بہشت و دوزخ سے چنانچہ انکاذکر آگے آیگا۔[۱]

برزخ

لغت میں بمعنی پردہ و رکاوٹ کے ہیں جو دو چیزوں کے درمیان واقع ہے اور دونوں کو باہم ملنے نہ دے مثلاً دریائے شور و شیریں بہہ رہے ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان ایک ایسی رکاوٹ بنادی ہے کہ کوئی بھی ایک دوسرے کو ختم نہیں کرسکتا[۲] اسی کو برزخ کہتے ہیں۔ البتہ بحسب اصطلاح برزخ ایک ایسا عالم ہے جسے خداوند عالی اس دنیا و آخرت کے درمیان اس طرح قرار دیا ہے کہ یہ دونوں اپنی صفتوں پر باقی رہیں یہ عالم امور دنیوی اور اُخروی کے درمیان ہے۔ برزخ میں سر درد دانتوں کا درد اور دوسرے درد

ص[۱] قلب سلیم صفحہ ۲۴۷

ص[۲] سورہ رحمن آیت ۱۹، ۲۰

وغیرہ نہیں ہیں یہ سب تو اس عالم مادی کی ترکیبات کا لازمہ ہیں لیکن مجردات ہیں البتہ بصراحت آخرت بھی نہیں یعنی اہل معصیت کے لئے ظلمت محض اور اہل اطاعت کے لئے نورِ محض نہیں ہے امام علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ برزخ کب ہے؟ آپ نے فرمایا موت کے وقت سے لیکر جب قبروں سے محشور کئے جائیں گے اس وقت تک[1] قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے اور ان کے پیچھے برزخ ہے روز قیامت تک[2]

عالم مثالی اور بدن مثالی

برزخ کو عالم مثالی بھی کہتے ہیں چونکہ اس عالم کی مانند ہے البتہ از لحاظ شکل وصورت - لیکن مادہ و خواص و خصوصیات کے اعتبار سے مختلف مدت کے بعد ایسے عالم میں داخل ہوں گے کہ یہ دنیا اس کے سامنے شکم مادر کی طرح ہوگی آپ کا بدن بھی برزخ میں بدن مثالی ہے یعنی شکل کے اعتبار سے بالکل وہی بدن ہے لیکن جسم و مادہ نہیں ہے بلکہ بدن لطیف ہے ہوا سے بھی لطیف تر کوئی شئے بھی اس کی رکاوٹ نہیں بنے گی اگر کوئی نقطہ بھی بنتا ہے تو یہ اسے دیکھ لیتا ہے اس کے لئے دیوار کے اُس طرف و اس طرف والی کوئی بات نہیں حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں[3] اگر اس بدن مثالی کو دیکھو تو وہی دنیاوی بدن ہے - ابھی اگر آپ اپنے والدین کو خواب میں دیکھیں تو اسی دنیوی بدن

---

[1] من موتہ الی یوم یبعثون (بحار الانوار) [3] نوراتیہ لقلت ھو ھو (بحار الانوار)

[2] سورہ مومنون آیت ۱۰۰

میں دیکھیں گے ۔ لیکن ان کا جسم مادّی قبر میں ہے یہ صورت و بدن مثالی ہے بدن برزخی آنکھیں رکھتا ہے ۔ بالکل ہماری آنکھوں کی طرح البتہ ان آنکھوں میں درد نہیں ہوتا ۔ وہ قیام قیامت تک دیکھتی ہیں اور اچھی طرح دیکھتی ہیں ۔ ان آنکھوں کی طرح کبھی کمزور نہیں ہوتیں کہ عینک کی ضرورت پڑ جائے ۔

حکماء و متکلمین اسے آئینے میں نظر آنے والی تصویر سے تشبیہ دیتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس میں دو باتیں پائی جائیں ایک تو قیام بضاعت یعنی اس طرح کہ خود کھڑا ہو نہ کہ آئینے کے ساتھ اور دوسرے شعور و ادراک بھی ہو بدن مثالی خود قائم ہے اور فہم و شعور بھی رکھتا ہے اس کی مثال بھی خواب ہیں جو پلک جھپکتے ہی مسافتوں کو طے کر لیتے ہیں ۔ مکہ مکرمہ چلے جاتے ہیں مشہد مقدس چلے جاتے ہیں اس عالم میں انواع و اقسام کی کھانے پینے کی چیزیں خوبصورت و دلربا شکلیں ولغمے کہ اہل دنیا میں سے کوئی ایک بھی اس کی طاقت وصلاحیت نہیں رکھتا ۔ یہ سب موجود ہوتی ہیں ۔ اور بدن مثالی کی روحیں اس سے استفادہ کرتی ہیں ۔ اور اس سے رزق کھاتی ہیں[1] البتہ اس دنیا کی کھانے پینے کی اشیاء اور دیگر تمام نعمتیں سب لطیف ہیں ۔ اور مادہ سے متعلق نہیں ہیں ۔ اس بناء پر جیسا کہ روایات میں آیا ہے ممکن ہے ۔ ایک شئے مومن کی خواہش کے مطابق مختلف انواع میں تبدیل ہو جائے گا ۔ مثلاً آلوچہ ہے لیکن دوسری چیز چاہیئے جیسے آڑو تو وہ آڑو ہو جائے گا ۔ یہ تمہارے ارادے پر ہے ۔ چنانچہ

---

[1] سورہ آل عمران ۱۶۹

حضرت رسول خداؐ سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے چچا حضرت حمزہ کو شہادت کے بعد دیکھا ان کے آگے بہشتی انار کا ایک طبق رکھا ہوا ہے - اور وہ اسے نوش فرما رہے ہیں - کہ اچانک انار انگور ہو گئے اور اسے تناول فرمایا پھر جو دیکھا تو انگور تازہ کھجوروں میں تبدیل ہو گئےلے یعنی ایک چیز گوناگوں چیزوں میں تبدیل ہو جاتی ہے چونکہ مادہ نہیں ہے بلکہ شئی لطیف ہے

شدت تاثیر و تاثّر

اس جہان فانی کی بہ نسبت عالم برزخ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت قوت تاثیر ہے - حکمت عالیہ میں ایک علمی بیان ذکر کیا گیا ہے جس کا عوام الناس کے لئے بیان کرنا ضروری نہیں اس موضوع پر فقط اشارہ کرتے ہوئے ہم آگے بڑھ جائیں گے (مدرک یعنی ادراک کرنے والا اور ادراک کیا ہوا جتنا لطیف تر ہو گا ادراک اتنا ہی قوی تر ہو گا) یہ پھل اور مٹھائیاں اور وہ لذت جو ان کے کھانے اور چکھنے سے حاصل کرتے ہیں وہ عالم برزخ کے پھلوں، مٹھائیوں اور لذتوں کے مقابلے میں ایک قطرے کی مانند ہے اس کی اصل تو وہاں ہے اگر حور العین اپنی ایک جھلک دکھا دیں تو آنکھیں

لے بقیہ روایت کا حاصل یہ ہے: میں نے اپنے چچا سے مزید پوچھا یہاں کیا چیزیں زیادہ مؤثر ہیں - انہوں نے کہا تین چیزیں یہاں بہت کام آتی ہیں اول کسی پیاسے کو پانی پلانا، دوئم تم پر اور تمہاری اولاد پر درود، سوئم علی کی دوستی -

چوندھیا جائیں ۔ اگر حور العین کا نور اس دنیا میں آجائے تو سورج کی روشنی تاریکی میں بدل جائے ۔ جی ہاں! جمال مطلق وہاں ہے پروردگار عالم قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے[1] جو کچھ روئے زمین پر ہے ہم نے اسے اس کی زینت (رونق) قرار دی تاکہ ہم لوگوں کا امتحان لیں چھوٹے کو بڑے سے نادان کو عاقل سے تمیز دی گئی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون اس کھلونے سے اپنے دل کو خوش کرتا ہے اور کون اسکے فریب میں نہیں آتا بلکہ لذت حقیقی و جمال واقعی اور سچی خوشی کی تلاش میں رہتا ہے ۔ اجمالاً میری غرض تاکہ برزخ میں شدت و قوت تاثیر کا بیان کرنا ہے جس کا اس دنیا سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا ۔ بعض اوقات اس دنیا کے لئے ایسے نمونے سامنے آتے ہیں جو کہ دوسروں کے لئے سبب عبرت ہوتے ہیں مرحوم علامہ نراقیؒ نے کتاب خزائین میں اپنے موثق دوستوں سے نقل کیا ہے کہ میں جوانی کے زمانے میں اپنے والد اور چند دوستوں کے ہمراہ عید نوروز کے دن اصفہان میں سیر و تفریح کر رہا تھا ایک روز منگل کے دن اپنے ایک دوست (جس کا گھر قبرستان کے نزدیک تھا) سے ملنے گیا تو گھر والوں نے بتایا کہ وہ گھر پر نہیں ہے کیونکہ بہت دور سے آیا تھا چنانچہ کچھ تھکاوٹ دور کرنے اور زیارت اہل قبور کی نیت سے قبرستان چلا گیا اور وہاں بیٹھ گیا ایک دوست نے ازراہ مزاح ایک قبر کی طرف منہ کر کے کہا اے صاحب قبر عید کے ایام ہیں کیا ہماری خاطر مدارت نہیں کرو گے؟ ناگہاں ایک

---

[1] سورہ کہف آیت ۶

آواز بلند ہوئی کہ آئندہ ہفتے منگل کے دن آپ سب اسی جگہ میرے مہمان ہوں گے ہم سب ڈر گئے اور گمان کرنے لگے کہ اگلے منگل سے زیادہ ہم زندہ نہیں رہیں گے ہم سب اپنی اصلاح اور وصیت وغیرہ میں مشغول ہو گئے لیکن موت کا کوئی پتہ ہی نہ تھا منگل کا کچھ دن گزرا ہم سب دوست باہم جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ اسی قبر پر چلنا چاہئیے شاید اس آواز کا مقصد ہماری موت نہ رہا ہو چنانچہ جب اس قبر کے سرہانے پہنچے تو ہم میں سے ایک نے کہا کہ اے صاحب قبر اپنا وعدہ وفا کرو ۔ فوراً ایک آواز آئی تشریف لائیے بس ہماری آنکھوں کے سامنے کا منظر بدل گیا ۔ ملکوتی آنکھیں کھل گئیں دیکھا کہ ایک باغ ہے ہنایت سرسبز وشاداب اور اس میں صاف وجاری پانی کی نہریں ہیں ۔ مختلف پھلوں سے لدے ہوئے درخت ہیں اور ان درختوں پر ہنایت خوش الحان مرغ ہیں ان کے درمیان میں ایک ایسی ساختہ وپرداختہ عمارت میں پہنچے جہاں ایک ہنایت حسین وجمیل شخص بیٹھا تھا اور چند خوبصورت چاند سے نوجوان کمربستہ اس کی خدمت پر مامور تھے جیسے ہی اس شخص نے ہم لوگوں کو دیکھا اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور معذرت کرنے لگا انواع واقسام کی مٹھائیاں ۔ پھل اور وہ چیزیں جو دنیا میں ہنیں دیکھی تھیں اور ان کا تصور بھی ہنیں کیا تھا وہ ہم نے وہاں دیکھیں ۔ میرا مقصد یہ ہے کہ فرماتے ہیں جب ہم نے وہ چیزیں کھائیں تو اس قدر لذیذ تھیں کہ ایسی لذت پہلے کبھی ہنیں چکھی تھی اور جتنا کھاتے تھے سیر ہنیں ہوتے تھے یعنی اس کے باوجود اشتہا رہتی تھی پھر دوسری اقسام کے پھل ، مٹھائیاں وغیرہ لے آئے مختلف انواع کی غذائیں مختلف ذائقوں کے

ساتھ کچھ دیر بعد ہم لوگ اٹھ کھڑے ہوئے کہ دیکھیں اب کیا ہوگا وہ شخص بھی ہمارے ساتھ چلنے لگا باغ کے باہر پہنچے تو میرے والد نے اس سے سوال کیا کہ آپ کون ہیں کہ اللہ تعالی نے اتنی عنایات آپ پر فرمائی ہیں اگر آپ چاہیں کہ ساری دنیا کی دعوت کریں تو کر سکتے ہیں اور یہ کون سی جگہ ہے وہ شخص کہنے لگا کہ میں آپ کا ہم وطن ہوں میں فلاں محلے کا قصاب ہوں ۔ ہم نے کہا ان درجات و مقامات کی کیا وجہ ہے؟ کہنے لگا دو سبب تھے ایک تو یہ کہ اپنے کاروبار میں کبھی کم فروشی نہیں کی دوسرے تمام عمر اول وقت نماز کو ترک نہیں کیا گوشت کو ترازو میں رکھ دیتا تھا اور اگر مؤذن صدائے اللہ اکبر بلند کرتا تو بھی گوشت کو نہیں تولتا تھا بلکہ نماز کے لئے مسجد چلا جاتا تھا بنابریں مرنے کے بعد مجھے یہ جگہ عطا فرمائی ہے اور گذشتہ ہفتے جو تم نے مجھے دعوت کے لئے کہا تھا تو اس وقت مجھے اجازت نہیں تھی اور اس ہفتہ کے لئے اجازت مانگی بعد میں ہم میں سے ہر ایک نے اپنی مدت عمر کے بارے میں اس سے سوال کیا اس شخص نے جواب دیا۔ ان میں سے ایک شخص سے کہا کہ تم نوے سال سے زیادہ زندہ رہو گے اور وہ ابھی تک زندہ ہے اور مجھے کہا تم فلاں کیفیت و حالت میں دس پندرہ سال زندہ رہو گے پھر ہم نے اس سے خدا حافظ کہا وہ ہمیں چھوڑنے آیا ہم نے چاہا دوبارہ پلٹ جائیں ناگہاں دیکھا کہ اپنے اسی پہلے مقام پر قبر کے سرہانے بیٹھے ہوئے ہیں۔[1]

---

[1] کتاب معاد صفحہ ۳۲

بعد کی خبروں سے متعلق روایت

مولائے متقیان حضرت علی بن ابی طالبؑ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کا جب انتقال ہوا تو امیرالمومنینؑ گریہ کرتے ہوئے پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمانے لگے میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے رسول اللہؐ نے جب سنا تو فرمایا میری ماں مرگئی ہے کیونکہ رسول خداؐ کو ایک عجیب قربت ہوگئی تھی جناب فاطمہ بنت اسد نے بھی مدتوں ماں کی طرح رسول خداؐ کو پالا تھا آپ کو کفن دینے کے وقت رسول خداؐ نے اپنا کرتا اتارا اور فرمانے لگے اس جلیل القدر خاتون کو یہ کرتا پہنادو آپ کی قبر میں بھی پہلے پیغمبر اکرمؐ کچھ دیر لیٹے اور دعائیں وغیرہ پڑھیں پھر جناب فاطمہ کو دفن کیا گیا دفن کرنے کے بعد رسول اللہؐ قبر کے سرہانے کھڑے ہوگئے اور کچھ دیر بعد اونچی آواز سے کہنے لگے ابنک ابنک لا عقیل ولا جعفر کسی نے پیغمبر اکرمؐ سے اس عمل کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا ایک دن قیامت کی برہنگی سے متعلق گفتگو ہورہی تھی جناب فاطمہ بنت اسد نے جو سنا تو گریہ فرمانے لگیں اور مجھ سے خواہش کی کہ اپنا کرتا انہیں پہنادوں اور فشار قبر سے بھی ڈررہی تھیں اسی وجہ سے میں ان کی قبر میں لیٹا اور دعائیں کیں (کہ خداوندا انہیں فشار قبر سے اپنی امان میں رکھ) لیکن یہ جو میں نے کہا ابنک ابنک تو جب فرشتے نے خدا کے بارے میں ان سے سوال کیا تو انہوں نے کہا اللہ پیغمبرؐ کے بارے میں پوچھا تو کہا محمدؐ اور جب امامؑ کے بارے میں پوچھا تو جناب فاطمہ جواب نہ دے سکیں (معلوم ہوا کہ غدیر خم سے

بھی پہلے اعلان صریح خلافت علی علیہ السلام تھا) تو میں نے کہا کہئیے علیؑ آپ کا بیٹا علیؑ نہ کہ جعفر و عقیل یہاں بات زیادہ بڑھ جائے گی ۔ وہ خاتون مانند حضرت فاطمہ بنت اسد اس جلالت قدر اور شان و عظمت کی مالک وہ عورت جو تین دن کعبہ معظمہ میں مہمان خدا رہیں وہ عورت جس کے بطن میں امیرالمومنینؑ کے بدن مطہر کی پرورش ہوئی وہ دوسری خاتون جو پیغمبر اکرمؐ پر ایمان لائیں ان تمام عبادات کے باوجود اس طرح بعد کے حالات کی خبر سن کر خوفزدہ ہوتی ہیں اور رسول اللہؐ بھی ان کے ساتھ اس طرح کے اعمال بجالاتے ہیں تو اس وقت ہمیں اپنی فکر کرنی چاہئیے اپنے اصلی مطلب کی طرف واپس آتے ہیں مخبر صادق یعنی حضرت محمد مصطفیٰؐ ارشاد فرماتے ہیں سوال و جواب فشار قبر و برہنگی قیامت وغیرہ بہرحال ہے[1] ۔

بدن جسمانی میں روح کی تاثیر

ہرچند برزخ میں روح مبتلائے عذاب یا ثواب ہوگی قوت روح کی بنا پر بدن خاکی بھی متاثر ہوگا اس طرح کہ کبھی اثر شدت سے حیات روح کا یہی بدن قبر میں بھی بوسیدہ نہ ہوگا اور ہزار سال گزرنے کے باوجود بدن ترو تازہ رہے گا اس کی مثالیں بہت ہیں مانند حضرت ابن بابویہ علیہ الرحمۃ جو ڈیڑھ سو سال قبل فتح علیشاہ کے زمانے میں گذرے ہیں لوگ جب ان کے مقبرے کی تعمیر

---

[1] معاد صفحہ ۴۲

میں مشغول ہوئے اور تہہ خانے میں داخل ہوئے تو دیکھا ان بزرگوار کا جنازہ بالکل تروتازہ ہے اور کفن بھی بوسیدہ نہیں ہوا اور اس سے بڑھ کر جناب ابن بابویہ کے ناخن تھے جو نوسو سال سے زیادہ کا عرصہ گزرنے کے باوجود آپ کے ناخنوں پر لگی ہوئی مہندی کا رنگ بھی ختم نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ کتاب روضۃ الجنات میں لکھتے ہیں ۱۲۳۸ء میں جناب شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بارش کی وجہ سے ٹوٹ گیا تھا چنانچہ لوگوں نے چاہا کہ اس کی تعمیر و مرمت کریں اس مقصد کے لئے جب مزار کے تہہ خانے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپ کا جسد مبارک قبر کے اندر بالکل صحیح و سالم رکھا ہوا ہے اور ناخنوں پر مہندی کا رنگ بھی باقی تھا یہ خبر تہران میں مشہور ہوگئی اور مرحوم فتح علیشاہ تک پہنچی تو بادشاہ خود چند علماء وارکان حکومت کے ساتھ تحقیق کے لئے آئے اور جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا اس کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ مقبرہ کی تعمیر و آئینہ کاری کی جائے۔[1]

برزخ کہاں ہے

ممکن ہے بعض اذہان میں یہ سوال پیدا ہو کہ اس طول و تفصیل کے ساتھ عالم برزخ کہاں ہے؟ البتہ ہماری عقل میں یہ بات نہیں آپائی کہ سمجھ لیں کہ ایک چیز ہے جس کی تشبیہ روایات میں تمام عالم دنیا اور زمینوں و آسمانوں سے عالم برزخ کی نسبت میدان میں ایک دائرے کی مانند ہے جب تک انسان

---

[1] معاد صفحہ ۲۱۳

دنیا میں ہے وہ سیب کے اندر ایک معمولی کیڑے کی مانند یا ماں کے پیٹ میں بچے کی مانند ہے۔ وہ جب مرتا ہے تو آزاد ہوتا ہے مگر کہیں جاتا نہیں اس دنیا میں موجود ہے لیکن اب اس کے لئے محدودیت نہیں ہے زمان و مکان نہیں ہے قیودات یہاں کے لئے ہیں عالم مادی و طبعی کے لئے ہے۔ جو بچہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہے اگر کہیں کہ تمہارے پیچھے ایک ایسی دنیا ہے جس کے آگے ماں کا پیٹ کوئی حقیقت نہیں رکھتا تو بچہ اس حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتا اور اسے نہیں سمجھ سکتا۔ اسی طرح ہمارے لئے ہے کہ احساس کنندہ نہیں لیکن بعد کے عوالم کو درک نہیں کر سکتے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے "کوئی بھی نہیں جانتا کہ اس کے لئے کیا مہیا کیا گیا ہے[1]" ہاں کچھ ضرور ہے جس کی خبر مخبر صادقؑ نے دی ہے ہم بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں عالم برزخ اس جہان پر حاوی ہے اس عالم کے احاطہ کی رحم مادر سے زیادہ بہتر تعبیر نہیں کی جا سکتی ہے۔[2]

ارواح باہم اُنسیت رکھتی ہیں

اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں میں نے اپنے مولا امیرالمومنینؑ کو دروازہ کوفہ پر صحرا کے مقابل کھڑے دیکھا گویا وہ کسی سے مکالمہ یا گفتگو فرما رہے ہیں لیکن میں نے وہاں کسی کو نہیں دیکھا پس میں بھی کھڑا ہو گیا کچھ دیر گذری تھی میں

---

[1] سورہ سجدہ آیت ۱۷

[2] معاد صفحہ ۵۰

تھک کر بیٹھ گیا تھکاوٹ دور ہوئی تو دوبارہ کھڑا ہو گیا پھر تھک گیا اور بیٹھ گیا تیسری بار پھر کھڑا ہوا لیکن امیرالمومنینؑ مسلسل کھڑے گفتگو فرما رہے تھے میں نے عرض کی یا امیرالمومنینؑ کس سے گفتگو فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میرا یہ مخاطبہ مومنین کے ساتھ انس ہے میں نے کہا مومنین؟ آپ نے فرمایا ہاں ان لوگوں سے جو دنیا سے چلے گئے ہیں یہاں پر ہیں میں نے عرض کی وہ روح ہیں یا جسم؟ فرمانے لگے روح ہیں اگر تم انہیں دیکھتے تو معلوم ہوتا کس طرح وہ باہم جمع ہوتے ہیں ایک دوسرے سے انس و محبت اور باتیں کرتے ہیں اور نعمات خداوندی کو یاد کرتے ہیں۔[1]

وادی السلام روحوں کا مرکز ہے

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ کوئی بھی مومن مشرق و مغرب کے کسی بھی حصے سے جب دنیا سے جاتا ہے تو اس کی روح جو کہ قالب مثالی میں ہوتی ہے اس کے ظاہر ہونے کا مقام و مرکز وادی السلام میں جوار امیر المومنین علیہ السلام ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر نجف اشرف ملکوت علیہا کی نمائش ہے اور کافر کے لئے صحرائے برھوت یمن کی وہ خطرناک وادی ہے۔ جہاں نہ سبزہ اگتا ہے نہ پرندہ وہاں سے پرواز کرتا ہے وہ ملکوت سفلی کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے ہجواری حضرت علیؑ کے متعلق جو کچھ سنا ہے وہ روحانی مجاورت سے متعلق ہے۔ چاہے بدن کتنا ہی دور ہو حضرت علیؑ سے قربت علم و عمل کے

---

[1] معاد صفحہ ۱۵

باعث ہوتی ہے ایک گناہ بھی اگر کسی سے سرزد ہوتا ہے اتنا ہی وہ علیؑ سے دور ہوجاتا ہے اگر روح علیؑ کے ساتھ ہو اور جسم بھی نجف اشرف میں دفن ہو تو یہ کتنی بہتر اور عظیم سعادت ہے لیکن خدا نہ کرے کسی کا جسم تو نجف اشرف میں دفن ہو اور اس کی روح وادی برھوت میں مبتلائے عذاب ہو پس ضروری ہے کہ اتصال روحانی کو قوی تر کرنے کی کوشش کی جائے البتہ وادی السلام میں دفن کرنا بھی اثر سے خالی نہیں بلکہ کمال تاثیر رکھتا ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا توسل ہے مدینۃ المعاجز میں امیرالمومنین علیہ السلام کی عنایات کے ذیل میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک دن مولائے متقیانؑ اپنے چند اصحاب کے ہمراہ دروازہ کوفہ کی پشت پر تشریف فرماتھے آپ نے ایک نظر ڈالی اور فرمانے لگے کیا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں تم لوگ بھی دیکھ رہے ہو؟ ہم نے عرض کی نہیں یا امیرالمومنینؑ فرمانے لگے میں دو آدمیوں کو دیکھ رہا ہوں جو اونٹ پر ایک جنازہ لارہے ہیں وہ جب تک یہاں پہنچیں گے تین دن کی مسافت ہے۔ تیسرے دن حضرت علیؑ اور آپ کے اصحاب بیٹھے تھے کہ دیکھیں آج کیا ہوتا ہے اسی اثنا میں دور سے ایک اونٹ نمایاں ہوا اونٹ پر جنازہ رکھا ہوا ہے اور اونٹ کی مہار کسی ہاتھ میں ہے اور ایک آدمی اونٹ کے پیچھے چلا آرہا ہے یہاں تک کہ وہ نزدیک آگئے حضرت نے پوچھا یہ کس کا جنازہ ہے تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ وہ کہنے لگے ہم یمن کے رہنے والے ہیں اور یہ ہمارے والد کا جنازہ ہے انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کی میت عراق لے جائیں اور نجف میں دفن کردیں امام نے فرمایا کیا تم نے اس کا سبب دریافت کیا تھا؟ وہ کہنے لگے

جی ہاں! ہمارے والد کہتے تھے جو کوئی وہاں دفن ہوتا ہے اگر وہ تمام اہل محشر کی شفاعت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے حضرت علیؑ نے فرمایا سچ کہا پھر آپ نے دو مرتبہ کہا واللہ میں ہی وہ مرد ہوں۔

مرحوم محدث قمی مفاتیح الجنان میں اس بارے میں کہ "جو کوئی حضرت امیر المومنین کی قبر مبارک میں پناہ لے تو وہ بخش دیا جائے گا۔ ایک عمدہ و بہت مناسب مثال بیان فرماتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ عربوں میں ایک مثل ہے احمی من مجیرالجراد" کسی کی سفارش اس شخص سے کرنا جس کی پناہ میں خود سفارش کرنے والا ہو بہتر ہے ٹڈیوں کو پناہ دینے والے سے" اس سے مراد قبیلہ طی کا وہ بادیہ نشین مرد ہے جس کا نام مدلج بن سوید تھا ایک روز وہ اپنے خیمے میں بیٹھا تھا کہ دیکھا قبیلہ طی کا ایک گروپ آیا اور ان کے ہاتھوں میں بوری اور دیگر ظروف ہیں اس نے پوچھا کیا معاملہ ہے وہ لوگ کہنے لگے تمہارے خیمے کے اطراف میں بہت سی ٹڈیاں آگئی ہیں ہم اس لئے آئے ہیں کہ انہیں پکڑلیں جیسے ہی مدلج نے یہ سنا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے نیزے کو ہاتھ میں لیکر کہنے لگا خدا کی قسم جو کوئی بھی ان ٹڈیوں کو پریشان کریگا اسے میں قتل کر دونگا یہ ٹڈیاں میری پناہ میں آئیں اور تم انہیں پکڑلو! یہ کبھی نہیں ہو سکتا غرض یہ کہ مدلج مسلسل ٹڈیوں کی حمایت کرتا رہا یہاں تک سورج گرم ہو گیا ٹڈیاں اڑیں اور چلی گئیں اس وقت مدلج نے کہا کہ یہ ٹڈیاں اب میرے پاس سے جا چکی ہیں اب تم خود جانو یہی بات ہے اگر کوئی اپنے آپ کو جوار معصومؑ میں پہنچائے اور ان کی پناہ میں جائے تو یقیناً مولا کی حمایت سے

فائدہ اٹھائیگا۔[1]

روح کا قبر سے زیادہ تعلق ہے

محدث جزائری انوار نعمانیہ میں کہتے ہیں کہ یہ کہیں چونکہ اگر ارواح قالب مثالی اور وادی السلام میں ہیں تو پھر کیوں ان کی قبور پر جانے کا حکم دیا گیا ہے اور ارواح کس طرح اپنے زائر کو پہچانینگی جب کہ وہ یہاں نہیں ہیں جواب میں کہیں گے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ ہر چند روحیں وادی السلام میں ہوتی ہیں لیکن ان کے لئے ان کی قبور پر احاطہ علمی ہے تاکہ وہ اپنی قبور پر آنے والوں اور زیارت کرنے والوں کو جان لیں اور امام نے سورج کو ارواح سے تشبیہ دی ہے جس طرح سورج زمین پر نہیں ہے بلکہ آسمان پر ہے لیکن اس کی شعاعوں نے زمین کے ہر گوشے کا احاطہ کیا ہوا ہے اس طرح روحوں کا احاطہ علمیہ ہے حقیر کہتا ہے سورج کی شعاعوں کا انعکاس اس مقام پر جہاں آئینہ و شیشہ ہو دوسری جگہوں کے بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے اسی طرح روح کا احاطہ قبر کے ساتھ دوسری جگہوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے کیونکہ وہ بدن جس کے ساتھ سالوں کام کیا اور اس کی برکت سے کمالات و سعادت تک پہنچے تو اس کا مورد نظر اور تعلق زیادہ ہوگا اس بیان سے جواب معلوم ہوتا ہے اگر کوئی کہے کے امام ہر جگہ ہوتا ہے لہذا اب قبر کی زیارت کے

---

[1] معاد صفحہ ۵۱

لئے اس جگہ یا اس جگہ جانے کے لئے کوئی لازمہ یا تفاوت نہیں رکھتا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آئمہ و بزرگان دین کی قبور شریفہ ہمیشہ ان کی ارواح طیبہ کی مرکز توجہ اور نزول برکات و رحمت اور ملائکہ کے آمد و رفت کا مقام رہے ہیں۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ ان بزرگ ہستیوں سے مکمل فائدہ حاصل کرے تو اسے چاہیئے کہ ان مقدّس و متبرک مقامات سے اپنے کو غافل نہ کرے اور جس طرح ہو اپنے آپ کو وہاں پہنچاتا رہے۔

ایک اور شبہ اور اس کا جواب

بعض لوگوں نے ایک کمزور و معمولی سا شُبہ یہ پیدا کیا ہے کہ مرنے کے بعد روح بدن مثالی سے ملحق ہو جاتی ہے جو ہمارے ہی بدن کی مانند ہے اور جیسا کہ تشریح کی گئی ہے روح اسی بدن کے ساتھ ثواب و عقاب دیکھے گی تو کہتے ہیں جب انسان نے اس مادی و خاکی بدن سے عبادت کی تھی تو پھر دوسرے بدن کو ثواب کیوں پہنچے گا یا مثلاً یہ بدن بوسیدہ جو قبر میں ہے اس سے معصیت کی تھی تو وہ بدن کیونکر عقاب دیکھے و عذاب اٹھائے؟

اس سوال کے لئے چند جوابات دیئے جاتے ہیں۔

جیسا کہ علامہ مجلسی بیان فرماتے ہیں کہ بدن مثالی کوئی خارجی شئے نہیں کہ مرنے کے بعد اسے قبر کے سرہانے لے آئیں اور کہیں جناب روح اس بدن میں تشریف رکھیئے۔ بلکہ بدن مثالی ایک ایسا لطیف بدن ہے جو اس وقت بھی آدمی کے ساتھ ہے۔ ہر روح دو بدن رکھتی ہے ایک بدن لطیف دوسرا بدن

کثیف عبادت بھی دونوں کے ساتھ کرتا ہے اور گناہ بھی دونوں کے ساتھ اس لئے کہ معلوم ہوجائے خواب میں مادّہ فرق رکھتا ہے اس میں کوئی بعید نہیں کہ انسان جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے وہ اسی بدن مثالی سے راستہ چلنا باتیں کرنا اسی بدن مثالی کے ساتھ ہے ایک پلک جھپکنے کے ساتھ ہی کربلا پہنچ جانا مشہد مقدس جانا مشرق و مغرب جانا کوئی محدودیت نہیں رکھتا بنابریں یہ بدن مثالی ہمیشہ انسان کے ساتھ رہتا ہے لیکن موت کے وقت بدن جسمانی سے مکمل طور پر جدا ہوجاتا ہے علامہ مجلسی کی یہ گفتگو نہایت محققانہ ہے اور اس پر بہت سے دلائل بھی ہیں۔ دوسری وجہ کہ روح انسانی موت کے بعد مصور ہوجاتی ہے یعنی دنیوی بدن کی صورت میں نہ یہ کہ کسی خارجی بدن سے متعلق ہوجاتی ہے شکل روح بدن جسمانی کی طرح ہے اب آپ چاہیں اسے بدن مثالی کہیں یا قالب برزخی کہیں یا روح لیکن چونکہ لطیف ہوتا ہے اس لئے چشم ظاہری اسے نہیں دیکھ پاتی۔ اجمالاً یہ روح ہوتی ہے جو دنیا میں معصیت کرتی ہے اور پھر یہی روح بعد میں دوچار عذاب ہوتی ہے۔ اب یہ بدن مثالی سے متعلق ہو یا خود کوئی مستقل حیثیت رکھتی ہو اور قیامت میں اسی بدن جسمانی سے آئے چنانچہ بعد میں ذکر کیا جائے گا۔

قرآن میں برزخ کا ثواب و عقاب

(اور اب تو قبر میں دوزخ کی) آگ ہے کہ وہ لوگ ہر صبح و شام اس کے سامنے لاکھڑے کئے جاتے ہیں۔ اور جس دن قیامت برپا ہوگی (حکم ہوگا کہ)

فرعون کے لوگوں کو سخت سے سخت عذاب میں جھونک دو[۱] - قرآن مجید میں عذاب برزخ پر دلالت کرنے والی آیات میں سے ایک یہ آیت ہے - جو فرعون سے متعلق ہے - آل فرعون جو دریائے نیل میں ڈوب کر مر گئے - اس وقت سے صبح و شام آتش جہنم کے سامنے پیش کئے جاتے رہیں گے - تاوقتیکہ قیامت ہو جائے اور وہ سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے - امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں "قیامت میں صبح و شام نہیں ہوگی" - یہ آیت میں جو صبح و شام کہا گیا ہے یہ برزخ سے متعلق ہے - حضرت رسول خداؐ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا اگر انسان اہل جہنم ہے تو ہر صبح و شام برزخ میں اس کی جگہ اسے دکھاتے ہیں اور اگر اہل نہیں تو جنت میں اس کی جگہ دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ہے قیامت میں تمہاری جگہ -

(۲) جو لوگ بد بخت ہیں وہ دوزخ میں ہوں گے اور اس میں ان کی ہائے وائے اور چیخ پکار ہوگی اور وہ لوگ جب تک زمین و آسمان ہے ہمیشہ اسی میں رہیں گے مگر جب تمہار پروردگار (نجات دینا) چاہے بے شک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کر ہی کے رہتا ہے اور جو لوگ نیک بخت ہیں وہ تو بہشت میں ہونگے جب تک آسمان و زمین باقی ہیں -[۲]

امامؑ فرماتے ہیں یہ آیت برزخ سے مربوط ہے اس سے برزخی ثواب و

---

[۱] سورہ مومنون آیت ۴۶

[۲] سورہ ہود آیت ۱۰۶، ۱۰۷

عذاب مراد ہے ورنہ قیامت میں کوئی آسمان ہی نہیں ہے۔

واذا السماء انشقت اور زمین بھی تبدیل ہو جائے گی یہ زمین بھی نہ رہے گی یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات وبرزوا للہ الواحد القہار (سورہ ابراہیم آیت ۴۸)

(۳) حکم ہوا کہ جا بہشت میں (اس وقت بھی اسکو قوم کا خیال آیا تو کہا) میرے پروردگار نے جو مجھے بخش دیا اور مجھے بزرگ لوگوں میں شامل کر لیا۔[1]

یہ آیت مومن آل فرعون حبیب بن نجار کے بارے میں ہے جب اس نے اپنی قوم کو پیغمبروں کی پیروی کرنے کے لئے کہا اور انہوں نے حبیب بن نجار کی ہتدید کی۔ اور بالآخر انہیں پھانسی پر لٹکا دیا۔ اور قتل کر دیا یہاں تک کہ وہ مر گئے اور ثواب الہٰی حاصل کر لیا اور کہتے تھے کہ کاش میری قوم جانتی کہ میرے پروردگار نے میری مغفرت فرمائی اور مجھے صاحب اکرام قرار دیا۔ پس یہاں پر جو پروردگار عالم فرماتا ہے کہ "حکم ہوا جا بہشت میں" امام فرماتے ہیں بہشت یعنی بہشت برزخی اور ایک دوسری روایت میں جنت دنیوی سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی بہشت قیامت سے نچلے درجے کی۔

بالجملہ ظاہر آیت یہ ہے کہ جیسے ہی مومن آل فرعون شہید ہوا بلافاصلہ بہشت برزخ میں داخل کر دیئے گئے۔ اور چونکہ ان کی قوم ابھی تک دنیا میں تھی لہذا کہنے لگے کہ اے کاش میری قوم جانتی کہ خداوند عالم نے مجھے کیا کیا

---

[1] سورہ یسین آیت ۲۶، ۲۷

نعمتیں عطا فرمائی ہیں پس وہ توبہ کرتے اور خدا کی طرف پلٹ آتے۔

(۴) اور جس شخص نے میری یاد سے منہ پھیر لیا تو اس کی زندگی بہت تنگی میں بسر ہوگی اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا (بنا کے) اٹھائیں گے[۱]۔ اگرچہ مفسرین نے کہا ہے کہ تنگئ زندگی سے عذاب قبر و برزخ کی طرف اشارہ ہے اور حضرت سید سجاد علیہ السلام سے بھی یہی معنی روایت کئے گئے ہیں۔

(۵) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آئی تو کہنے لگے پروردگار تو مجھے (ایک بار) اس مقام (دنیا) میں جسے میں چھوڑ آیا ہوں پھر واپس کر دے تاکہ میں (اب کی دفعہ) اچھے اچھے کام کروں (جواب دیا جائے گا) ہرگز نہیں یہ ایک لغو بات ہے جسے وہ بک رہا ہے اور ان کے (مرنے کے) بعد (عالم) برزخ ہے (جہاں) اس دن تک دوبارہ قبروں سے اٹھائے جائیں گے[۲] (رہنا ہوگا)

یہ آیت اس بات پر بخوبی دلالت کرتی ہے کہ حیات نبوی کے بعد اور حیات اخروی و قیامت سے پہلے انسان ایک اور حیات رکھتا ہے جو ان دو کے درمیان حد فاصل ہے۔ وہ حیات جو کہ عالم برزخ و عالم قبر کے نام سے یاد کی جاتی ہے یہ تمام مذکورہ آیات اور دوسری آیات کے تدبر سے پہچانی جاسکتی ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روح انسانی ایک ایسی حقیقت ہے جو بدن انسانی سے مغایرت رکھتی ہے۔ اور روح و بدن میں ایک قسم کا اتحاد ہے جو ارادہ و شعور کے ذریعے بدن کو کنٹرول کرتا ہے۔ اور انسان کی شخصیت روح سے

---

[۱] سورہ طٰہٰ آیت ۲۴

[۲] سورہ مومنون آیت ۹۹، ۱۰۰

ہے نہ بدن سے کہ مرنے کے بعد ختم ہو جائے اور اجزائے بدن فنا ہو جائیں حقیقت و شخصیت انسان (روح) مرنے کے بعد باقی رہتی ہے اور ایک سعادت و حیات جاویدان یا شقاوت ابدی میں زندگی بسر کرتی ہے ۔ اور اس کی شقاوت اس دنیا میں اس کے ملکات نفسانی اور اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے نہ کہ اس کی جہات جسمی اور خصوصیات اجتماعی کی بنا پر حکماء اسلام نے اس مسئلے پر کہ روح غیر از بدن کوئی شئے ہے اور موت سے ختم نہیں ہو جاتی اور یہ کہ احکام روح و احکام بدن میں فرق ہے عقلی دلائل ذکر کئے ہیں ۔ قول خدا اور رسولؐ اور آئمہ علیہم السلام کے بعد ہمیں کسی قسم کی ضرورت نہیں رہتی اور یہ بات ہمارے لئے اظہر من الشمس ہے ۔

(۶) بہشت برزخی سے متعلق دیگر آیاتؑ کے علاوہ سورۂ فجر کی آخری آیات بھی ہیں ارشاد رب العزت ہوتا ہے یا ایھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ۔

صاحب نفس مطمئنہ سے موت کے نزدیک خطاب ہوتا ہے (جنت میں داخل ہو جاؤ) جسے جنت برزخی سے تعبیر کیا گیا ہے اور اسی طرح میرے بندوں میں داخل ہو جاؤ یعنی (فی محمد آل محمدؐ) اور آیات بھی ہیں جن میں صراحتاً و کنایتاً برزخی جنت و جہنم کا ذکر ہے لیکن فی الحال اتنا ہی کافی ہے[۱] ۔

---

[۱] معاد صفحہ ۵۵ تا ۵۸

روایات میں برزخ کا ثواب و عقاب

عالم برزخ میں ثواب و عقاب کے بارے میں بہت سی روایات آئیں ہیں اس جگہ صرف چند روایات پر اکتفا کی جاتی ہے۔

بحار الانوار کی تیسری جلد میں علی بن ابراہیم قمی سے امیرالمومنین حضرت علیؑ کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا فرزند آدم جب دنیا کے آخری اور آخرت کے پہلے دن میں داخل ہوتا ہے تو اس کا مال، اولاد اور اس کے اعمال اس کے برابر میں آکر مجسم ہوجاتے ہیں یہ اپنے چہرے کو ملتا ہے اور کہتا ہے خدا کی قسم میں تمہاری نسبت حریص و بخیل تھا اب تمہارے نزدیک میرا کیا حصہ ہے؟ وہ کہتا ہے اپنے کفن بھر کا مجھ سے لے لو اس کے بعد اپنے بیٹوں کی طرف رخ کرتا ہے اور کہتا ہے خدا کی قسم میں تم سے محبت کرتا تھا اور تمہارا حامی و مددگار تھا اب تمہارے نزدیک میرا کیا حق ہے وہ کہتے ہیں کہ آپ کو قبر تک پہنچادیں گے اور اس میں دفن کردیں گے پھر وہ اپنے اعمال کے طرف رخ کرتا ہے اور کہتا ہے خدا کی قسم میں تمہاری نسبت لاپرواہ تھا اور تم مجھ پر گراں تھے میرا حصہ تمہارے پاس کیا ہے عمل کہتا ہے میں قبر و قیامت میں تمہارا ہم نشین رہوں گا یہاں تک کہ میں اور تم تمہارے پروردگار کی بارگاہ میں پیش ہوں اگر یہ شخص خدا کا دوست رہا ہوگا تو اس کا عمل خوشبو کی طرح خوبصورت شخص کی مانند بہترین لباس میں اس کے سامنے آئیگا اور کہے گا بشارت ہو تمہیں جنت کی روح و خوشبو اور نعمات خداوندی کی اور خوش آمدید یہ شخص سوال کرے گا تم کون

ہو وہ کہے گا تمہارا عمل صالح ہوں، دنیا سے جنت کی طرف چلو یہ شخص اپنے آپ کو غسل دینے والے کو پہچانتا ہوگا یہ اپنی میت کے کندھا دینے والوں کو قسم دیکر کہے گا ذرا جلدی کرو جب وہ قبر میں داخل ہوگا تو دو فرشتے جو کہ قبر میں امتحان لینے والے ہوں گے وہ اپنے بالوں کو کھینچ رہے ہوں گے زمین کو اپنے دانتوں سے چیر رہے ہوں گے ان کی آوازیں شیری چنگھاڑ کی مانند اور ان کی آنکھیں آگ برساتی ہوئی ہونگی وہ اس سے سوال کریں گے تمہارا پروردگار کون ہے؟ تمہارا پیغمبر کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے یہ شخص جواب دیگا میرا پروردگار خدا ہے میرے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ہیں اور میرا مذہب اسلام ہے ملائکہ کہیں گے جس چیز کو تم پسند کرتے ہو اور جس چیز سے ہو خدا تعالیٰ تم کو اس بات پر ثابت قدم رکھے یہ وہی بات ہے جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔ اس کے بعد اس کی قبر کو تاحد نظر تک وسیع کردیں گے اور جنت میں سے ایک دروازہ اس میں کھول دیں گے اور کہیں گے خوش بخت و کامیاب جوان کی طرح نورانی آنکھوں کے ساتھ سو جاؤ۔ گویا ارشاد قدرت ہے۔ اصحاب الجنۃ خیراً مستقراً و احسن مقیلاً۔

لیکن اگر انسان خود اپنے خدا کا دشمن ہوجائے تو اس کے اعمال بدترین لباس اور بدترین بدبو کے ساتھ اس کے نزدیک آئینگے اور کہیں گے خبردار ہوجاؤ کہ تمہارے لئے کھولتا ہوا گرم پانی اور جہنم کا داخلہ ہے۔ یہ شخص بھی

اپنی میت کے غسل دینے والے کو دیکھ رہا ہوگا اور اپنے جنازے کو کندھا دینے والے سے قسم دیکر کہے گا کہ مجھے چھوڑ دو۔ مجھے لے جانے میں تاخیر کرو جب اسے داخل قبر کریں گے تو ملائکہ قبر میں آئیں گے اور اس کے کفن کو ہٹادیں گے اور پوچھیں گے تمہارا پالنے والا کون ہے؟ تمہارا نبی کون ہے؟ تمہارا دین کون سا ہے یہ شخص کہے گا نہیں جانتا ملائکہ کہیں گے نہیں جانتے! ہدایت حاصل نہیں کی! اس وقت لوہے کے گرز سے اسے اس طرح ماریں گے کہ سوائے جن وانس کے ہر جاندار اس سے وحشت زدہ ہوجائے گا پھر آگ کی دری اس کے لئے بچھائیں گے اور اسے کہیں گے کہ بدترین حالت میں سوجاؤ اور اسے ایسے تنگ مقام پر رکھیں گے جیسے سوراخ نیزہ یعنی جس میں نیزے کی آنی لگاتے ہیں اور یہ شخص اس قدر فشار و تختی میں ہوگا کہ اس کا مغز ناخنوں اور کان سے باہر آرہا ہوگا ۔ اور خداوند عالم سانپ، بچھو اور حشرات لارض کو اس پر مسلط کردیگا تاکہ اسے کاٹیں یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ خداوند اسے قبر سے مبعوث نہ فرمائے ۔ وہ مسلسل عذاب الہیٰ میں مبتلا رہے گا ۔ اور آرزو کرے گا جلد از جلد قیامت برپا ہوجائے ۔

امالی شیخ طوسیؒ میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے ایک حدیث نقل کی گئی ہے اس حدیث کے آخر میں امامؑ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے متوفی کی روح قبض کی اور اس کی روح کو اصلی صورت کی مانند بہشت میں بھیجا تو وہاں یہ کھاتے ہونگے پیتے ہوں گے اور جب کوئی نیا آدمی ان کے پاس آئے گا تو اسے

اسی صورت میں پہچانے گا جیسے کہ دنیا میں تھا ایک اور حدیث میں ارشاد ہوتا ہے کہ مومنین کی روحیں ایک دوسرے سے ملاقات کرتی ہیں ایک دوسرے سے سوال کرتی ہیں اور ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں حتی کہ جب کسی کو دیکھتی ہیں تو کہتی ہیں ارے ہاں یہ تو فلاں ہے حدیث میں ہے کہ روحیں جسمانی صفات کے ساتھ بہشت کے باغات میں رہتی ہیں اور جب کوئی تازہ روح ان کے پاس آتی ہے تو باہم کہتی ہیں اسے جانے دو یعنی اسے اس کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ وہ ایک بڑے خوف کی وجہ سے ہماری طرف آرہی ہے (یعنی موت کی وحشت سے) پھر اس سے پوچھتی ہیں کہ فلاں کا کیا بنا؟ فلاں شخص کا کیا ہوا؟ اگر کہے کہ میں جب آیا تھا تو وہ زندہ تھا تو یہ روحیں اس امید کا اظہار کرتی ہیں وہ بھی ہمارے پاس آجائے لیکن اگر کہیں کہ وہ گذر گیا تو وہ کہتی ہیں کہ اس نے سقوط کیا یعنی اس بات کا اشارہ کہ جب وہ یہاں نہیں آیا تو لازماً جہنم میں گیا ہے

بحار الانوار کی تیسری جلد میں اصول کافی سے چند روایات نقل کی ہیں کہ روحیں عالم برزخ میں اپنے گھر والوں رشتہ داروں کے دیکھنے، ملاقات کرنے اور ان کی احوال پرسی کرنے آتی ہیں بعض ہر روز بعض دو دن میں ایک مرتبہ بعض تین دن میں ایک مرتبہ کچھ ہر جمعہ کو اور کچھ ماہ و سال میں ایک مرتبہ یہ اختلاف ان کے حالات، جگہ کی وسعت و تنگی اور ان کی آزادی و گرفتاری کے باعث ہے روایت میں ہے کہ مومن کی روح اپنے گھر والوں کی طرف سے سوائے اچھائی اور وہ چیزیں جو اس کی فرحت و خوشی کا موجب بنے کچھ اور نہیں

دیکھتی اور اگر کوئی ایسی چیز ہو جو روح مومن کے دکھ و تکلیف کا باعث بنے تو اسے چھپا دیا جاتا ہے۔ کافر کی روح سوائے بدی اور تکلیف دہ کاموں کے کچھ اور نہیں دیکھتی۔[۱]

برزخ میں حوض کوثر

متعدد کتب[۲] میں عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ ابی جعفر صادقؑ سے حوض کوثر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کا طول بصرہ سے لیکر یمن کے شہر صنعاء تک ہے۔ عبداللہ نے تعجب کیا تو امام نے فرمایا آیا چاہتے ہو کہ تمہیں دکھا دوں میں نے عرض کی جی ہاں اے میرے مولا۔ حضرت اسے مدینے سے باہر لے آئے زمین پر ایک ٹھوکر ماری اور کہا دیکھو (حکم امام سے حجاب ملکوتی اس کی آنکھوں کے سامنے سے ہٹ گیا) میں نے دیکھا کہ ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے اتنے وسیع ہیں کہ میں دیکھ نہیں سکتا لیکن جس جگہ میں اور امام کھڑے تھے وہ ایک جزیرے کی مانند تھا اور وہ نہر جو میں دیکھ رہا تھا اس میں ایک طرف برف سے زیادہ سفید پانی جا رہا تھا اور دوسری طرف برف سے زیادہ سفید دودھ بہہ رہا تھا اور ان کے درمیان یاقوت کی طرح سراب تھا۔ سرخی و لطافت میں جو اس دودھ و پانی کے درمیان بہنے والی شراب میں تھی اس سے بڑھ کر عمدہ و خوش نما کوئی چیز میں نے نہیں دیکھی میں

---

[۱] معاد صفحہ ۵۸ تا ۶۱

[۲] بصائر الدرجات، بحار الانوار، معالم الزلفی وغیرہ

نے کہا کہ قربان جاؤں یہ نہر کہاں سے آرہی ہے فرمایا یہ ان چشموں میں سے ہے جن کے بارے میں خداوند کریم قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ جنت میں دودھ پانی اور شراب کی نہریں جاری ہوں گی اور ان کے کناروں پر درخت لگے ہوں گے اور ان درختوں کے درمیان ایک ایک حور (کہ جن کے بال سروں سے لٹک رہے ہوں گے کہ ہرگز میں نے اتنے اچھے بال کبھی نہیں دیکھے) کھڑی ہوں گی اور ان کے ہاتھوں میں ایک ایک ظروف ہوگا کہ میں نے اتنا اچھا ظروف پہلے کبھی نہیں دیکھا اور وہ ظروف دنیا میں سے نہیں تھا پس حضرت ان حوروں میں سے ایک کے پاس تشریف لے گئے اور اشارہ فرمایا کہ پانی دو چنانچہ اس حور نے ظروف کو اس نہر سے پر کیا اور حضرت کو پیش کیا امام نے پانی نوش فرمایا پھر امام نے اشارہ کیا ظروف کو دوبارہ پر کرو اس حور نے دوبارہ بھرا امام نے وہ ظروف مجھے عطا فرمایا میں نے وہ پانی پیا ایسا لطیف ولذیذ پانی میں نے پہلے کبھی نہ پیا تھا کہ جس میں سے مشک کی خوشبو آرہی تھی میں نے خدمت امام میں عرض کی قربان جاؤں آپ پر جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں ایسا کبھی نہیں دیکھا اور ہرگز گمان بھی نہیں کر سکتا کہ ایسی چیز بھی ہو سکتی ہے امام نے فرمایا یہ تو معمولی چیز ہے جو خداوند عالم نے ہمارے شیعوں کے لئے مہیا فرمائی ہے جب مرنے والا اس دنیا سے جاتا ہے تو اس کی روح کو اس نہر کی طرف بھیجتے ہیں وہ اس کے باغوں میں ٹہلتے ہیں اس کے میوہ جات وغذائیں نوش کرتے ہیں اور شربت پیتے ہیں اور جب ہمارا دشمن مرتا ہے تو اس کی روح کو وادی برہوت میں لے جاتے ہیں وہ اس کے عذاب میں ہمیشہ رہتا ہے زقوم

اسے کھلاتے ہیں حمیم اس کے حلق میں انڈیلتے ہیں پس اس وادی سے خدا کی پناہ مانگو۔ اور اس دنیا میں جن لوگوں نے بہشت برزخ کا مشاہدہ کیا ہے ان میں سے سید الشہدا حضرت امام حسینؑ کے اصحاب بھی ہیں جنہیں شب عاشور امام حسینؑ نے جنت دکھائی تھی۔ بحار الانوار کی تیسری جلد میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ کوئی مومن اس دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ آخری سانس لیتے وقت اسے حوض کوثر سے سیراب کرایا جاتا ہے اسی طرح کوئی کافر نہیں مرتا مگر یہ کہ حمیم جہنم اسے نہ پلایا جائے۔

برھوت جہنم برزخی کا مظہر ہے

جیسا کہ گزر چکا ہے کہ وادی السلام سعادتمند روحوں کے ظہور اور جمع ہونے کا مکان ہے اور برھوت ایک خشک صحرا و بے آب بیابان مظہر دوزخ برزخی اور کثیف و خبیث روحوں کے عذاب کا مکان ہے۔ اس سلسلے میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں تاکہ مطلب مزید روشن ہو جائے۔

ایک دن ایک شخص حضرت خاتم الانبیاءؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور خوف و وحشت کا اظہار کرنے لگا اور کہنے لگا کہ میں نے ایک عجیب چیز دیکھی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کیا دیکھا ہے؟ کہنے لگا میری بیوی سخت بیمار ہوگئی تھی لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اگر برھوت سے پانی لے آؤ تو ٹھیک ہو جائے گی (واضح رہے کہ بعض جلدی امراض کا معالجہ معدنی پانی سے بھی کیا جاتا ہے) پس میں تیار ہو گیا اور ایک مشک و ڈونگا اٹھایا کہ ڈونگے سے مشک میں پانی ڈالوں گا۔ بہرکیف

میں وہاں گیا تو ایک عجیب و غریب وحشتناک صحرا دیکھا باوجود یہ کہ میں بہت ڈر رہا تھا لیکن ہمت کر کے پانی لانے کے لئے کنویں کی تلاش میں پھر رہا تھا ناگہاں آسمان کی سمت سے کسی چیز نے زنجیر کی طرح آواز دی اور نیچے آگئی میں نے دیکھا ایک شخص ہے اور کہہ رہا ہے کہ مجھے پانی پلاؤ کہ میں مر رہا ہوں جیسے ہی میں نے سر اٹھایا تاکہ اسے پانی کا ڈونگا دے دوں دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کی گردن میں زنجیر بندھی ہوئی ہے میں نے چاہا پانی پلاؤں فوراً اسے سورج تک اوپر کھینچ لیا دوسری مرتبہ چاہا کہ مشک میں پانی بھروں دیکھا کہ نیچے آگیا اور اظہار عطش کرنے لگا چاہا کہ پانی کا برتن اسے دوں پھر اسے سورج کی بلندی تک کھینچ لے گئے تین مرتبہ ایسے ہی ہوا پس میں نے مشک کے دھانے کو باندھا اور اسے پانی نہ دیا میں ڈر گیا تھا اس لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تاکہ معلوم ہوسکے کہ یہ کیا ماجرا تھا؟

رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا یہ بدبخت قابیل ہے[1] (حضرت آدم کا بیٹا جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا) اور روز قیامت تک وہیں گرفتار عذاب رہے گا تاکہ روز قیامت جہنم اور اس کے سخت عذاب سے دوچار ہو۔ کتاب نور الابصار میں سید مومن شبلنجی شافعی نے ابو القاسم بن محمد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا مسجد الحرام میں مقام ابراہیم پر ایک جماعت کو بیٹھے ہوئے دیکھا جب ان سے جمع ہونے کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگے ایک راہب مسلمان ہوگیا ہے مکہ

---

[1] سورہ مائدہ آیت ۳۳

آیا ہے اور ایک عجیب حدیث بیان کرتا ہے میں سامنے گیا دیکھا کہ ایک ضعیف آدمی ہے ریشمی لباس معہ عظیم الجثہ ریشمی ٹوپی پہنے ہوئے بیٹھا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں دریا کے کنارے اپنے صومعہ چرچ میں بیٹھا تھا ایک دن دریا کی طرف متوجہ ہوا دیکھا کہ ناگہاں گدھ کی مانند ایک بڑا مرغا ایک پتھر کے اوپر آکے بیٹھ گیا۔ اور ایک چوتھائی آدمی کی قے کی اور چلا گیا کچھ دیر بعد پھر آیا ایک بدن آدمی کو اگلا یہاں تک چار مرتبہ میں اس آدمی کے تمام اعضاء کو اگل دیا وہ آدمی اٹھ کے کھڑا ہوگیا اور ایک مکمل انسان بن گیا میں ابھی اس امر پر تعجب کر رہا تھا وہ مرغ دوبارہ آیا اور ایک چوتھائی بدن کو نگل لیا۔ اور چلا گیا اسی طرح چار حملوں میں اسے کھا گیا اور واپس چلا گیا میں حیرت میں پڑ گیا یہ کیا ہے؟ اور یہ آدمی کون ہے مجھے اس بات پر افسوس بھی ہوا کہ کیوں نہیں اس سے معلومات حاصل کیں دوسرے دن پھر دیکھا وہ مرغ آیا ہے اور ایک پتھر پر اس آدمی کی قے کی اس دفعہ میں کیونکہ مکمل قے کی لہذا وہ تمام اعضاء بدنی کے ساتھ باہر آگیا اور اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور ایک مکمل آدمی بن گیا میں اپنے صومعہ (چرچ) سے دوڑا اور اس کو خدا کی قسم دی کہ تم کون ہو اس نے جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اس کے حق کی قسم بتاؤ کون ہو۔ وہ آدمی کہنے لگا میں ابن ملجم ہوں میں نے کہا تمہارا اس مرغ کے ساتھ کیا قصہ ہے کہنے لگا میں نے علی بن ابی طالب کو قتل کیا ہے بنابریں خداوند عالم نے اس مرغ کو میرے اوپر معین کر دیا ہے تاکہ روزانہ مجھے اسی طرح جیسا کہ تم نے دیکھا ہے سزا دے۔

پس میں صومعہ سے باہر آیا اور پوچھا کہ علی بن ابی طالب کون ہیں لوگوں نے بتایا کہ محمدؐ کے چچازاد بھائی اور ان کے وصی ہیں۔ چنانچہ میں نے اسلام قبول کر لیا اور پھر حج بیت الحرام و زیارت قبر حضرت رسول اسلامؐ سے مشرف ہوا۔[1]

عقل، معاد و خیر و شر کو درک کرتی ہے

عقل کی شان و آثار میں سے ایک چیز یہ ہے جو کہ خدا تعالیٰ نے بندے کو عطا کی ہے وہ اپنی معاد (آخرت) کو سمجھ سکتا ہے بقول کسی بزرگ بالفرض وحی بھی نہ ہوتی تو عقل انسانی معاد کو حاصل کر لیتی حیات دنیوی کا ایک مقصد و ہدف ہونا چاہئیے جس میں انسان اپنی سعادت کی تکمیل تک پہنچ سکے اور ادراک خیر و شر بتعبیر صحیح جیسا کہ روایات میں آیا ہے خیرالخیرین کا ادراک کر سکتا ہو۔ چونکہ شر واقعی نہیں ہے جو کچھ ہے خیر محض ہے۔ اس نیکی یا اس نیکی کو پہچان سکے اپنے افعال میں یا کسی دوسرے کے افعال میں خوب و بد کی تمیز کر سکے۔[2]

عقل علمی کا کم یا زیادہ ہونا

لہذا حکما کہتے ہیں عقل کے دو شعبے ہیں علمی و عملی عقل علمی وہی ادراکات ہیں ادراکات کلی جو کہ خداوند تعالیٰ اس کے اسماء صفات کمالیہ اور خورص

---

[1] معاد صفحہ ۹۳۔ [2] کتاب توحید صفحہ ۲۱۸

اشیاء سے متعلق ہیں۔ عقل عملی اچھے برے اعمال کی تمیز اور کاموں کے صحیح و غلط ہونے کے درک کرنے کو کہتے ہیں جس سے انسان جان لیتا ہے کونسا کام اچھا ہے تاکہ اسے انجام دے اور کون سا کام برا ہے تاکہ اسے ترک کر دے اپنی سعادت و شقاوت کو موحیات کو سمجھ لے کہ ایک فطری امر ہے جو خداوند عالم نے ہر انسان کی بنیاد میں رکھ دیا ہے۔ عقل تمام افراد کو عمومی سطح تک دی گئی ہے بعض کو زیادہ عطا کی گئی ہے مع الوصف اسے بروے کار لانے میں اور مزید ہوتی ہے پس ابتداء میں تو یہ قوت سب کو یکساں عطا کی گئی ہے اگر اسے استعمال کرتے رہیں تو یہ بڑھتی رہے گی اور اگر اسے ایک کنارے ڈال دیں یعنی اس کے حکم پر عمل نہ کریں تو کم ہوتی جائیگی یہ ایک ایسی خلقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر فرد بشر کے اندر قرار دی ہوئی ہے[۱] مبداء و معاد کو پہچاننے کے لئے فیض الہیٰ کے واسطوں یعنی پیغمبر اکرمؐ و امام علیہ السلام اور عقل عملی کو اختیار کرے۔

اپنی آخرت کے لئے کیا بنایا ہے

لادار للمرء بعد الموت یسکنہا

الا التی کان قبل الموت بانیہا

فان بناھا بخیر طاب مسکنہا

وان بناھا بشر خاب بانیہا

---

[۱] سورہ روم آیت ۳۰

مرنے کے بعد آدمی کا کوئی گھر نہیں مگر یہ کہ خود بنایا ہو اور کس حد تک اس گھر کے لئے سرو سامان مہیا کیا ہے اگر اچھی اور صالح بنیاد رکھی ہے تو خوشا بحال جو اپنی قبر کے لئے روح و خوشبو آمادہ کریگا خود ہی اس سے فائدہ اٹھائیگا۔ لیکن اگر ایک آدمی نے بھی آگ میں آگ بھیجی ہے تو اپنا لباس اپنا مکان اپنی خوراک سب آگ کر دیا[1]۔

بہشت برزخ اور قیامت کی بہشت

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے شرح کافی میں "جنتان" کی بڑی مناسب وجہ ذکر فرمائی ہے کہ ممکن ہے کہ ایک جنت برزخ میں ہو۔ جب مومن کی روح نکالی جاتی ہے تو وہ برزخی بہشت کے ناز و نعمت میں ہوتا ہے جو انواع و اقسام کی وسیع نعمتوں کا باغ ہے۔ بہشت برزخی کے بارے میں قرآن میں مختلف شواہد موجود ہیں[2-3]۔

برزخ کے بارے میں شبہ

عالم برزخ کے سلسلے میں زندیقوں نے ایک شبہ کا اظہار کیا ہے جو آج کل کم سننے میں آتا ہے لیکن اس کی اصل پہلے سے ہے منکر نکیر کے سوالات کے بارے میں کہتے ہیں ہم کوئی چیز میت کے منہ میں رکھتے ہیں کہ اس کے بعد قبر کو دوبارہ کھول کر دیکھتے ہیں تو وہ چیز میت کے منہ میں رکھی ہوئی ہوتی ہے اگر

---

[1] کتاب توحید صفحہ ۳۴۳ [2-3] سورہ یسین آیت ۲۶

مردے سے سوالات کئے گئے ہوتے تو اس کے منہ کو حرکت ہوتی اور وہ چیز منہ میں نہ رہ پاتی جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ چیز میّت کے منہ میں باقی رہتی ہے۔ زنادقہ یہ بھی کہتے ہیں ہم قبر میں مردے کے اٹھنے کے کوئی آثار نہیں دیکھتے یا وہ یہ کہتے ہیں کہ انسان مرنے کے بعد مٹی میں مل کر بوسیدہ ہو جاتا ہے اور اس کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے۔ پس عالم برزخ اور اس کی باتیں قیامت تک کونسی ہیں؟ دوسری طرف مسلّمہ روایات ہیں کہ مومن سے قبر میں کہتے ہیں دیکھو ستر ہاتھ طولانی بعض روایات میں ستّر سال کی طولانی راہ کے برابر اس کی قبر وسیع ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم میں عالم برزخ کے سلسلے میں صریح آیات آئی ہیں کہ ان شبہات کے القاء کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟ اس کا جواب یہ کہ اگر انسان احادیث و روایات کی اصطلاحات سے آشنا ہے تو یہ مسئلہ اس کے لئے حل ہو جائے گا۔

امام جعفر صادقؑ ایک مرتبہ جب عذاب عالم آخرت بیان فرما رہے تھے تو راوی نے عرض کیا برزخ کون سی ہے؟ امام نے فرمایا موت سے لیکر روز قیامت تک ہے اور قبر کی گہرائی عالم برزخ و روح کی منازل میں سے ایک منزل ہے۔ بدن کے بوسیدہ ہو جانے سے عالم برزخ ختم نہیں ہو جاتا مرحوم علامہ مجلسیؒ فرماتے تھے احادیث کی ایک قسم ہے جس میں قبر کا نام لیا گیا ہے وہاں قبر سے مراد عالم برزخ ہے نہ کہ قبر جسمانی۔ اور یہ کہ جو روایت میں آیا ہے کہ خداوند عالم قبر مومن کو وسعت دیتا ہے اس سے برزخ کا عالم روحانی مراد ہے۔ قبر کی تاریکی و روشنی جسمانی نہیں ہے اور اے کاش یہ جسمانی ہوتی اکی لطلحہ

قبری یعنی گریہ کرتا ہوں اپنے عمل کی تاریکی پر۔

ایک شخص نے معصومؑ سے سولی پر لٹکائے جانے والے اور پھانسی پانے والے افراد جو کہ سالوں سولی پر لٹکے رہتے ہیں ان کے فشار قبر کے بارے میں سوال کیا تو معصومؑ نے ارشاد فرمایا زمین کا مالک ہوا کا بھی مالک ہے۔ خداوند عالم ہوا کو حکم دیتا ہے کہ اس شخص کو قبر سے زیادہ سخت فشار دے۔ یعنی اگر مستحق فشار ہے تو۔ قال ابو عبداللہؑ ان رب الارض ھو رب الھوا. فیوحی اللہ الی الھو فیفضطہ اشد من فضط القبر (بحار ج ۹ ص ۱۳۶) ایک محقق کہتے ہیں اگر کوئی خدا اور رسولؐ اور وحی پر ایمان رکھتا ہے تو یہ بات قبول کرنا اس کے لئے آسان ہے۔

خواب، برزخ کا ایک چھوٹا نمونہ

دنیا میں عالم برزخ کا نمونہ خواب دیکھنا ہے انسان خواب میں عجیب و غریب چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے کبھی دیکھتا ہے کہ خرمن آتش میں جل رہا ہے اور فریاد کر رہا ہے مجھے نجات دلاؤ خواب سے اٹھنے کے بعد اپنے اطرافیوں سے کہتا ہے میری آواز سنی؛ لوگ کہتے ہیں نہیں! جبکہ وہ محسوس کرتا ہے کہ چیخنے کی شدت سے اس کا گلا پھٹ گیا ہے۔ یا یہ کہ دیکھتا ہے زنجیروں میں قید ہے اور اس کی سختی سے بے ہوش ہوا چاہتا ہے ہرچند چیختا چلاتا ہے لیکن کوئی اس کی فریاد کو نہیں پہنچتا اب خدا بہتر جانتا ہے کہ مردے کیا چیختے چلاتے نہیں اور ہم سن نہیں پاتے۔ ہاں وہ ایک دوسری جگہ ہے جہاں کبھی امور باطنی بظاہر

سرایت کرتے ہیں۔

اصول کافی میں امام بحق ناطق حضرت جعفر بن محمد صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ خواب و رؤیا ابتدائے خلقت میں نہ تھا لیکن کسی زمانے میں انبیائے سابق میں سے ایک نبی قیامت کے بارے میں وعظ کرتے تھے لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ مردہ کیسے زندہ ہوتا ہے۔ جس روز لوگوں نے یہ سوال کیا اسی رات انہوں نے خواب دیکھا اور دوسرے دن ایک دوسرے سے اپنا خواب بیان کیا اور اپنے نبی سے بھی خواب نقل کیا اس نبی نے فرمایا کہ تم پر خدا کی حجت تمام ہوگئی کیونکہ جو کچھ تم نے خواب میں دیکھا ہے وہ نمونہ ہے اس چیز کا جو مرنے کے بعد دیکھو گے۔ بسا اوقات امور باطنی بھی ظاہری اثر دکھاتے ہیں۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ قبرستان کی زیارت کو جاؤ فاتحہ خوانی کرو اگرچہ مردہ کی روح اس خاک کے ڈھیر کے نیچے نہیں ہے بلکہ خدا جانتا ہے اس کی روح کہاں ہے لیکن چونکہ اس کا بدن خاک کے اسی ڈھیر میں مدفون ہوتا ہے لہذا روح کا اس مقام سے تعلق رہتا ہے۔ روایات میں ذکر آیا ہے کہ مومن کی روح وادی السلام میں حضرت علیؑ کے جوار میں اور کافر کی روح وادی برھوت میں ہوتی ہے بدن انسانی مرنے کے بعد بدن برزخی ہے۔ دنیاوی بدن کی مانند کثیف و مایہ نہیں ہے بلکہ اتنا لطیف ہے کہ بعض روحیں تمام کائنات کا احاطہ کر سکتی ہیں۔ مرحوم شیخ محمود عراقیؒ اپنی کتاب دار السلام کے آخر میں نقل کرتے ہیں کہ سید جلیل عارف نبیل سید محمد علی عراقی (جنکا شمار حضرت حجتؑ کی زیارت کرنے والوں میں ہوتا ہے) نے فرمایا کہ ایام طفولیت میں جبکہ اپنے اصلی وطن

(عراق کا ایک گاؤں کرم رود) میں تھا ایک شخص جس کا نام و نسب جانتا ہوں
وہ وفات پاگیا اسے ہمارے گھر کے برابر ایک مقبرہ میں دفن کیا۔ چالیس دن
تک مغرب کے وقت اس کی قبر سے آگ نکلتی رہی اور صاحب قبر کا جانسوز نالہ و
فریاد میں سنتا تھا ابتدائی رات میں اس کی آہ و فغاں اس قدر شدید تھی کہ میں
خوف زدہ ہو کر غش کھا گیا کوئی میری طرف متوجہ ہوا تو مجھے اٹھا کر اپنے گھر لے
گیا کچھ وقفہ بعد ہوش میں آگیا اور میت کی جو حالت دیکھی تھی اس سے سخت
تعجب میں تھا کیونکہ اس کے حالات زندگی سے یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ وہ ایسا
ہوگا۔ البتہ وہ شخص کافی مدت حکومت کے شعبہ مالیات میں تھا اور ایک شخص
مومن کو سید سے مالیات (ٹیکس) وصول کرتا تھا جبکہ وہ سید اس ٹیکس کو ادا
کرنے کے قابل نہ تھا چنانچہ اس شخص نے اسے قید کر دیا اور کافی دیر اسے گھر کی
چھت میں لٹکائے رکھا۔ مؤلف کتاب مرحوم عراقی کہتے ہیں میں نے خود اس
شخص کو دیکھا تھا لیکن رسوائی کے خوف سے اس کا نام و نسب ذکر نہیں کیا۔ بعد
میں کہتے ہیں کہ سید مذکور نے نقل کیا کہ میں امام زادہ حسینؑ کی زیارت کے لئے
تہران گیا۔ ہم میں سے ایک ساتھی صحن حرم میں ایک قبر پر دعا و زیارت
پڑھنے میں مشغول تھا اتنے میں مغرب ہو گئی ناگاہ قبر کے نیچے سے حرارت اٹھی
گویا اس کے اندر لوہے کی بھٹی روشن کی ہوئی ہے اور اس قبر کے اطراف میں
زندگی گزارنا ممکن نہ تھا وہاں حاضر لوگوں نے بھی اس کیفیت کا مشاہدہ کیا جب
لوح قبر کو پڑھا تو ایک عورت کا نام اس پر لکھا ہوا تھا۔ خلاصہ مطلب کبھی ایسا
ہوتا ہے کہ عالم برزخ میں شدت عذاب روح اسی بدن پر بھی اثر کرتا ہے مانند

قبر یزید بن معاویہ علیہما الھاویہ جس وقت بنی عباس بنی امیہ کی قبروں کو کھود رہے تھے تاکہ ان کی لاشوں کو جلاڈالیں تو یزید کی قبر میں راکھ کے ایک نشان کے علاوہ جو اس لعین کے جلے ہوئے جنازے کا تھا اور کچھ نہ پایا اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں۔ چنانچہ جس وقت عالم برزخ میں روح انتہائی خوشحالی و قوت حیات میں ہے تو اس کا جسم بھی مرتبہ حیات سے بہرہ مند ہے۔

چند مثالیں

سفینۃ البحار ج ۲ ص ۵۶۸ پر ہے کہ جب معاویہ کے حکم سے کوہ احد میں راستہ بنانے کے لئے کھدائی کر رہے تھے تو ایک تیشہ حضرت حمزہ کی انگلی پر لگا اور اس سے خون نکلنے لگا۔ اسی طرح عمرو بن جموحؓ اور عبداللہ بن عمروؓ جو کہ دونوں شہدائے احد میں سے تھے اور ان کی قبریں کھدائی کے راستے میں تھیں انہیں قبر سے باہر نکالا گیا تو بالکل تر و تازہ لاشیں تھیں ایک دوسری قبر کھودی گئی اور دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ ان دونوں بزرگوں کی شہادت و تدفین سے لیکر معاویہ کے زمانے تک چالیس سال گزر چکے تھے۔

روضات الجنات میں ہے کہ جب عراقی حکام نے دیکھا کہ عوام الناس امام موسیٰ کاظمؑ کی قبر مبارک کی جوق در جوق زیارت کرنے آتے ہیں تو انہوں نے طے کیا کہ قبر اطہر کو مسمار کر دیں چنانچہ کہنے لگے ہم قبر کو کھولیں گے اگر جسد تازہ ہوگا تو پھر زیارت کی اجازت دے دیں گے بصورت دیگر اجازت نہیں دیں گے ان میں سے ایک نے کہا شیعہ تو اپنے علماء کے متعلق بھی عقیدہ رکھتے ہیں

اور یہاں نزدیک ہی میں ایک بزرگ شیعہ عالم محمد بن یعقوب کلینیؒ کی قبر ہے لہذا شیعوں کے عقیدے کی سچائی دیکھنے کے لئے بہتر ہے ان کی قبر کو کھولیں پس علامہ کلینیؒ کی قبر کو کھولا تو جسد مبارک کو تازہ پایا ان کے پاس ہی ایک بچے کی لاش تھی گویا ان کے بیٹے کی تھی حاکم بغداد نے حکم دیا کہ علامہ کلینیؒ کی قبر کو تعمیر کر دیا جائے ۔ اور اس کے اوپر ایک عظیم گنبد بنایا جائے بعد میں یہ قبر ایک مشہور زیارت گاہ بن گئی ۔

مذکورہ کتاب ہی میں شیخ صدوق محمد بن بابویہؒ جن کی قبر شہر رے میں حضرت شاہزادہ عبدالعظیمؑ کے نزدیک ہی واقع ہے کے کرامات کے سلسلے میں جو خود میرے زمانے میں رونما ہوئی اور بہت سے لوگوں نے آپ کے بقاء جسد کا مشاہدہ کیا لکھا ہے سیلاب آنے کی وجہ سے قبر میں ایک شگاف پیدا ہو گیا تھا لہذا اس شگاف کو پر کرنا چاہا تو وہ سرداب جس میں مرحوم کی میت رکھی ہوئی تھی دیکھا تو آپ کی میت بالکل تر و تازہ تھی یہ خبر پورے تہران میں گشت کر گئی اور بادشاہ وقت فتح علی شاہ قاچار نے بھی اسے سنا ۔ بادشاہ نے کہا میں چاہتا ہوں اس کرامات کو نزدیک سے دیکھوں پس وہ کچھ اہل دربار، علماء، وزراء، اور ارکان حکومت کے ہمراہ سرداب میں داخل ہوا تو جسد مبارک کو جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس قبر پر عظیم الشان مقبرہ تعمیر کیا جائے آج تک وہ قبر زیارت گاہ بنی ہوئی ہے حضرت ابن بابویہؒ کی وفات ۳۸۱ میں ہوئی تھی جسد ۱۲۳۸ میں کشف ہوا ۔ بنا بریں وفات سے لیکر کشف جسد تک ۸۵۰ سال کا فاصلہ تھا ۔

مختصر یہ کہ عالم برزخ پر اعتقاد کا سبب اور روح انسانی کی موت سے لیکر قیامت تک کی خبریں یہ سب وحی الہٰی ہے جو قرآن اور روایات متواترہ تیں بہ طفیل حضرت رسول خدا ہم تک پہنچی ہیں چنانچہ ذکر ہو چکا ہے اسی طرح ملائکہ قیامت، صراط، میزان، جنت، اور دوزخ ان سب پر ایمان بالغیب ہے اور اس کا سبب بھی وحی الہٰی ہے۔

ہر قسم کی لاعلمی وثواب وعقاب برزخی کے بارے میں منکرین کے شبہ کو دور کرنے کے لئے کہ کیسے ہو سکتا ہے روحیں ثواب وعتاب سے دوچار ہوں اور ہم ان سے بے خبر رہیں ہمیں اچھے برے خواب ہیں۔ خواب میں شور غل اور جوش وخروش ہوتا ہے لیکن خواب دیکھنے والے کے ارد گرد کے افراد اسے نہیں سن پاتے۔ بسا اوقات عالم خواب میں مردے کو دیکھتے ہیں کہ اچھی حالت میں ہے اور خوشحال ہے اور کبھی بری حالت میں اور سختی میں دیکھتے ہیں لیکن اس خواب کو امر واقع قرار نہیں دے سکتے کیونکہ بہت سے خواب پریشان حالی اور وہم ووسواس کی ایجاد ہوتے ہیں اور بہت سے پیچیدہ و محتاج تعبیر ہوتے ہیں۔ سچے خوابوں کے کچھ حصے مردے کی اس وقت کی کیفیت سے مربوط ہوتے ہیں مثلاً اگر کوئی کسی مردے کو خوشحال دیکھے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ ہمیشہ ایسی ہی حالت میں رہے گا۔ چونکہ احتمال ہے مردہ اس وقت اپنے اعمال صالح و اطاعت الہٰی کی جزا پا رہا ہو اور دوسرے لمحہ اپنے اعمال بد کی سزا سے دوچار ہو۔ اسی طرح بالعکس ہو سکتا ہے یعنی میت کو عالم سکرات و بیماری میں دیکھیں تو یہ اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتی کہ ہمیشہ ایسا ہی ہو

چونکہ ممکن ہے اس وقت کی حالت اس کی گناہگاری کی ہو اور بعد میں وہ اپنی نیکیوں سے بہرہ مند ہو

"فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ"[1]

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی مردے کو بری حالت میں دیکھیں تو مایوس نہ ہوں بلکہ احتمال کردیں کہ بعد میں خوشحالی حاصل کریگا۔ دعاء و صدقہ اور اعمال صالح کے ذریعے سے اس کو نجات دلائیں۔ اور اگر میت کو خوشی کے عالم میں دیکھیں تو یہ یقین نہ کریں کہ ہمیشہ ایسی ہی رہے گی اور اب اسے زندوں کی دادرسی کی ضرورت نہیں ہے طوالت کلام کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ ہم جان لیں مرنے کے بعد برزخ میں ہماری کیفیت دوسروں پر کم ظاہر ہوگی یہ معلوم ہونے کی صورت میں کہ کہاں سے ہماری دلجوئی ہوگی بہتر یہ ہے جب تک زندہ ہیں خود اپنی فکر کریں یعنی اپنے ماضی کی تحقیق کریں اور جو کچھ ممکن ہو اعمال صالح انجام دیں خصوصیت سے انفاق ھای واجبہ و مستحبہ اور سفر آخرت کا تدارک کریں

"اللھم ارزقنی التجافی عن دار الغرور والاستعداد للموت قبل حلول الفوت"

موت رشتوں کو ختم کردیتی ہے

ایک اور اہم بات جس کا جاننا ضروری ہے وہ یہ کہ عالم برزخ کی سختیوں

---

[1] سورہ زلزال آیت ۷، ۸

میں سے ایک ان چیزوں کی یاد میں جلنا ہے جن سے دنیا میں تعلق و رشتہ تھا یعنی اگر کوئی آدمی کسی سے تعلق و دوستی پیدا کرلیتا ہے اور پھر وہ جب اس سے جدا ہوتا ہے تو زحمت میں پڑجاتا ہے۔ مثلاً اگر کسی کی خوبصورت صاحب جمال بیوی ہو اور وہ مرجائے تو کس قدر غمگین ہوگا کبھی کبھار اس قسم کے حادثات بعض لوگوں کی دیوانگی کا موجب بن جاتے ہیں۔ ہمارے ایک عزیز کا ۲۰ سالہ بیٹا چیچک میں مبتلا ہوگیا اور قریب المرگ ہوگیا باپ نے بیٹے کی جو حالت دیکھی تو وضو کیا اور باہتمام توجہ بارگاہ الہیٰ میں دعاء کرنے لگا اے خدا اگر تو میرے بیٹے کو اٹھانا چاہتا ہے تو پہلے مجھے اٹھالے چنانچہ اس کی دعاء مستجاب ہوئی باپ مرگیا اور بیٹا زندہ رہ گیا۔

لیکن موت کے معنی، موت کیا ہے؟ موت یعنی کسی کی جدائی دیکھیں بیوی، اولاد، اور دولت کی جدائی میں جلتے ہیں یہ خود عذاب برزخ کی قسموں میں سے ایک قسم ہے جس کا نمونہ اس دنیا میں بھی موجود ہے مختصر یہ کہ انسان دنیا میں خود کو افیون، سگریٹ نوشی، اخبار بینی وغیرہ میں مشغول کرلیتا ہے لیکن برزخ میں اس قسم کی مصروفیات نہ ہوں گی مطلب یہ کہ انسان موت سے قبل اس قسم کی تمام چیزوں سے اپنے تعلقات کو منقطع کرلے تاکہ برزخ میں ان کی جدائی میں نہ تڑپے۔

قیس بن عاصم بنی تمیم کے کچھ افراد کے ساتھ رسول خداؐ کی خدمت میں شرفیاب ہونے کے لئے مدینہ گئے جب آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے تو آپؐ سے موعظہ کی کرنے کی خواہش کی (ضمناً معلوم ہونا چاہیئے کہ قیس بزرگ علماء میں

سے تھے اور اسلام لانے سے قبل ان کا شمار حکماء میں ہوتا تھا) آنحضرت نے فرمایا ہر عزت کے لئے ذلت ہے اور زندگی کے بعد موت ہے اور ہر کام کا ایک صلہ ہے۔ اس گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ یہ خیال نہ کریں کہ جو کام چاہیں کرلیں، ہر کام کا حساب ہوگا۔

عالم برزخ میں صرف عمل آپ کے ساتھ ہوگا

عالم برزخ میں انسان کے جو چیز کام آئے گی وہ اس کا عمل صالح ہوگا جو انسان کے قریب ہے اور اس کا خیال بھی رکھتا ہے۔ اگر عمل بد ہوگا تو اس کی فریادرسی نہ ہوگی اور اس کی خلاصی بھی نہ ہوگی۔

حضرت امیرالمومنینؑ ارشاد فرماتے ہیں جو کوئی مرنا چاہتا ہے وہ اپنے مال کی طرف نظر کرتا ہے اور کہتا ہے میں نے تجھے جمع کرنے میں بڑی زحمتیں اور بہت رنج اٹھائے ہیں اس کا مال جواب دیتا ہے کہ ایک کفن سے زیادہ مجھے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ پھر وہ اپنے بیٹوں کی طرف رخ کرتا ہے تو وہ بھی جواب دیتے ہیں کہ قبر کے سرہانے تک ہم ساتھ ساتھ ہیں اس کے بعد وہ اپنے عمل کی طرف نگاہ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں ہمشہ تمہارے ساتھ ہوں۔

واصبر لحکم ربک فانک باعیننا

یعنی اے پیغمبر اپنے پروردگار کے حکم کے لئے صبر کیجئے تحقیق آپ ہماری نظروں میں ہیں۔ یہاں حکم سے مراد مشرکین کو مہلت دینا اور پیغمبر اکرمؐ کا

انہیں دعوت اسلام دینا ہے نیز ان کی اذیتوں پر تحمل کرنا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ مشرکین کی آزار و اذیت پر صبر کریں بلکہ فرمایا کہ اپنے پروردگار کے حکم پر صبر کریں کیونکہ دونوں کا نتیجہ ایک ہی ہے اور اس لئے بھی کہ صبر آنحضرتؐ پر آسان ہو جائے چونکہ حضرت محمدؐ عبد مطلق اور محب صادق ہیں جب ان کا معبود انہیں حکم دے گا کہ ہمارے حکم کے لئے صبر کرو چونکہ میں نے ایسا حکم دیا ہے کہ فی الحال مشرکین کو مہلت دوں۔ اور انہیں نہ پکڑوں اور تم بھی دعوت اسلام دینے سے پیچھے نہ ہٹو اذیت و تکالیف برداشت کرو تو آنحضرتؐ پر صبر آسان ہو جائیگا۔ خصوصاً جملہ "باعیننا" سے۔

خلاصہ یہ کہ پیغمبر اکرمؐ تیرہ سال مکہ میں رہیں اور خدا کے لئے دکھ اٹھائیں تکالیف برداشت کریں تاوقتیکہ جب بدر میں ان سے انتقام لے لیا جائے کیونکہ اگر یہ طے ہو جائے کہ خدا انہیں مہلت نہ دے مکذبین تکالیف پہنچائیں اور ہلاک ہو جائیں تو دعوت خدا بے نتیجہ رہ جائے گی۔ بلکہ مدتوں مہلت دینا چاہیئے تاکہ کچھ تو ایمان لے آئیں اور وہ لوگ جو کفر پر مصر ہیں ان پر حجت تمام ہو جائے۔ تمام پیغمبروں کے سلسلے میں سنّت الٰہیہ یہی رہی ہے۔ بلکہ گناہگاروں کے لئے بھی یہی رہا ہے کہ انہیں مہلت دیتا ہے۔

روایت میں ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے فرعون پر نفرین کی تو پورے چالیس سال ہو جانے کے بعد فرعون ہلاک ہوا۔ خداوند عالم مہلت دیتا ہے لیکن بہت کم ایسے ہیں جو اس مہلت سے اپنی اصلاح کے لئے استفادہ کرتے ہیں[1]۔

[1] کتاب قیامت و قرآن صفحہ ۱۲۲ تا ۱۳۱

آپ کی روح عالم برزخ میں رزق مانگتی ہے

آؤ اس جمال حقیقی کا تدارک کرو وہ جمال جس کی اصل آل محمدؐ میں ہے۔ سورج و چاند زمین حشر میں نہ ہوں روشنی نہ ہو مگر جمال محمدؐ ہو اور جو کوئی محمدیؐ ہو جائے اس کے پاس جمال روح ہوگا جمال بدن نہیں۔ اس قدر اپنے آپ پر ظلم نہ کرو اور اپنی روح سے غافل نہ ہو اس قدر وسائل سب کے سب آسائش بدن کے لئے ہیں۔ کوئی کام اپنی قبر کے لئے بھی کرو بدن نہیں بلکہ تمہاری روح عالم برزخ میں رزق مانگتی ہے لباس مانگتی ہے۔ افسوس اگر تمہارا لباس آگ کا ہو اگر دیکھ لو کہ کس ظالمانہ انداز سے آگ گھیرتی ہے تو ہوش و حواس کھو دو۔ آگ احاطہ کر لیتی ہے۔[1]

بہشت برزخ میں آجاؤ، اے دین کے حامی

آئیہ مبارکہ "قیل ادخل الجنۃ"

کے بارے میں مفسرین نے فرمایا ہے جیسے ہی کوئی پیغمبر قتل ہوتے بلافاصلہ ان کی روح پاک کو ندا ہوتی کہ جنت میں داخل ہو جاؤ امر رحمت الہیٰ آگیا ہے باغ الہیٰ میں وارد ہو جاؤ البتہ یہاں پر مراد جنت برزخی ہے نہ کہ جنت آخرت و قیامت۔ جنت برزخی انسان کے مرنے سے لیکر قیامت تک ہے۔ یعنی جب

---

[1] سورہ ابراہیم آیت ۵۰

[2] کتاب نفس مطمئنہ صفحہ ۷۴

سے بدن و روح میں فاصلہ پیدا ہوتا ہے۔ برزخ ہے[1] ۔ موت کے وقت سے قیامت تک برزخ ایک ایسا واسطہ ہے جس میں نہ دنیا کی مانند اس کی غلاظتیں ہیں نہ آخرت کی طرح اس کی لطافتیں بلکہ حد وسط ہے۔ برزخ اس وقت بھی ہے اور اس دنیا میں ہے لیکن غیب میں یہ دنیا ایک مادہ ہے اور پوشیدہ محسوسات ہیں ہمارا جسم مادی اسے نہیں دیکھ سکتا۔ اس وقت آپ ملاحظہ کریں ہوا موجود ہے جسم مرکب بھی ہے لیکن آنکھ اسے نہیں دیکھ پاتی کیونکہ لطیف ہے یہ ہماری و آپ کی آنکھوں کا نقص ہے جو سوائے مادہ و مادیات کے کچھ نہیں دیکھ پاتیں اس بدن کے ختم ہونے کے بعد جسم برزخی قابل رویت ہے کیونکہ وہ مادی نہیں ہے۔ خداوند عالم نے قرآن مجید میں جو کچھ بہشت آخرت کے بارے میں وعدہ فرمایا ہے وہی کچھ بہشت برزخ کے بارے میں بھی ہے جونہی روح بدن سے فاصلہ پیدا کرتی ہے بشارت دی جاتی ہے بہشت میں آجاؤ۔ شہید کے تمام گناہ پاک ہوجاتے ہیں۔ شہادت سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں ہے[2]۔

مومن کے لئے وقت موت سے لیکر قیامت تک جنت برزخی ہے۔

مومن آل یاسین کو قتل کیا۔ انبیاء کے یاور و ناصر کو قتل کیا۔ ان سے کہا گیا بہشت میں آجاؤ جب وہ بہشت میں داخل ہوئے تو کہنے لگے اے کاش میری قوم جانتی کہ میرے پروردگار نے مجھے بخش دیا ہے اور بزرگوں میں سے قرار دیا ہے۔

---

[1] سورہ مومنون آیت ۱۰۰

[2] فوق کل بر برحتی ینتھی الی القتل فی سبیل اللہ (سفینۃ البحار جلد ۲ صفحہ ۶۸۷)

سچ ہے کہ انبیاء و داعیان الٰہی خیر خواہ ہوتے ہیں سوائے دلسوزی کے ان کی کوئی غرض نہیں ہوتی وہ چاہتے ہیں یہ قوم نجات پاجائے سعادت حاصل کرلے۔ باوجودیہ کہ انہیں مارا، قتل کیا پھر بھی نفرین نہیں کی بلکہ دلسوزی کرتے ہیں اے کاش یہ نادان لوگ جو میری نصیحت کو قبول نہیں کرتے کچھ سمجھ جاتے۔ ہم نے کہا تھا کہ مقصود جنت برزخی ہے جو موت سے لیکر قیامت تک ہے اگر مومن ہے گناہگار بھی ہے اور بغیر توبہ مرجائے تو اس کی عمر کی گھڑیوں کے مطابق عذاب و ثواب برزخی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا فیصلہ ہوجائے کبھی اسی برزخ میں گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔ جب وارد محشر ہوتا ہے تو اس کے ذمہ کوئی حساب و کتاب نہیں ہوتا۔ بعض مفسرین نے کہا ہے آیۂ (قیل ادخل الجنۃ) میں پہلے اس مومن کے قتل کی اطلاع دینی چاہیئے اور پھر اس وقت کہتے "ان سے کہا گیا بہشت میں آجاؤ ــــــــ" یہاں قتل کا تذکرہ کیوں نہیں ہوا؟ اس کی وجہ یہ کہ موت کا ذکر پہلے ہوچکا تھا۔ اسی آیت "وما انزلنا علی قومہ من بعدہ" میں کلمہ من بعدہ سے معلوم ہوتا ہے یہ موت کے بعد تھا اور اب لازمی نہیں کہ کہا جائے قتل ہوئے۔

یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون الم یروکم اھلکنا قبلھم من القرون انھم الیھم لا یرجعون۔

برزخ میں انسانی کیفیت حقائق کو کشف کرتی ہے

کلام آیۂ "یاحسرۃ علی العباد" میں ہے واقعاً کیفیت انسانی برزخ و قیامت

میں حقائق کو کشف کرتی ہے جو کچھ مخفی ہوتا ہے وہ آشکار ہوجاتا ہے ۔ جو لوگ انبیاء اور ان کے تابعین کا استہزا کرتے ہیں ۔ جو لوگ دعا الی اللہ یعنی مخلوق کو آخرت کی طرف بلانے والوں کا تمسخر کرتے ہیں حقیقت کے منکشف ہونے پر انہیں کتنا افسوس اور کیسی اذیت اٹھانی پڑتی ہے ۔ قرآن مجید میں قیامت کو یوم سے تعبیر کیا گیا ہے ۔ یوم الازفہ یوم القیامہ یوم الواقعہ قیامت میں دنیا کی مانند سورج نہ ہوگا زمین محشر پر شمس و قمر نہ ہونگے۔[1]

برزخ میں نور نہیں چمکے گا مگر جمال محمدؐ

پس بنا بریں تعبیر یوم کس لئے ہے دن یعنی روشنی رات کے مقابلے میں ہے جو تاریک ہے دنیا میں تاریکی ہے اس کی حقیقت مستور اور باطن مخفی ہے ۔ حقائق آشکار نہیں ہیں ۔ موت کے پہلے دن سے حقیقی طلوع فجر ہے حقائق کو کشف کرنے کے لئے ۔ مثلاً اس دنیا میں جتنا چاہیں معرفت امیرالمومنینؑ حاصل نہیں کر سکتے چونکہ آپ پوشیدہ ہیں موت کے آغاز میں جب آپ کی برزخی آنکھ کھلتی ہے تو جہاں تک آپ چاہیں حضرت علیؑ کی علویت و عظمت کا ادراک کریں دست توانائی خدا، نعمت خدا نیک لوگوں پر اور عذاب خدا برے لوگوں پر[2] پس آغاز سے ولادت سے وقت موت تک رات ہے اور موت کے بعد سے دن اور کشف حقیقت ہے ۔

---

[1] سورہ تکویر آیت ۱

[2] السلام علی نعمۃ اللہ علی الابرار و نقمتہ الفجار (زیارت ششم حضرت امیرؑ)

چھوڑیئے کشف حقیقت ہونے دیجیئے جو لوگ انبیائے کرام کا مذاق اڑایا کرتے تھے آج ان کے سر پر کیا آفت آئی ہے۔ جب علماء و با عمل اور اولیاء خدا کو دیکھتے تھے تو کس طرح حقارت آمیز نگاہوں سے انہیں دیکھتے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے آج وہ کس عذاب سے دوچار ہیں۔

مرقد و برزخ کے بارے میں ایک نکتہ

مرقد اسم مکان ہے بہ معنی محل قود یعنی سونے کی جگہ، خوابگاہ۔ روز قیامت مردے جب قبروں سے سر اٹھائینگے تو کہیں گے کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اٹھایا ہے۔[۱] جب کہ وہ برزخ میں معذب تھے جو بھی دنیا سے گیا برزخ میں تھا ثواب و عقاب سے دوچار ہوا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت میں اصلی جنت و جہنم میں پہنچ جائے۔ انسان جو گناہ کرتا ہے اس کا وبال اسے پکڑ لیتا ہے بسا اوقات انسان اسی برزخ میں پاک ہو جاتا ہے اور اسی صفت کے ساتھ مرقد کہتے ہیں جو برزخ میں تھا۔

واقع ہونے کے اعتبار سے عوالم کی قوت و ضعف نیند و بیداری کی مانند ہے عالم برزخ کی بہ نسبت خاک پر زندگی یہاں عالم خواب ہے وہاں بیداری ہے چونکہ دنیا کے مقابلے میں برزخ کی قوت اثر زیادہ ہے تمام لوگ خواب میں ہیں جب مرینگے تو بیدار ہونگے[۲] یہ روایت امیرالمومنین سے منقول ہے۔ جن

۱۔ سورہ مومنون آیت ۱۰۰

۲۔ الناس نیام اذا ماتوا انتبھوا

لوگوں نے مردوں کے سچے خواب دیکھے ہیں وہ اس کی تصدیق کریں گے کتاب داستانہای شگفت میں اس سلسلے میں کئی مثالیں ذکر کی گئی ہیں اسی طرح کتاب دارالسلام میں حاجی نوری نے بھی کچھ شواہد بیان کئے ہیں۔

برزخ کی نسبت قیامت خواب سے بیداری ہے

چنانچہ قیامت بھی برزخ کی نسبت نیند سے بیداری ہے۔ اس کی اصل قوت تاثیر قیامت میں ہے۔ برزخ کیا ثواب کیا اس کا عقاب دونوں ایک حد وسط ہے۔ دنیا کی نسبت ہر چیز بیداری ہے لیکن نسبت بہ حیات بعد الموت نیند ہے لہذا جب قبر سے سر اٹھائیں گے تو کہیں گے کس نے ہمیں جگادیا؟ جب ان کی نگاہ جہنم کی ایک چنگاری پر پڑیگی تو شعلہ آتش لگے گا۔ ایک طرف مخلوق کو حساب وکتاب کے لئے جمع کرنے والے تند و سخت مامورین ہونگے اور ایک طرف سیاہ چہرے دکھائی دیں گے[1]۔ کچھ ایسی عجیب و غریب چیزیں دیکھیں گے جو کہ برزخ میں بھی نہ ہونگی۔ ایسا لرزہ ہوگا کہ سب گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوں گے[2] سب رب نفسی کہنے والے ہونگے سوائے حضرت محمدؐ جو رب امتی کہتے ہوں گے یعنی پروردگار! میری امت کی فریاد کو پہنچ سب کے ہوش اڑے ہونگے۔ وحشت سے حاملہ عورتیں حمل گرادیں گی اپنے بچوں کو دودھ پلانے والی عورتیں بچوں سے غافل ہوجائیں گی لوگوں کو دیکھیں گے کہ حالت نشے میں ہیں

---

[1] سورہ عبس آیت ۴۰

[2] سورہ جاثیہ آیت ۲۸

لیکن لشے میں نہیں ہونگے البتہ عذاب خدا سخت ہے[1] - قیامت سے متعلق سنتے ہیں انسان ہر چند کہ عذاب برزخ میں مبتلا ہو لیکن عذاب برزخ کہاں بچھو کے ڈنک کے مقابلے میں مچھر کا ڈنک کوئی حقیقت نہیں رکھتا - ہاں یہ وہی وعدہ نبوی ہے جسے انہوں نے دیکھا اور سچ کہا -

مہمانوں کا قاتل مکان

جناب آقائی سبط نقل فرماتے ہیں کہ مرحوم آقا سید ابراہیم شوستری جو اہواز کے ایک امام جماعت تھے انتہائی محتاط و مقدس انسان تھے شادی کے بعد وہ نہایت تنگدستی و پریشان حالی کا شکار ہو گئے حتیٰ کہ اپنے اور اپنے اہل خانہ کے روز مرہ اخراجات اٹھانے کے قابل بھی نہ رہے ناچار خاموشی سے نجف اشرف چلے گئے اور شوستر کے ایک طالبعلم کے پاس ایک مدرسے میں رہنے لگے - چند ماہ گذرے تھے کہ شوستر سے ایک قافلہ آیا - قافلے والوں نے سید ابراہیم شوستری کو خبر دی کہ آپ کے گھر والوں کو آپ کے نجف آنے کے بارے میں پتہ چل گیا ہے اور اس وقت آپ کی بیوی، والد، والدہ اور بہنیں آئی ہوئی ہیں وہ بہت پریشان ہو گئے کہ اس وقت نہ تو رہنے کی جگہ ہے اور نہ ہی مالی استطاعت ہے کیا کریں؟ بہرکیف ادھر ادھر خالی مکان تلاش کرنے لگے - کسی نے انہیں ایک دکاندار کا پتہ بتایا جس کے پاس ایک خالی مکان کی چابی

---

[1] سورہ حج آیت ۲

تھی سید ابراہیم اس دکاندار کے پاس گئے اور مکان کے بارے میں سوال کیا۔ دکاندار نے کہا ہاں مکان تو خالی ہے لیکن بہت بدقدم مکان ہے جو کوئی بھی اس مکان میں رہا ہے وہ پریشانیوں میں مبتلا ہوا ہے اور جلد اس دنیا سے چلا گیا ہے۔ سید نے کہا کیا فرق پڑتا ہے (اگر میں بھی مرجاؤں اس افلاس زدہ زندگی سے تو بہتر ہے موت آجائے تاکہ جلد راحت پاجاؤں) پس انہوں نے مکان کی چابی لی گھر میں گئے دیکھا کہ ہر طرف مکڑی کا جالا تنا ہوا ہے سارا گھر گندگی و غلاظت سے بھرا ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا کہ یہاں مدتوں سے کوئی نہیں رہا ہے۔ مکان کی صفائی و ستھرائی کے بعد سید نے اپنے گھر والوں کو بلایا۔ رات کو جب سوئے تو ناگہاں سید نے دیکھا کہ ایک عرب سر پر نہایت قیمتی عربی رومال (عقال) باندھے آیا اور پوری طاقت سے سید کے سینے پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا سید میرے گھر میں کیوں آئے ہو؟ ابھی تمہارا گلا دباتا ہوں۔ سید نے جواب دیا میں سید ہوں اولاد رسولؐ ہوں میں نے کوئی گناہ نہیں کیا عرب کہنے لگا ہاں میرے گھر میں کیوں بیٹھے ہو؟ سید کہنے لگے اب جیسا آپ فرمائیں گے میں تیار ہوں اور اب آپ سے بھی اجازت مانگتا ہوں۔ عرب کہنے لگا اچھا ایک بات، جاؤ نیچے تہہ خانے کو صاف ستھرا کرو اور سیمنٹ کی چادر جو اس پر پڑی ہوئی ہے اسے ہٹاؤ گے تو میری قبر نظر آئیگی قبر کا کوڑا کرکٹ باہر نکالو اور ہر رات امیر المومنینؑ کی زیارت (ظاہراً زیارت امین اللہ کہی تھی) پڑھنا اور روزانہ فلاں مقدار قرآن کی تلاوت کرنا پھر مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا تم اس مکان میں رہو۔ سید کہتے ہیں اسی ترتیب سے سرداب کی صفائی وغیرہ کی قبر تک پہنچا اس کی صفائی کی ہر شب

زیارت امین اللہ اور ہر روز تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہنے لگا لیکن گھریلو
اخراجات کی وجہ سے بہت پریشان تھا ایک دن صحن مطہر امیرالمومنینؑ میں،
بیٹھا ہوا تھا ایک شخص نے (جن کے بارے میں بعد میں پتہ چلا حاج رئیس
التجار المعروف سردار اقدس تھے جو شیخ خزعلی کے عزیز تھے) مجھے دیکھا اور احوال
پرسی کی اور میرے گھر کے افراد کی تعداد کے مطابق ایک لیرۃ عثمانی دیا اور
ماہانہ معین رقم کا حوالہ بھی دیا مختصر یہ میری معاشی حالت اچھی ہوگئی اور
زندگی آسائش میں تبدیل ہوگئی یہ داستان دیگر داستانوں کی طرح جو نقل
ہوچکی ہیں عالم برزخ میں بقاء ارواح پر سچی گواہ ہے۔ اس داستان سے یہ بھی
بخوبی معلوم ہوجاتا ہے کہ ارواح اپنے دفن ہونے کی جگہ یعنی اپنی قبر سے
متعلق رہتی ہیں۔ توضیح مطلب یہ ہے کہ روح سالوں بدن کے ساتھ رہتی ہے
اس کے ذریعے کام کرتی ہے معرفت وانشاء حاصل کرتی ہے۔ حق بندگی ادا کیا
ہے اور نیک کام انجام دیئے ہیں۔ اس بدن کے ساتھ خدمتیں کی ہیں اس کی
تربیت وتدبیر میں تکالیف اٹھائیں یہاں پر محققین کہتے ہیں نفس کا بدن کے
ساتھ تعلق عاشق و معشوق جیسا تعلق ہے بنا بریں موت کے بعد جب بدن
سے دوری اختیار کرتا ہے تو اس سے کلی طور پر قطع تعلق نہیں کریگا اور جہاں
بھی بدن ہوگا اس جگہ خصوصیت سے نظر رکھے گا۔ پس اگر دیکھے کہ وہ جگہ کوڑا
دان یا مقام گناہ وکثافت ہوگئی ہے تو سخت رنجیدہ ہوتا ہے۔ اس برے عمل
میں شریک افراد سے اظہار نفرت کرتا ہے بے شک روحوں کی نفرت بہت
موثر ہوتی ہے چنانچہ اس داستان میں آچکا ہے جو لوگ ایسے گھروں میں رہیں ان

کے لئے کتنے شرم کی بات ہے اور وہ اپنے خیال فاسد میں کہیں کہ یہ گھر بد قدم ہے۔ لیکن اگر کوئی اپنی قبر کو پاک وصاف رکھے اور اس کے پاس شائستہ اعمال از قبیل تلاوت قرآن وغیرہ. بجالائے تو وہ خوشحال ہوگا اس کے لئے دعاء کرینگے چنانچہ سید کے بارے میں کہا گیا زیارت و تلاوت قرآن کی برکت سے اس کی قبر کو کیا وسعتیں ملیں[1]۔

برزخ کے بارے میں امام موسیٰ کاظمؑ کا ایک معجزہ

اس واقعہ پر توجہ فرمائیں کشف الغمۃ جو کہ اہل تشیع کی ایک معتبر کتاب ہے اس کے باب کرامات امام ہفتم حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام میں لکھا ہے کہ خلیفہ عباسی کا ایک وزیر تھا جو بہت ہی شان وشوکت اور دولت و ثروت کا مالک تھا اور مملکت کے امور میں ہمہ وقت کوشاں رہتا تھا نیز خلیفہ سے بہت عقیدت رکھتا تھا جب وزیر مرگیا تو خلیفہ نے اس کی گرانقدر خدمات کے اعتراف میں اس کے جنازے کو حرم امام موسیٰ کاظمؑ میں ضریح مقدس کے پہلو میں دفن کرنے کا حکم دیا حرم کا متولی ایک متقی، عبادت گذار اور خدمت گار انسان تھا۔ وہ رات کو حرم کے حجرے میں سوگیا اور خواب میں دیکھا کہ اس وزیر کی قبر شگافتہ ہوئی اور اس میں سے آگ بھڑکنے لگی نیز ہڈیوں کے جلنے کی بو کے ساتھ دھواں باہر آنے لگا یہاں تک کہ سارا حرم دھویں اور آگ کی لپیٹ میں آگیا۔ امامؑ ایک جانب کھڑے ہوئے بلند آواز سے متولی کا نام لیکر

[1] داستانہائی شگفت صفحہ ۳۰۰

فرمارہے ھیں کہ خلیفہ سے کہو اس ظالم کو یہاں دفن کر کے مجھے اذیت دی ہے۔ متولی خوف زدہ و سہما ہوا بیدار ہوا جو کچھ پیش آیا تھا فوراً خلیفہ کو لکھ کر اسے آگاہ کیا۔ خلیفہ اسی رات بغداد سے کاظمین آیا حرم مطہر کو خالی کروایا اور حکم دیا کہ قبر کو کھولیں لاش باہر نکال کر کسی اور جگہ دفن کریں پس خلیفہ کے سامنے جب قبر کھودلی گئی تو اس میں سوائے جلے ہوئے بدن کی راکھ کے اور کچھ نہ دیکھا۔

عالم برزخ کے بارے میں سوالات

سلسلہ جلیلہ سادات کے علماء اعلام میں سے ایک بزرگ جو اپنا نام ظاہر کرنے پر راضی نہیں تھے وہ نقل فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنے والد علامہ کو خواب میں دیکھا تو ان سے قبر کے سوالات کے بارے میں دریافت کیا اور جوابات سنے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) جو روحیں برزخ میں مبتلائے عذاب ہیں ان کے عذاب و سختیاں کس طرح کی ہیں؟

○ فرمانے لگے اس کی مثال اس طرح کی ہے کہ تم کسی پہاڑی درے میں داخل ہو اور چاروں طرف ایسے بلند و بالا پہاڑ ہوں جس پر چڑھنے کی ذرہ بھر طاقت نہ ہو ایسے میں ایک خونخوار بھیڑیا تمہارے پیچھے لگ جائے اور اس سے بھاگنے کی کوئی راہ بھی نہ ہو۔

(۲) آپ کے لئے دنیا میں جو خیرات وغیرہ میں نے دی ہیں کیا وہ آپ تک پہنچی؟ہماری خیرات کا صلہ و نتیجہ آپ کے لئے کیسا ہے؟

○ جواب میں فرمانے لگے کہ یہاں وہ سب مجھ تک پہنچی ہیں البتہ اس کے صلہ و نتیجہ کی کیفیت بھی تمہارے لئے مثال کے ذریعے بیان کرتا ہوں۔

تم جب بھی پبلک سے بھرے ہوئے کسی بہت گرم حمام میں ہو جہاں کثرت تنفس، دھویں اور حرارت کی وجہ سے سانس لینا مشکل ہو ایسے میں حمام کے دروازے کا ایک گوشہ کھل جائے اور ٹھنڈی ہوا تم تک پہنچے تو کس قدر خوشی و آرام اور آزادی سی محسوس کرتے ہو۔ بس تمہاری خیرات دیکھنے کے وقت ہماری یہی کیفیت ہوتی ہے۔

(۳) جب اپنے والد کے بدن کو سالم و منور دیکھا اور صرف ہونٹوں کو زخمی و خون آلود پایا تو ان سے ہونٹوں کے زخمی ہونے کا سبب پوچھا اور کہا اگر میں کوئی نیک عمل انجام دے دوں تو کیا آپ کے ہونٹوں کے زخم ٹھیک ہو جائیں گے

○ فرمانے لگے اس کا علاج صرف تمہاری مادر گرامی کے پاس ہے کیونکہ اس کا سبب وہ اہانت ہے جو دنیا میں اس کے ساتھ کی تھی۔ چونکہ ان کا نام سکینہ ہے اور میں جب بھی انہیں آواز دیتا تھا تو کہتا تھا "سکو خانم" اور وہ اس بات سے ناخوش ہوتی تھی۔ اگر تم انہیں مجھ سے راضی کر سکتے ہو تو اچھا ہونے کی امید ہے۔ ناقل محترم نے فرمایا کہ میں نے سارا ماجرا اپنی ماں سے بیان کیا ماں نے جواب دیا ہاں تمہارے والد جب بھی مجھے بلاتے تو از روئے تحقیر سکو خانم کہتے تھے اور میں سخت آزردہ و رنجیدہ رہتی تھی لیکن اس کا اظہار نہیں کرتی تھی اور ان کے احترام میں ایک حرف نہیں کہتی تھی چونکہ اس وقت وہ تکلیف و بے آرامی میں ہیں تو میں ان کو معاف کرتی ہوں اور ان سے راضی

ہوں اور صمیم قلب سے ان کے لئے دعاء کرتی ہوں ان تین سوالات و جوابات میں مطالب پوشیدہ ہیں جن کا جاننا ضروری ہے قارئین کرام کی توجہ کے لئے مختصراً بیان کرتا ہوں۔

اچھے کردار برزخ میں اچھی صورت میں

عقلی و نقلی دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ آدمی مرنے سے فنا نہیں ہوجاتا۔ بلکہ اس کی روح اس بدن مادی و خاکی سے نکل کر ایک نہایت لطیف قالب سے ملحق ہوجاتی ہے اور اس کے ساتھ تمام ادراکات ہیں جو وہ دنیا میں رکھتی تھی سننے دیکھنے خوشی و غم وغیرہ کے ادراکات جو دنیا سے زیادہ شدید و قوی ہیں۔ چونکہ بدن مثالی صفا و لطافت کے کمال پر ہے لہذا مادی نگاہیں اسے نہیں دیکھتی ہیں۔ گویا چشم مادی سے کچھ کم ہے ہوا کی مانند۔ اگرچہ جسم مرکب ہے لیکن چونکہ لطیف ہے لہذا دیکھ نہیں سکتے۔

موت سے لیکر قیامت تک روح کی اس حالت کو عالم مثال اور برزخ کہتے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے " اور ان کے پیچھے روز قیامت تک برزخ ہے[1] " جو چیز یہاں یاد دلانا ضروری ہے وہ یہ کہ جو لوگ اس دنیا سے خوش بخت رخصت ہوئے ہیں برزخ میں اپنے تمام کردار شائستہ و اخلاق فاضلہ کو بہترین و خوبصورت ترین صورتوں میں مشاہدہ کریں گے۔ اور اس سے

---

[1] سورہ مومنون آیت ۱۰۰

استفادہ کریں گے جس طرح نفوس بدبخت اپنے نامناسب کردار، خیانت، گناہ، اور اخلاق رذیلہ وپست کو بدترین ووحشتناک صورتوں میں دیکھیں گے۔ اور آرزو کریں گے کہ ان سے دور ہو جائیں لیکن نہیں ہو سکیں گے چنانچہ اس میت بزرگوار کے جواب میں حملہ آور بھیڑیئے کی تشبیہ ہے جس سے راہ فرار ممکن نہیں ہے۔ اس آیۂ مبارکہ پر توجہ فرمائیں۔ ترجمہ: "اور اس دن کو یاد رکھو جس دن ہر شخص جو کچھ اس نے (دنیا میں) نیکی کی ہے اور جو کچھ برائی کی ہے اس کو موجود پائیگا (اور) اور آرزو کرے گا کہ کاش اس کی بدی اور اس کے درمیان میں زمانہ دراز حائل ہو جاتا۔ اور خدا تم کو اپنے ہی سے ڈراتا ہے۔ اور خدا اپنے بندوں پر بڑا شفیق (و مہربان) بھی ہے[1]"۔

یہ اس کی مہربانیوں میں سے ہے کہ دنیا میں خطرات سے آگاہ کر دیا تاکہ اس کے بندے کسی اور وادی میں سختیوں اور فشار میں گرفتار نہ ہو جائیں[2]۔

جنازے کے اوپر کتا

صاحب فضیلت و تقویٰ و ایمان مرحوم ڈاکٹر احمد احسان جو برسوں کربلائے معلیٰ میں مقیم رہے اور اواخر عمر میں قم کے مجاور تھے اور وہیں انتقال کیا وہیں مدفون ہوئے۔ تقریباً پچیس سال پہلے کربلا میں ذکر کر رہے تھے

---

[1] سورہ آل عمران آیت ۳۰

[2] داستانہائی شگفت صفحہ ۳۱۲

کہ ایک دن ایک جنازے کو دیکھا کہ کچھ لوگ اسے حرم مطہر حضرت سیدالشہداؑ کی طرف تبرک و زیارت کی غرض سے لے جارہے ہیں میں بھی جنازے کے ساتھ ساتھ چلنے لگا ناگاہ دیکھا ایک سیاہ و حشتناک کتا تابوت کے اوپر بیٹھا ہوا ہے۔ میں حیران ہوگیا۔ اور یہ جاننے کے لیئے کہ کیا دوسرے لوگ بھی دیکھ رہے ہیں یا میں اکیلا اس امر غیب کا مشاہدہ کر رہا ہوں میں نے اپنے دائیں جانب چلنے والے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ جنازے پر کپڑا کیسا ہے؟ وہ شخص کہنے لگا کشمیری شال ہے میں نے پھر پوچھا کپڑے کے اوپر کوئی اور چیز دیکھ رہے ہو؟ اس نے کہا نہیں یہی سوال اپنے بائیں طرف چلنے والے سے کیا اور یہی جواب سنا۔ پس میں سمجھ گیا اس منظر کو میرے علاوہ اور کوئی نہیں دیکھ رہا ہے جب صحن کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا وہ کتا جنازے سے الگ ہوگیا۔ جب جنازے کو حرم مطہر اور صحن شریف میں گھما کر دوبارہ باہر لائے تو صحن کے باہر اس کتے کو پھر جنازے کے ساتھ دیکھا۔ اس کے ساتھ میں قبرستان چلا گیا تاکہ دیکھوں کہ کیا ہوتا ہے۔ تمام وقت کتے کو جنازے کے ساتھ دیکھا جب میت کو دفن کرنے لگے تو وہ کتا بھی اسی قبر میں میری نظروں سے محو ہوگیا۔

برزخ میں انسان کا کردار

اس واقعہ کی مثال قاضی سعید قمی اپنی کتاب اربعینات میں استاد کل شیخ بہائی اعلی اللہ مقامہ سے نقل کرتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل علم و معرفت میں سے ایک شخص مقابر اصفہان میں سے ایک مقبرہ کا مجاور تھا

ایک روز شیخ بہائی اس کی ملاقات کو آئے شیخ کہنے لگے گذشتہ روز اس قبرستان میں ایک عجیب بات کا مشاہدہ کیا دیکھا کہ کچھ لوگ ایک جنازہ کو لیکر آرہے ہیں اور فلاں مقام پر دفن کر دیا اور چلے گئے کچھ دیر گزری تھی کہ بہت عمدہ خوشبو سنگھائی دی جو دنیاوی خوشبوؤں میں سے نہیں تھی میں حیرت زدہ رہ گیا اپنے اطراف میں نگاہ دوڑائی تاکہ دیکھوں اتنی اچھی خوشبو کہاں سے آرہی ہے ناگاہ ایک انتہائی خوبصورت شکل دیکھی جو قبر کے نزدیک گئی اور نگاہوں سے اوجھل ہوگئی کچھ دیر نہ گزری تھی انتہائی گندی بو جو تمام بدبوؤں سے بدتر تھی مجھے محسوس ہوئی اب جو نگاہ کی تو ایک کتا دیکھا جو اس قبر کی طرف جارہا تھا اور قبر کے پاس پہنچتے ہی وہ غائب ہوگیا میں متحیر و متعجب تھا کہ اچانک اس جوان کو بدحال و بدھئیت مجروح دیکھا اسی راستے سے. جہاں سے آیا تھا واپس پلٹ گیا میں اس کے پیچھے پیچھے گیا اور اس سے خواہش کی حقیقت حال سے مجھے آگاہ کرے وہ کہنے لگا میں اس میت کا عمل صالح تھا اور مامور تھا کہ اس کے ساتھ ساتھ رہوں اور وہ جو کتا دیکھا تھا وہ اس کے ناشائستہ اعمال تھے چونکہ اس کے ناروا کردار زیادہ تھے لہذا مجھ پر حاوی ہوگئے اور اس میت کے ساتھ نہیں رہنے دیا - مجھے نکال باہر کیا - اس وقت اسی میت کا مددگار ہوں - شیخ فرماتے ہیں یہ مکاشفہ صحیح ہے کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ. برزخ میں آدمی کا کردار اس کے اعمال کی مناسبت سے صورت اختیار کرتا ہے اور مسئلہ تجسم اعمال اور اس کا مناسب صورتوں میں احوال کے ساتھ مصور ہونا مسلم ہے - لہذا بزرگوں نے

فرمایا ہے روز قیامت جس لمحے پردہ پیچھے ہٹے گا[1] حقائق آشکار ہوں گے جیسے اعمال انجام دیئے ہونگے ویسے ہی دیکھے گا سمجھے گا اور اس قدر شرمندہ ہوگا کہ آرزو کریگا جلدی سے اسے دوزخ میں ڈالدیں تاکہ اس مقام ندامت سے نجات حاصل کرلے۔

اس سلسلے کی ایک اور تعبیر روایت میں آئی ہے منجملہ یہ کہ جب قبر سے سر اٹھائیں گے اور حقائق جو کشف ہوں گے تو ہر کوئی جان لے گا کہ اپنے مولا کے حضور کیا کہا تھا اور کیا کیا ہے شرم سے اس قدر پسینہ آئے گا کہ بعض افراد خود اس میں بہا جائیں گے۔

کشاف حقائق امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا نہیں ہے وقت نماز (ظہر، عصر، مغرب، عشاء و فجر) کوئی یہ کہ ایک فرشتہ ندا دیتا ہے اے لوگو! اے مسلمانوں! اٹھ کھڑے ہو اس آگ کی طرف جو روشن کی ہوئی ہے اپنے لئے۔ پس اسے اپنی نمازوں سے بجھادو۔[2]

دنیا اس قابل نہیں ہے کہ دنیا میں ،روگی سے آزاد ہو جائیں - آزادی ظاہری اور جلد ختم ہو جانے والی ہے خدا کرے کہ حقیقی و واقعی آزادی نصیب ہو۔ حقیقی آزادی عذاب سے رہائی ہے - ہو سکتا ہے انسان پل صراط سے بآسانی گزر جائے خداوند عالم لطف فرمائے اور اپنے بندے کو یاد فرمائے اور صراط پر سے بجلی کی مانند گزار دے- جی ہاں فاذکرونی اذکرکم

---

[1] سورۂ قلم آیت ۴۲

[2] قوموا الی نیرانکم التی اوقدتموھا فاطفؤھا بصلوتکم۔

تم مجھے دنیا میں یاد کرو میں بھی تمہیں قبر، برزخ، صراط میزان میں مختصر یہ کہ کل روز قیامت تمہیں یاد کروں گا۔

خدا کے ناموں میں سے سلام بھی ہے[1]

خداوند کریم اپنے نبی کو حکم دیتا ہے جو لوگ میری آیات پر ایمان لائے ہیں جب تمہارے پاس آئیں تو انہیں سلام کہو[2]

قبر و برزخ کی کشادگی

اگر آپ کا دل چاہتا ہے کہ آپ کی قبر کشادہ ہو تو اپنے برادر مومن کا خیال رکھیں بعض افراد کی قبر کو خداوند عالم جہاں تک انسانی نگاہ کام کرتی ہے (مدالبصر) وسعت دیتا ہے یعنی برزخ میں ان کی جگہ اتنی وسیع ہے جہاں تک آنکھیں کام کرتی ہیں۔

یفسح اللہ لکم۔ خدا آپ کو وسعت دیتا ہے قیامت میں صراط میں بہشت میں البتہ یفسح کے متعلق ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ لوگوں کے ہمت و حوصلے کے مطابق مختلف ہوتا ہے[3]۔

اگر تاریکی برزخ میں بھی گرفتار ہوئے تو فریاد کرینگے

اگر برزخ میں ظلمات و تاریکی میں گرفتار ہوئے تو نالہ و فریاد کرینگے

---

[1] سورہ حشر آیت ۲۳ [2] سورہ انعام آیت ۵۴ [3] رازگوئی قرآن صفحہ ۹۶

پروردگار اگرچہ گناہگار ہیں لیکن علیؑ کے چاہنے والے ہیں اگر گوشۂ جہنم میں بھی گر گئے تو بقول امام سجادؑ اہل آتش کو بھی آگاہ کرینگے کہ تجھے دوست رکھتے ہیں تیرے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں۔ امام حسینؑ کو دوست رکھتے ہیں[1]۔

روایت میں ہے کہ ایسے لوگ ملائکہ سے کہیں گے حضرت محمد مصطفیٰؐ کو ہمارا اسلام پہنچادو اور ہمارے حال سے ان کو آگاہ کردو۔

عزت حسینؑ برزخ و قیامت میں آشکار ہوگی

عزت اس کی ہے وہ جو چاہے ہو جائے روایت میں ہے جبید بن کعب کہتے ہیں حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا امام حسینؑ آپ کی گود میں بیٹھے ہیں اور آنحضرتؐ آپ کو پیار کرتے جارہے ہیں۔

میں نے کہا یارسول اللہؐ آپ حسینؑ کو بہت چاہتے ہیں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا (مضمون روایت) اہل آسمان اہل زمین سے زیادہ حسینؑ کو چاہتے ہیں واقعاً ایسا ہی ہے اہل زمین کو معلوم نہیں، برزخ و قیامت میں حسینؑ کی شان و عظمت پتہ چلے گی۔ ذلت یزید اور یزیدیوں نیز ہر کافر و ملحد کا حصہ ہے[2]۔

اے انسان تو فانی نہیں ہے تو حیوانات و گھاس پھوس کی مانند نہیں ہے کہ تیری سرحد حیات موت ہو۔ تیرا بدن ظاہراً فنا ہو جائیگا لیکن تیری روح باقی

---

[1] لاخبرن اہل النار بحبی لک (دعائے ابو حمزہ ثمالی)

[2] کتاب ولایت صفحہ ۱۷۲

ببقاء اللہ ہے ۔ جو مر گیا تو وقت موت سے عالم برزخ یعنی اس دنیا و قیامت کے درمیان ایک واسطہ ہے جو قیامت سے متصل ہے ۔

سب سے اہم تربیت اسلام کو پہچنوانا ہے ۔ انسان کو چاہئیے کہ وہ اپنے آپ کو پہچانے اور جان لے کے دیگر موجودات سے ہٹ کر ہے ۔ مورد کرامت رب العالمین ہے[1] خداوند عالم ہستئ بشر پر نظر عنایت رکھتا ہے ہر چیز انسان پر قربان ہے ۔ یہی غرض خلقت ہے ۔ قرآن میں اس سلسلے میں کافی تصریحات موجود ہیں

مرحوم شیخ بہائی نے کس قدر عمدہ اشعار کہے ہیں ۔

اے مرکز دائرہ امکان
اے جوہر عالم کون و مکان
تو شاہ جواہر ناسوتی
خورشید مظاہر لاہوتی
صد ملک ز بہر تو چشم براہ
تو یوسف مصر برآی از چاہ
تا والی ملک وجود شوی
سلطان سریر ۔ وجود شوی[2]

---

[1] سورہ اسراء آیت ۷۰

[2] کتاب ولایت صفحہ ۲۰۲

برزخ وسیقر عالم حیات

قرآن مجید حیات انسانی کو برتر و مستمر جانتا ہے ۔ موت کے بعد عالم برزخ ہے[1] برزخ بہ معنی واسطہ ہے دنیا جو کہ عالم مادہ و عالم آخرت کے درمیان ہے جب روح اس قفس عنصری سے پرواز کر جاتی ہے تو ایک دوسری دنیا میں داخل ہو جاتی ہے ابتدائے سورۂ تبارک میں ارشاد ہوتا ہے وہ خدا جس نے موت و حیات کو پیدا کیا[2] ضروری نہیں کہ ہم اس آیت کی تاویل کریں (اور خلق کو بہ معنی قدر لیں اور کہیں خدا نے مقدر فرمایا موت و زندگی کو) موت امر عدمی نہیں ہے بلکہ امر وجودی ہے یعنی تکامل روح آدمی یعنی قالب مادی سے روح کی خلاصی ، یعنی قفس تن سے جان کی آزادی عالم مادہ کے عواقب و مشکلات سے رہائی یعنی اعمال کا مکمل ہونا اور نتیجہ تک پہنچنا۔[3]

عالم برزخ میں مومن کے ورود کا جشن

دو بزرگ علماء کے حالات زندگی میں ملتا ہے کہ دونوں نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا کہ جو بھی پہلے مریگا وہ عالم برزخ میں اپنے حالات سے دوسرے کو عالم خواب میں مطلع کریگا ۔ چنانچہ ان میں سے ایک عالم جب مرگئے تو کچھ مدت بعد وہ اپنے دوست کو خواب میں دکھائی دیئے زندہ دوست نے ان سے پوچھا کہ

---

[1] سورہ مومنون آیت ۱۰۰

[2] سورہ ملک آیت ۲

[3] کتاب ولایت صفحہ ۲۹۴

اتنے عرصے ہمیں یاد کیوں نہ کیا؟

مرحوم دوست کہنے لگے یہاں ہم ایک تفصیلی جشن منا رہے تھے اور اس میں مصروف تھے زندہ دوست نے پوچھا جشن کس لئے؟ مرحوم دوست نے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ شیخ انصاری عالم دنیا سے رحلت فرما گئے اور یہاں آ گئے ہیں۔ اسی خوشی میں چالیس شب و روز یہاں جشن ہے۔

عذاب برزخ گناہ کے برابر

فیو مئذ لا ئیل عن ذنبہ انس ولا جان فبای آلاء ربکما تکذبان یعرف المجر مون بسیماھم

فیؤخذ بالنواصی والاقدام فبای آلاء ربکما تکذبان (لا بشئی من آلائک رب الذب)

کلام اس آئیہ شریفہ میں ہے کہ یہ رفع تناقض یا تعدد مکان کے ساتھ ہے کہ اولین موقف پر کسی سے اس کے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں ہوگا جس طرح موقف دہشت و وحشت ہے بعد میں منزل سوال و حساب ہے تعدد سے رفع تناقض کے لئے دوسری وجہ اشخاص ہیں کہ روز قیامت شیعوں سے ان کے گناہوں کے بارے میں مواخذہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ یا تو توبہ کر کے اس دنیا سے گئے ہیں یا پھر برزخ میں اپنے گناہوں کے برابر عذاب اٹھا چکے ہیں اس سلسلے میں بھی متعدد روایات آئیں ہیں اب کتنے ہی گناہ ہوں ممکن ہے بعض گناہ ایک سال اور بعض ہزار سال برزخ میں حساب کے لئے منتظر رہیں یا مثلاً حق الناس ہو واقعاً اس معاملے پر ڈرنا چاہئیے اسی مناسبت سے ایک کہانی

عرض کرتا چلوں۔

حق الناس ادا نہ کرنے پر برزخ میں ایک سال کی تکالیف

مرحوم حاجی نوری کتاب دارالسلام میں مرحوم حاج سید محمد (جو اصفہان کے بزرگ علماء میں سے تھے) سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا تھا اپنے والد کے انتقال کے ایک سال بعد انہیں خواب میں دیکھا ان کا احوال پوچھا تو کہنے لگے ابھی تک مبتلائے عذاب تھا اب نجات ملی ہے میں نے عرض کی تعجب ہے۔آپ پر عذاب کی کیا وجہ تھی؟ فرمانے لگے مشہدی رضا سقا کو اٹھارہ قرآن کی تلاوت کا نذرانہ دینا تھا میں بھول گیا وصیت کی کہ اس کو ادا کر دیا جائے جب سے مرا ہوں ابھی تک مبتلائے عذاب تھا لیکن کل مشھدی رضا نے مجھے معاف کر دیا اس لئے آرام مل گیا۔ جناب سید محمد نے نجف اشرف میں یہ خواب دیکھا تو اپنے بھائیوں کو خط لکھا کہ میں نے ایسا ایسا خواب دیکھا ہے تم لوگ تحقیق کرو اگر والد صاحب پر کسی کا قرضہ ہو تو ادا کر دو انہوں نے سقا کو تلاش کیا اس سے ماجرا دریافت کیا تو اس نے کہا ہاں اٹھارہ قرآن کی تلاوت کے نذرانے کے قرض دار تھے کیونکہ میرے پاس کوئی سند نہیں تھی لہذا ان کے مرنے کے بعد میں نے تقاضا بھی نہیں کیا چونکہ بے فائدہ تھا ورثاء مجھ سے سند طلب کرتے تھے یہاں تک کہ ایک سال بیت گیا۔ میں سوچنے لگا اگرچہ سید نے کوتاہی کی ہے مجھے کوئی سند نہیں دی اور وصیت وغیرہ بھی نہیں کی لیکن ان کے جد کی خاطر معاف کر دیتا ہوں تاکہ وہ عذاب الٰہی میں مبتلا نہ ہوں۔

سید مرحوم کے فرزندان اٹھارہ قرآن کا نذرانہ اس کا ادا کرتے ہیں لیکن سقا نہیں لیتا اور کہتا ہے جو چیز بخش دی اسے دوبارہ واپس نہیں لے سکتا۔
مقصد یہ ہے کہ برزخ کی معطلی گناہ کی نوعیت اور حق الناس سے مربوط ہے لیکن
شیعیان علیؑ بہر حال برزخ میں پاک ہونگے۔[1]

○○○

---

[1] کتاب بہشت جاویداں صفحہ ۲۸۷

ہماری مطبوعات

۱۔ سجدہ گاہ
۲۔ آئینۂ حقیقت
۳۔ دعائے کمیل
۴۔ فقہی اصطلاحات
۵۔ شیعہ عقیدے و نظریات
۶۔ دینیات ۔۔۔ سندھی
۷۔ ہاتھی کا لشکر ۔۔۔ بچوں کی کہانی
۸۔ شہزادی ملیحہ ۔۔۔ بچوں کی کہانی
۹۔ گناہانِ کبیرہ ۔۔۔ حصہ چہارم
۱۰۔ گناہانِ کبیرہ ۔۔۔ حصہ ہفتم
۱۱۔ برزخ
۱۲۔ ایمان ۔۔۔ حصہ اول
۱۳۔ ایمان زیرِ طبع ۔۔۔ حصہ دوم
۱۴۔ خصائص حسینیہ ۔۔۔ حصہ اول
۱۵۔ خصائص حسینیہ ۔۔۔ حصہ دوم

ملنے کا پتہ

خراسان بک سینٹر

۲ اسیعہ آرکیڈ، بریٹو روڈ، کراچی ۷۴۸۰۰ فون: ۷۷۱۷۴۱۳۷